مرقع دہلی

از

نواب ذوالقدر درگاہ قلی خان سالار جنگ خاندوراں

(مقدمہ)

از

حکیم سید مظفر حسین

مطبوعہ: تاج پریس۔ حیدرآباد دکن

تصاویر

(۱)۔ نواب میر یوسف علی خاں بہادر سالار جنگ

(۲)۔ نواب نور وز علی خاں۔

(۳)۔ نواب ذوالقدر درگاہ قلیخاں سالار جنگ خاندوران۔

(۴)۔ منظر مقبرۂ سالار جنگی۔

(۵)۔ مرقد نواب ذوالقدر درگاہ قلی خاں سالار جنگ خاندوران۔

(۶)۔ منظر باغ دلکشاد۔

(۷)۔ دروازۂ جلوخانۂ قدیم۔

(۸)۔ نواب موتمن الدولہ خان عالم امام قلیخاں سالار جنگ۔

(۹)۔ عاشور خانۂ خان عالم۔



نواب میر یوسف علی خان بہادر سالار جنگ دام اقبالہ

انتساب

سنہ ۱۱۵۱ھ میں حضرت مغفرت مآب نظام الملک آصفجاہ اول طاب ثراہ جب عازم دہلی ہوئے اس وقت خاندوراں ذوالقدر نواب درگاہ قلی خاں سالارجنگ و نواب حیدر خاں شیر جنگ آپ کے ہمرکاب تھے۔

یہ تالیف خان دوران نواب ذوالقدر کے ذوق سلیم اور اس عہد کی بہترین یادگار ہے

ان دونوں مذکورہ بالا خانوادوں کے ارکان کو یہ فخر حاصل ہے کہ حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ کے عہد سے اس مبارک **عہدِ عثمانی** تک ہمیشہ عہدہائے جلیلہ و مناصب فیعہ پر سرفراز اور نہایت نیک نامی وفاشعاری و جاں نثاری سے متصف ہے۔

نواب مختار الملک سر سالارجنگ اسی خاندان کے رکن رکین اور **دولتِ علیہ آصفیہ** کے سچے جاں نثار تھے۔ جن کے گوہر شب چراغ **عالیجناب نواب میر یوسف علی خان بہادر** سالارجنگ دامِ اقبالہٗ (جو متذکرہ صدر خانوادوں کے فضائل و فواضل کے حقیقی وارث خلاصہ دودمان ہیں) دولت علیہ آصفیہ کی کرسی **مدار المہامی** کو زینت بخش چکے ہیں۔

یہ **تذکرہ** بمناسبت خاندانی موصوف ہی کے نام نامی سے **معنون** کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں۔

احسان فراموشی ہوگی اگر اس موقع پر میں اپنے سراپا عنایت مجسم اشفاق **نواب عنایت جنگ بہادر** دام اقبالہٗ (خلف خانِ دوران نواب رکن الدولہ رکن الملک مغفور) کی اس ذوق علمی و عنایت کا ذکر نہ کروں کہ موصوف ہی کے الطاف کریمانہ سے حقیر کو خان دوران نواب ذوالقدر کے متعلق مفید معلومات و عکس تصاویر وغیرہ کا ذخیرہ حاصل کرنے کا موقع ملا۔

حکیم سید مظفر حسین حیدرآبادی



نواب میر یوسف علی خان بہادر سالار جنگ دام اقبالہ

انتساب

سنہ ۱۱۵۰ھ میں حضرت مغفرت مآب نظام الملک آصفجاہ اول طاب ثراہ جب عازم دہلی ہوئے اس وقت خاندوراں ذو القدر نواب درگاہ قلی خاں سالار جنگ و نواب حیدر خاں شیر جنگ آپ کے ہم رکاب تھے۔

یہ تالیف خان دوران نواب ذوالقدر کے ذوق سلیم اور اس عہد کی بہترین یادگار ہے

ان دونوں مذکورہ بالا خانوادوں کے ارکان کو یہ فخر حاصل ہے کہ حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ کے عہد سے اس مبارک عہدِ عثمانی تک ہمیشہ عہد ہائے جلیلہ و مناصب رفیعہ پر سرفراز اور نہایت نیک نامی وفاشعاری و جاں نثاری سے متصف ہے۔

نواب مختار الملک سر سالار جنگ اسی خاندان کے رکن رکین اور دولتِ عالیہ آصفیہ کے سچے جاں نثار تھے۔ جن کے گوہر شب چراغ عالیجناب نواب میر یوسف علی خان بہادر سالار جنگ دامِ اقبالہٗ (جو متذکرہ صدر خانوادوں کے فضائل و فواضل کے حقیقی وارث خلاصہ دودمان ہیں) دولت علیہ آصفیہ کی کرسی مدار المہامی کو زینت بخش چکے ہیں۔

یہ تذکرہ بمناسبت خاندانی موصوف ہی کے نام نامی سے معنون کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں۔

احسان فراموشی ہو گی اگر اس موقع پر میں اپنے سراپا عنایت مجسم اشفاق نواب عنایت جنگ بہادر دام اقبالہٗ (خلف خانِ دوران نواب رکن الدولہ رکن الملک مغفور) کی اس ذوق علمی و عنایت کا ذکر نہ کروں کہ موصوف ہی کے الطاف کریمانہ سے حقیر کو خان دوران نواب ذوالقدر کے متعلق مفید معلومات و عکس تصاویر وغیرہ کا ذخیرہ حاصل کرنے کا موقع ملا۔

حکیم سید مظفر حسینؑ حیدرآبادی

فہرستِ مضامین

آغازِ تذکرہ

صحت اغلاط

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۴	تلون	متلون
۸	۱۰	رائے اجازت	رائے واجازت
۱۰	۶	•	ملاحظہ ہو عکس خاندوران نواب ذوالقدر درگاہ قلیخان سالار جنگ
۱۰	۱۶	اضافہ کیا تھا	اضافہ کیا تھا رکھا
۲۰	۹	ہمراہ رکاب	ہمرکاب
۲۵	۱۳	چنیں ہنگامہ	درچنیں ہنگامہ
۳۲	۱۴	واصحاب غنج ودولال میلے	واصحاب غنج ودولال
۴۳	۵	جمادی الاولیٰ	جمادی الاول کذا
۴۶	۱۴	زرہ	ذرہ
۴۶	۱۷	کہ	چو
۴۷	۵	ہوش دار	ہوشدار
۵۱	۱۵	برہوج	بر روح
۵۲	۴	الغوزہ نوازی	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۲	۴	فرزول	افزول
۵۳	۱۰	خوالبت کہ	خوالبت و
فہرست مضامین (۱) کالم ۲	سطر ۴	نواب میر یوسف علیخاں	عکس نواب میر یوسف علیخاں بہادر سالار جنگ دام اقبالہ
؍؍ کالم ۲	۳	رگھناتھ راؤ سے مقابلہ	رگھناتھ راؤ سے مقابلہ و فتحیابی
۴	۱۸	ذکر اربا طرب	ذکر ارباب طرب
انتساب	۴	حیدر خاں	حیدر یار خاں
۹	۱	اصفجا ثانی	آصفجاہ ثانی
؍؍	۱۵	نواب رکن الدولہ	نواب تہور جنگ اشرف الدولہ
نقول اسنادت	۸	دول	دول
۲	۵	مکار	مکارہ
۳	۳	بدستخط نواب مغفرت مآب	بدستخط نواب مغفرت مآب رسید و سند خدمت تساوتن و عمل آن بعد از حال ختہ مغفرت مآب
۵	۵	فوج دار فواح	فوجدار نواح
۶	۳ بعد سطر درمیانی	تتے	مثنے
		بمیعاد شش	بمیعاد
		موجود است	موجودات
		اے سوار	اے یا سوار
		صمصام جنگ مرحوم	صمصام جنگ مرقوم
		نیم آنہ از سہ گزاشت	سہ و نیم آنہ از گزاشت
		رسد رواب	رسد دواب
		بیارسہ	بیارسہ ۴
		بیارسہ	بیارسہ ۶
حصہ زیریں		دسی ماہ الیہ	ہم ماہ الیہ
۸		منہا سواری سرکار	منہا بتیا لواز کی
۱۰		موجدار فواح	فوجدار نواح
۱۵	۹	خلافت ارشد	خلافت راشدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دِھلی

بارھویں صدی ہجری میں

کوئی افسانہ نہیں تیرے فسانہ کی طرح
سب ہی تاریخیں پڑھیں سیکڑوں دفتر دیکھے

قلمروِ ہند میں دہلی ہی ایک ایسا مقام ہے جو فرماں روایانِ ہند کی شاہنشاہیوں کا صدر مرکز ہوتی رہی اور وقتاً فوقتاً مختلف زمانوں میں اپنے بانیوں کے نام کی مناسبت سے اس کے نام بھی مختلف مثلاً ہستناپور، اندرپرست، دلیپ نگر، تغلق آباد، دہلو[1]، شاہجہاں آباد وغیرہ رکھے گئے۔ ایک شہر

---

[1] یہ لفظ عہد فیروز شاہ تک زبان زد خلائق تھا۔ طوطیِ ہند امیر خسرو اپنے ممدوح "فیروز شاہ" کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں ؎

یا یک اسپم بخش یا ز آخور بفرما بارگیر ۔۔۔ یا بفرماں دہ کہ گردوں شینم و دہلو روم (مظفر)

اُجڑنے پر دُوسرا شہر اُسی کے متصل آباد ہُوا۔ مگر ان ناموں میں سب سے زیادہ قبولیت اور عام شہرت دہلی یا دِلّی نام ہی کو حاصل ہوئی جو آج تک زبان زد خاص و عام ہے۔ غرض دِلّی کے کوچہ و بازار کی بنیاد تاریخی زمانہ کی آب و گل سے پڑی ہے اُس کے مُنہدم عمارات، شکستہ مقابر، بلند مینار، عالیشان گنبد اپنے اولوالعزم بانیوں صاحب عظمت و جبروت شہنشاہوں کے نشاط انگیز اور عبرت خیز افسانوں کو آج تک یاد دلا رہے ہیں۔

آخری دہلی شاہجہان آباد[1] کی بناء اور اُس کی آبادی کا فخر مغلیہ خاندان کے اقبالمند تاجدار شاہجہان[2] کو حاصل ہُوا۔ دہلی اُس وقت طرفہ شان و شوکت اور عجیب عظمت و حشمت کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی۔ کسی شاعر نے خوب نظم کیا ہے:

نہ گرماش گرم و نہ سرماش سرد — ہمہ جائے شادی و آرام و خورد
نہ بینی دراں شہر بیمار کس — یکے بوستاں از بہشت است و بس

---

[1] میر یحیٰی کاشی نے بہترین تاریخ "شد شاہ جہاں آباد از شاہجہاں آباد" کہی اور پانچہزار روپیہ صلہ سے سرفراز ہُوا ۱۲ مظفر

[2] شاہجہاں نے ۱۰۳۷ہجری میں جلوس کیا۔ یہ بادشاہ نہایت فیاض اور خیرخواہ رعیت تھا۔ اس کی بنوائی ہوئی عمارات آج تک روئے زمین کی عمارتوں میں بے مثل سمجھی جاتی ہیں۔ اس کے عہد میں ملک اس درجہ سرسبز و شاداب ہوا کہ کسی عہد مغلیہ میں نہ ہوا ہوگا گویا سلطنت مغلیہ کی عظمت و شان کا ستارہ اس کے عہد میں انتہائے عروج کو پہنچ گیا تھا۔ تختِ طاؤسی اسی شہریار کی نادر یادگار تھا۔ ۱۰۶۸ھ میں اس تاجدار کی سلطنت کا خاتمہ اُسی کے پرہنر بیٹے شاہ عالمگیر کے ہاتھوں ہُوا۔ اور آٹھ برس تک قید کی مصیبتیں جھیلکر ۱۰۷۶ھ میں اس سرائے فانی سے عالمِ جاوِدانی کی طرف کوچ کیا ۱۲ مظفر

چہ ہندوستانِ طراوت سرشت | کہ از شرم او رنگ بارد بہشت
بلندی گرفتہ در و شانِ حسن | زہے مصر و خوبی و کنعانِ حسن

دُوسرا شاعر کہتا ہے

کسے از زندگانی شاد باشد | کہ در شاہجہاں آباد باشد

مگر ہمارا عہد موضوع دِہلی بارہویں صدی ہجری میں ہے۔ جس کو عہدِ زوال کہنا بجا ہے۔

یہ وہ زمانہ ہے کہ سلطنت مغلیہ کا آفتاب اقبال نصف النہار سے گزر چکا ہے۔ اس کا جاہ و جلال اور آنکھ نہ ٹھیرنے والا پُر رعب چہرہ لحظہ بہ لحظہ زرد ہو رہا ہے۔ ادبار و انحطاط کے دل بادل گرد و پیش منڈلا رہے ہیں۔ خانہ جنگی اور طوائف الملوکی کی وبا ہر چہار جانب پھیلی ہوئی ہے۔ خود غرض ناعاقبت اندیش وزراء اُمراء کی باہمی چشمک اور رشک و حسد نے رہی سہی شاہی عظمت و شوکت کو بھی مفلوج بنا دیا ہے۔ کہیں مرہٹے سرکشی و سرتابی اور لوٹ مار میں مصروف ہیں تو کسی طرف سکھوں نے شور و فساد مچا رکھا ہے اور اُس کی نیمروزہ آن پر ایمان لانے والے بھی زیر لب لا احب الآفلین کہہ رہے ہیں۔

ظاہر ہے کہ ایسے طوفان خیز اور شورش انگیز زمانہ میں دہلی کس درجہ مرکزِ آلام و مصائب نہ بنی ہوئی ہوگی اور کیا کچھ اس کی معاشری و تمدنی

حالات میں انقلاب نہ ہوگیا ہوگا۔ باایںہمہ اس مرقع دہلی کو پڑھیے اور موجودہ متمدن و روشن زمانہ کی دہلی کا اس وقت کے حالات و واقعات سے مقابلہ کیجیے۔ انصاف شرط ہے ممکن نہیں کہ آپ بھی میر[1] کے ہمنوا نہ ہوں اور نہ کہیں۔

دلّی کے نہ تھے کوچے اوراقِ مصوّر تھے ‎ ‎ ‎ جو شکل نظر آئی تصویر نظر آئی

یہ مُرقع اسی عہدِ گذشتہ کی یادگار ہے۔ مؤلف معاصر ہے۔ چشم دید حالات و واقعات کو بے کم و کاست حوالۂ قلم کیا ہے۔ جس کی وجہ سے ہمعصرانہ قیمتی معلومات اور اس عہد کی طرزِ زندگی پر معنی آفریں روشنی پڑ رہی ہے۔ لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ناظرین کرام سے مؤلف کا تعارف کرایا جائے کہ مرقع ہذا کی اہمیت پر کافی روشنی پڑ سکے۔

مؤلّف کا تعارف

نام و خطابات، تخلص اور اوصاف ذاتی۔	نواب ذوالقدر لقب، درگاہ قلیخاں نام، سالار جنگ مؤتمن الدولہ، مؤتمن الملک، خانِ دوراں خطاب المتخلص بہ درگاہ

---

[1] میر تقی نام میر تخلص۔ ریختہ گوئی کے مسلم الثبوت استاد متوطن اکبرآباد۔ دہلی میں عرصہ تک سکونت پذیر رہے عہد آصف الدولہ میں لکھنؤ پہنچے وظیفہ سے سرفراز ہوئے انکے والد کا نام تذکرہ نویسوں نے میر عبداللہ لکھا ہے مگر موصوف نے خودنوشت سوانح حیات "ذکر میر" میں میر علی متقی بیان کیا ہے سنہ ۱۲۲۵ھ میں انتقال کیا موصوف کی تصنیفات سے (۱) کلیات جو چھ دیوانوں اور قصائد و مثنویات پر مشتمل ہے (۲) تذکرہ ریختہ گویان موسوم بہ نکات الشعراء (۳) ذکر میر خودنوشت سوانح حیات یادگار ہیں ۱۲ مظفر

عالی خاندان، خوش خلق، سلیم الطبع، مدبّر، شجاع، انصاف پسند، شگفتہ مزاج، سخندان، بدیہہ گو، انشا پرداز غرض جملہ اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ سے متصف تھے[۱]۔ جن کا ہم آئندہ خان دَوراں یا نواب ذوالقدر کے لقب سے ذکر کرینگے۔

وطن و سلسلۂ نسب

نواب[۲] ذوالقدر کے آبا و اجداد کا وطن نواحی مشہد[۳] مقدس مملکت ایران تھا۔ اور سلسلۂ نسب حسب ذیل واسطوں درگاہ قلیخاں ابن خاندان قلیخاں بن نوروز قلیخاں بن درگاہ قلیخاں بن خاندان قلیخاں جو ترکان بوربور الوس خانان سیاہ خیمہ کے ایک بڑے سردار سے تھی منتہی ہوتا ہے۔

---

۱ لچھمی نرائن شفیق تذکرہ گل رعنا میں رقمطراز ہے :- "(درگاہ قلیخاں) امیرے بود عالیجاہ، دانش آگاہ متصف باوصاف حمیدہ و متخلق باخلاق پسندیدہ غنچہ تصویر را در محفل رنگینش ہوائے شگفتگی در سر و طوطی خوش سفیر را از بیان شیرینش منقار در شکر۔ بلبل ہزار داستان مستفید طلاقت زبانش و گل شگفتہ جبیں دریوزہ گر چہرۂ خندانش۔ چرب زبانی او دلِ سنگ را موم می ساخت و بہر دل نزدیکی او احبا و اعداء را در دام می انداخت ضمیر منیرش در بدیہہ رسانی بازار آئینہ می شکست و ذاتِ والا صفاتش در بزم افروزی بالادست شمع می نشست صولتش دل شیر شرزہ را آب می نمود و شجاعتش گوئے سبقت از رستم دستاں می ربود۔ دیگر اوصاف پسندیدہ عدیل و نظیر نداشت" نیز عبدالوہاب دولت آبادی نے بھی اپنے تذکرۂ بے نظیر میں ذکر کیا ہے۔ (درگاہ قلیخاں) حسن خلق او بوئے عطر اعلیٰ بدماغہا میرساند و گرمجوشی او جام نشاء دو بالا در محفلہا میگرداند در نظم و نثر استعداد بلند دارد وا زجولان طبیعت شعر و انشاء را بسرعت تمام ابداع می نماید۔ مظفر

۲ ذوالقدر نام قبیلہ ترک اور ترکی زبان میں قادر انداز کو بھی کہتے ہیں مظفر ۳ نواحی مشہد مقدس میں یہ قبیلہ بہادری و شجاعت سے مشہور تھا۔ مظفر

خانِ دوراں نوابِ ذو القدر کے آبا و اجداد

خاندان قُلی خاں

خانِ دوراں نواب ذو القدر کے جدِّ اعلیٰ خاندان قلیخاں علی مردان خاں[1] کے ہمراہ متعینہ قندھار[2] تھے۔ شاہ صفی[3] کی تلوّن مزاجی اور ناقدر دانی کی وجہ سے علی مردان خاں نے جب ترک ملازمت کی قلعہ قندھار اولیائے دولت

---

[1] علی مردان خاں کے والد گنج علیخاں زیک کرد۔ شاہ عباس صفوی اول (ماضی) کی ولیعہدی میں خدمت اتالیقی پر متعین اور بعد جلوس بصلۂ خدمات لائقہ مراتب علیائے خانی اور ارجمند بابا کے لقب سے سربلند ہوئے۔ تیس سال تک مستقل کرمان پر حکومت کی۔ بعد فتح قلعہ قندھار سنہ ۱۰۳۲ شاہِ عباس نے اس قلعہ کی حکومت پر سرفراز کیا۔ گنجعلی نے سنہ ۱۰۳۴ھ میں جھروکے سے گر کر انتقال کیا۔ علیمردان خاں نے لاش مشہد مقدس روضۂ منورہ رضویہ میں دفن کی۔ شاہ عباس نے خبر انتقال سنکر علی مردان خاں کو خطاب خانی حکومت قندھار سے سرفراز اور بابائے ثانی کے لقب سے مفتخر کیا۔ شاہ عباس کے انتقال اور شاہ صفی کی ناقدردانی کے باعث علی مردان خاں متوسل بہ دربار شاہجہانی اور حُسن خدمات کے صلہ میں مراتب اعلیٰ منصب امیر الامرائی پر فائض ہوئے۔ لاہور میں ایک نہر اب تک موصوف کی یادگار موجود ہے۔ سنہ ۱۰۶۷ھ میں بمقام ماچھیواڑہ انتقال کیا۔ لاہور میں دفن ہوئے۔ عالم آرائے عباسی مطبوعہ ایران ص ۳۲۲۔ مآثر الامراء ص ۹۵ مطبوعہ کلکتہ سوسائٹی (مظفر) [2] خزانۂ عامرہ ص ۲۲۱ (مظفر) [3] شاہ عباس صفوی کا پوتا نہایت جابرانہ حکومت کی سنہ ۱۶۴۲ء میں بمقام کاشان انتقال کیا۔ قم میں دفن ہوا۔ تاریخ ایران ص ۱۵ (مظفر)

شاہجہانی کے تفویض کرکے بمعیت خاندآن قلی خان عازم ہند ہوئے اور لاہور پہنچے۔ خاندآن قلی خاں روز شنبہ ۲ جمادی الثانی ۱۰۴۸ھ مع عرضداشت علی مردان خان اور بارہ نفر رومیوں (جن کو شاہ ایران نے بعد فتح ایروان قندھار روانہ کیا تھا) کے ہمراہ دربار شاہجہانی میں حاضر ہوئے۔ خود نے خلعت اور ہزار روپیہ نقد سے سرفرازی پائی۔ رومیوں کو بھی خلعت اور چار ہزار روپے خزانۂ شاہی سے مرحمت ہوئے۔ ۷ جمادی الثانی ۱۰۴۸ھ کو جب شاہجہاں نے اختیار پور میں منزل کی اور باغ انبالہ میں جشن منعقد کیا تو خاندان قلیخان ہی کے ذریعہ علی مردان خاں کو خلعت[1] خاصہ و پالکی[2] عاج بایراق طلا روانہ کی[3]۔ علی مردان خاں جب (روز دوشنبہ ۲۲ رجب ۱۰۴۸ھ صوبہ داری کشمیر پر سرفراز ہوئے تو خاندان قلیخاں بھی موصوف کے ہمراہ کشمیر میں تاحیات عزو وقار سے بسر کرتے رہے[4]۔

---

[1] خلعت خاصہ۔ اس لباس خاص سے مُراد ہے جس کو بادشاہ کسی وقت زیب تن فرمائے۔ صاحب عمل صالح نے اس خلعتِ خاصہ میں پوشش سمور کا ذکر کیا ہے (مظفر)

[2] پالکی عاج (سکھپال) بایراق طلا وہ شاہی پالکی جو ہاتھی دانت اور بکارِ زر مرصع ہو۔ ایسی پالکی عموماً بغیر فرمانروا کے کوئی استعمال نہیں کرسکتا۔ اس قسم کی خلعت کی سرفرازی مخصوص امتیاز پیدا کردیتی تھی (مظفر)

[3] بادشاہ نامہ صفحہ ۱۱۴ مطبوعہ کلکتہ۔ عمل صالح صفحہ ۲۹۶ ۔

[4] گلِ رعنا صفحہ ۲۱۲ قلمی۔

درگاہ قلی خاں اوّل

خاندان قلیخاں کے بعد ان کے خلف الصدق درگاہ قلی خاں اوّل نے علی مردان خاں کی سفارش پر بارگاہ شاہجہانی سے ضلع ٹھٹہ میں جاگیر ومنصب سے سرفرازی پائی۔ خود علی مردان خان نے بطور ضمیمہ اپنے سرکار کی میر سامانی[۱] بھی خانِ موصوف کے سپرد کی۔ علی مردان خاں کے انتقال ۱۰۶۷ھ کے بعد شہزادہ اورنگ زیب[۲] نے خانِ موصوف کو اپنے منصبداروں میں شریک کر کے افتخار بخشا۔ درگاہ قلی خاں شاہزادہ کے ہمراہ دکن آئے کچھ عرصہ قیام کے بعد ہندوستان کو مراجعت کی اور وہیں انتقال کیا۔[۳]

---

۱ میر سامانی کی خدمت اس وقت گویا مرتبۂ وزارت کے مماثل سمجھی جاتی تھی۔ اسی لیے یہ عہدہ دیوان خانگی کہلاتا اور ہر قسم کا نظم ونسق میر سامان ہی کی رائے اجازت پر موقوف ہوتا تھا۔ (مظفر)

۲ عالمگیر۔ ممتاز محل کے بطن سے ۱۰۲۸ھ شب بخشنبہ ۱۱ر ذی قعدہ کو پیدا ہوئے۔ باپ اور بھائیوں پر فتح پائی ۱۰۶۸ھ روز جمعہ غرہ ذیقعدہ کو جلوس کیا۔ دکن کی اسلامی سلطنتیں مفتوح ہوئیں۔ تمام عمر سپاہیانہ میدان داریوں میں گزاری پچاس سال ستائیس یوم سلطنت کر کے نوّد سال سترہ یوم کی عمر میں ۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ کو انتقال کیا۔ خلد آباد میں دفن ہوئے خلد مکان لقب پایا۔

۳ خزانۂ عامرہ صہ ۲۲۲



نواب نوروز قلی خان جد نواب درگاہ قلی خان سالار جنگ

نوروز قلی خاں

دَرگاہ قلی خاں کے بیٹے نوروز قلی خاں دار وارؔ[1] کی قلعداری پر سرفراز کیے گئے۔ تاحیات اس خدمت پر ممتاز رہے اور یہیں انتقال ہوا۔ (ملاحظہ ہو عکس ۱ شبیہہ نوروز قلی خاں) یہ دو شعر[2] موصوف ہی کی طبعزاد ہیں ؎

نشاں نیافت کسے از غبار ما و ہنوز — غبار خاطرِ خلقیم و خاک بر سرِ ما

انچہ بر جستیم و کم دیدیم و در کار است و نیست — نیز ایں معنی بجز آدم کہ بسیار ست و نیست

خاندان قلی خاں

نوروز قلی خاں کے بیٹے خاندان قلی خاں ثانی منصب و جاگیر سے سرفراز ہو کر منصبداران متعینہ اورنگ آباد میں شریک ہوئے۔ شاہ عالم[3] خلد منزل نے

سلہ دراصل دھار وار ہے۔ شاہجہانی جلوس کے تیسرے سال ۱۰۳۹ھ میں اعظم خاں، مرحمت خاں، راجہ ججھار سنگھ بندیلہ کے ہاتھ پر فتح ہوا۔ عملِ صالح صفحہ ۳۰۹ ج ۱۔

سلہ ماخوذ از بیاض خاندانی۔ قلمی

سلہ ابو نصر قطب الدین محمد معظم شاہِ عالم بہادر شاہ غازی۔ بعد وفات عالمگیر ۱۱۱۸ھ میں تخت نشین ہوئے۔ بدیع الزماں اجتبٰی خاں نے ظل اللہ دین پناہ سے تاریخ جلوس نکالی بھائیوں پر فتح پائی۔ مرہٹوں کی بغاوت اور سکھوں کی سرکشی کا

(باقی بر صفحہ ۱۰)

سنگمنیر[۱] کی وقائع نگاری اور وہاں کے محالات کی فوجداری پر سرفراز فرمایا
نظام آباد[۲] بالائے کتل فردا پور اجنٹہ کی تعمیر و آبادی حضرت مغفرت مآب
طاب ثراہ کے عہد میں خاندان قلی خاں ہی کے اہتمام سے سرانجام کو پہنچی۔
خان موصوف پہلے رکن ہیں جن کا مستقل تعلق دولت علیہ آصفیہ سے
ہوا۔ خانِ دوراں نواب ذوالقدر درگاہ قلی خاں مؤلف تذکرۂ ہذا آپ
ہی کے خلف الصدق ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صہ ۹) ستہ یاب کیا۔ نہایت ذی علم اور عالم دوست خصوصاً فقہ حدیث اور علم کلام میں ممتاز زمانہ تھے علماء سے اکثر مباحثہ و مناظرہ کی صحبتیں رہتی تھیں۔ حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیت اور خلافت بلا فصل کے قائل ہوئے۔ بعد تحقیق مذہب امامیہ اثنا عشری اختیار کیا سنہ ۱۱۲۴ کو انتقال ہوا۔ تاریخ بہادر شاہی قلمی صہ ۴۔ و سیر المتاخرین۔

[۱] سنگم نیر۔ سنگم بمعنی ملنا نیر بمعنی آب۔ کوکن کی جانب شرق سے جو نہر آتی ہے وہ اس مقام پر آب گنگ سے مل جاتی ہے اسی لیے اس مقام کو سنگمنیر کہتے ہیں۔ غربی حد گھاٹ کوکن اور سرکار کلیان اس کے پایان میں ہے۔ شمالی حد کوہ سبھاچل جو کوکن سے ملا ہوا ہے۔ ماہور اور صوبۂ برار بلکہ اس سے کچھ آگے تک پہنچتی ہے۔ قلعہ دھرپ وغیرہ اسی پہ واقع ہیں۔ جنوبی حد کندہ تا ملیبار پایاں میں ساحل دریا بالائی جانب ملک مرہٹہ و کنٹر اور قلعہ خیبر ہے اس سرکار میں نہایت مستحکم قلعے تھے۔ سوانح دکن قلمی ورق ۲۰۔

[۲] نظام آباد۔ یہ نام حضرت آصف جاہ طاب ثراہ نے سنہ ۱۱۴۱ھ میں جبکہ اس کی دوبارہ آبادی میں ترقی اور عمارات میں اضافہ کیا تھا۔ اور بطریق انعام التمغا خان دوران نواب ذوالقدر درگاہ قلیخاں کو عطا فرمایا ملاحظہ ہو نقل سند ۱

(بقیہ بر صہ ۱۱)



خاندوران نواب ذوالقدر درگاه قلی خان سالار جنگ
مؤتمن الدوله مؤتمن الملک

عہد حضرت مغفرت مآب طاب ثراہٗ

خاندوراں نواب ذوالقدر درگاہ قلیخان سالار جنگ

تاریخ و مقام ولادت | خانِ دوراں نواب ذوالقدر ۲۹ رجب سنہ ۱۲۲۱ ہجری بمقام سنگمنیر پیدا ہوئے۔ سنہ ولادت کی تاریخ خود ہی نے[۱] نظم فرمائی ہے۔ ؎

شد سالِ ولادتش زروئے الہام درگاہ قلی ز خاندانِ والا

تعلیم و تربیت | فیاضِ قدرت کی طرف سے خان دوران نواب ذوالقدر کو ایک خاص جوہرِ قابلیت عطا ہوا تھا موصوف لڑکپن ہی سے نہایت ذہین اور ذکی الطبع واقع ہوئے تھے۔ ابتداً گو اپنے والد خاندان قلیخاں کے زیر پرورش رہے مگر موصوف کی حقیقی تعلیم و تربیت حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ کے زیرِ نگرانی رہی جس کے فیضان سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ) یہ سند بمہر خانِ دوراں نواب رکن الدولہ رکن الملک مدار المہام دکن ۱۷ رمضان ۱۲۲۸ھ ورثائے نواب ذوالقدر کو عطا ہوئی ہے اس سند میں اس وقت اس کا محاصل چار ہزار آٹھ سو چوسٹھ روپے ساڑھے آٹھ آنے دکھایا گیا ہے۔ مظفر

[۱] اس تاریخ میں ایک عدد کی کمی یعنی سنہ ۱۲۲۰ھ برآمد ہوتے ہیں۔ مظفر

خان دوراں ہنوز سنِ رشد کو نہ پہنچے تھے کہ اکثر علوم و فنون متداولہ میں بہرہ یاب ہو کر ہمعصروں میں ممتاز ہوئے[۱]

منصب و جاگیر حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ نے حقوق دیرینہ اور خاندوراں کی ذاتی قابلیت پر نظر فرما کر چودھویں سال (۱۱۳۷ھ) آبائی منصب و جاگیر عطا فرمائی۔ مصاحبت میں رہنے کا شرف بخشا اور بیسویں سال ہمراہ رکاب رہنے کی عزت سے سرفراز کیا[۲]۔

سفر دہلی یہ وہ زمانہ ہے کہ خاندان تیموریہ کا آفتاب اقبال گھٹتا گیا ہے ہند کے آخری شہنشاہ محمد شاہ[۳] (رنگیلے) سریر آرائے سلطنت ہیں۔

۱؎ خزانۂ عامرہ صفحہ ۲۲۲ و گل رعنا قلمی ورق صفحہ ۲۰۶ ۲؎ خزانۂ عامرہ صفحہ ۲۲۲ و گلِ رعنا قلمی ورق صفحہ ۲۰۶

۳؎ خاندان مغلیہ کے آخری شہنشاہ سمجھے جاتے ہیں۔ اٹھارہ سال کی عمر میں بامداد قطب الملک (سید عبداللہ خاں) و امیر الامراء (سید حسین علیخاں) بمقام آگرہ ۵ ذیقعدہ ۱۱۳۱ھ تخت نشین ہوئے ۱۱۳۲ھ میں باتفاق بعض امراء ان دونوں اعیان سلطنت (قطب الملک و امیر الامراء) کے خاتمہ کے بعد زمام سلطنت اپنے ہاتھ میں لی۔ نااہلی اور عہدوں کے بے موقع انتخاب سے ارکین سلطنت میں پھوٹ پڑ گئی اس اختلال سے مرہٹوں کی قوت حد سے سوا بڑھتی اور وقار شاہی گھٹتا گیا۔ اس پر بادشاہ و رعیت کی عیش پسندی نے سلطنت کو اور بھی کمزور بنا دیا۔ چنانچہ نادرشاہ کے حملہ کے وقت سلطنت گویا عضو مفلوج ہو گئی تھی۔ اس ہنگامہ کے بعد حالت اور بھی بد سے بدتر ہو گئی تمام صوبے علی الاعلان خود مختار ہو گئے غرض سلطنت کو اس نیمجاں حالت میں چھوڑ کر بادشاہ نے بعمر ۴۸ سال ۱ ربیع الآخر ۱۱۶۱ھ اس سرائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کیا

غلام علی ارشد نے انی ذاھب الیٰ ربی سیھدین سے تاریخ وفات نکالی ۱۲ منظفر

دربار گہوارۂ عیش و عشرت اور آماجگاہِ نشاط و طرب بنا ہوا ہے۔ بادشاہ امورِ مملکت سے بے بہرہ ہر وقت ہاتھ میں جام اور مشغول بہ دلارام ہیں زمامِ سلطنت بھی اُن ہی اعیان اور روساء کے ہاتھوں میں جنھوں نے عیاشی اور لہو و لعب کو اپنا شعار اور مقصد حیات بنا لیا ہے۔

حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ عرصہ سے کنارہ کشی اختیار فرما کر دکن میں مستقل فرمانروائی کر رہے ہیں۔ مرہٹوں کی سرکشی روز بروز بڑھتی جاری ہے۔ ہر طرف تاخت و تاراج میں مصروف ہیں۔[۱] شیرازۂ سلطنت درہم برہم ہو رہا ہے۔

آخرِ کار محمد شاہ نے مرہٹوں کے مقابلے اور ان کی تادیب کے لیے حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ ہی کو منتخب فرما کر اوّلاً کمال دلجوئی اور اشفاق آمیز عنایت ناموں سے سرفراز کیا۔ پھر صوبۂ مالوہ و گجرات کو ضمیمہ دکن بنا کر مرہٹوں کا فتنہ فرو کرنے کے لیے دہلی طلب فرمایا۔

خدمت پر سرفرازی اس سے قبل ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت مغفرت مآب نے خانِ دَوراں کی حُسنِ لیاقت کے باعث جاگیر و منصب، شرف مصاحبت و ہمراہ رکاب رہنے کے اعزاز سے سرفراز فرمایا تھا۔

---

[۱] بدائع وقائع ق۔ ورق ۱۵۰۔ (خود نوشت بنجسالہ سوانح حیات آنندرام مخلص) مظفر

مگر دہلی کی روانگی کے موقع پر خصوصیت سے عہدۂ داروغگی ہرکارہ[۱] سے سرفراز فرماکر خانِ دوراں کو اپنی معیت میں رہنے کے شرف سے ممتاز کیا۔

---

[۱] آثر نظامی قلمی مؤلفہ منسارام ورق (۶۴) یہاں اس امر کا اظہار ضروری معلوم ہوتا ہے کہ خدمت ہرکارہ کی اہمیت پر فی الجملہ روشنی ڈالی جائے جس سے اس کی داروغگی کی وقعت اور منزلت کا صحیح اندازہ کیا جاسکے۔ واضح ہو کہ موجودہ زمانہ کی طرح اُس وقت ہرکارہ کی خدمت اس قدر معمولی اور بے وقعت نہیں ہوتی تھی۔ واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت یہ خدمت ایک خاص رتبہ رکھتی اور ہرکس و ناکس کو نہیں دیجاتی تھی۔ ہرکاروں کے تقرر کے وقت ان کی راست بازی، وفاداری اور مستعدی کا خصوصیت سے خیال رکھا جاتا تھا چونکہ درحقیقت دوسرے لفظوں میں ان کو سوانح نویسی کی سی مہتم بالشان خدمت انجام دینی ہوتی تھی۔ گویا یہ شاہی سوانح نویس سمجھے جاتے تھے۔ چنانچہ جگ جیون داس (ہرکارہ) اپنی تواریخ منتخب معروف بہ تاریخ بہادر شاہی میں رقمطراز ہے۔ کہ "مسودِ ایں سواد در سنہ یکہزار و یکصد و پنج ہجریہ مقدسہ در سلک بندگی بندہائے درگاہِ عالم پناہ انسلاک یافتہ بخدمت ہرکارگی کہ عبارت از سوانح نویس است سربلند گشت"۔ اب صحیح اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ عہدۂ داروغگی ہرکارہ جس پر خاندوراں نواب ذوالقدر سرفراز کیے گئے تھے کس درجہ وقیع اور رفیع المنزلت خدمت تھی جس کو لچھمن لال نے اپنی تاریخ یادگار میں عہدۂ خدمتگاری سے تعبیر کیا ہے۔ چنانچہ وہ نواب منیرالملک بہادر کے ترجمہ میں دولت علیہ آصفیہ سے اس خاندان کے توسل اور واقعہ نادری کے تحت حضرت آصفجاہ اور محمد شاہ و قمرالدینخاں کی نظر بندی کا حال اور اس وقت شیخ حیدر (شیر جنگ) (یہ جن مناصب جلیلہ پر سرفراز رہے ہے اس کو ناظرین آئندہ کسی نوٹ میں ملاحظہ فرمائینگے)

(باقی برصفحہ ۱۵)

حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ آخر ماہ ربیع الاول ۱۱۵۱ھ دہلی پہنچے۔ ملازمتِ شاہی سے سرفراز ہو کر بعد اجازت مرہٹوں کی مہم پر روانہ ہوئے ہنوز مہم سر نہ ہوئی تھی کہ غلغلۂ نادری بلند ہوا۔ حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ نے مرہٹوں سے مصالحت کر کے دہلی کو مراجعت فرمائی۔

نادر گردی

نادری طوفان جبکہ باد و باراں کیطرح قندھار، کابل، لاہور کو تباہ و برباد کرتا ہوا دارالخلافہ دہلی سے سو میل کے فاصلہ پر آپہنچا۔ شاہی لشکر نے بھی کرنال پر مقام کیا۔ برہان الملک ۱۴ ذیقعدہ ۱۱۵۱ھ[ل] کو داخلِ لشکر اور دربار شاہی میں باریاب ہوئے۔ اِس عرصہ میں چار سو سوار سے نادری سپاہیوں کے ہاتھوں اپنے بہیر و بنگاہ پر تاخت و تاراجی کی خبر ملی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اور خانِ دوراں نواب ذوالقدر کی رفاقت وجاں نثاری کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "دوران قید ایں شیخ حیدر (شیر جنگ) و درگاہ قلی ہر دو خدمتگار در رفاقت بودند" اِس فقرہ کو پڑھکر بجز اس کے کہ ہم "بریں عقل و دانش بباید گریست" کہیں اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ مظفر

[ل] فضل علیخاں نے حضرت آصفجاہ طاب ثراہ کے ورود دہلی کے موقع پر تاریخ ذیل لکھکر پیش کی اور ہزار روپے نقد مع اسپ با ساز نقرہ صلہ سے سرفرازی پائی۔ ھ

صد شکر کہ ذاتِ دیں پناہی آمد   رونق دہ ملک بادشاہی آمد

تاریخ رسید نش بگوشم ہاتف   گفت آیت رحمتِ الٰہی آمد

[ے] بقول گردھاری لال ۱۵ ذیقعدہ۔

بادشاہ سے سرسواری اجازت خواہ ہوئے۔ حضرت مغفرت مآب امیر الامراء
نے بمصلحت وقت منع فرمایا۔ مگر برہان الملک جوشِ شجاعت میں اسی دم
شاہی لشکر سے نکل کر سپاہِ نادری پر حملہ آور ہوئے اور لڑتے ہوئے اس کے ہراول
لشکر تک پہنچ کر گھر گئے۔ محمد شاہ نے یہ خبر سنکر امیر الامراء کو مدد کے لیے حکم فرمایا
امیر الامرا بھی برہان الملک کے شریک کارزار ہوئے۔ نہایت پامردی سے مقابلہ
کیا۔ آخر زخمی ہو کر شکست اٹھائی۔ برہان الملک اسیر ہوئے[1]۔ نادرشاہ نے
برہان الملک کی جاں بخشی۔ امیر الامراء نے واپس ہو کر زخموں کی شدت سے
دوسرے روز انتقال کیا۔ حضرت مغفرت مآب منصب امیر الامرائی بخشی الممالک
سے سرفراز ہوئے[2]۔ ۱۶ر ذیقعدہ ۱۱۵۱ھ کو حضرت مغفرت مآب نے بادشاہ
کی جانب سے اولاً پیام صلح دیکر لشکر خاں و نجم الدین خاں کو نادرشاہ کی خدمت
میں بھیجا۔ پھر خود مع عظیم اللہ خاں نادرشاہ کے دربار میں حاضر ہوئے۔ شرائط
صلح طے ہونے کے بعد اسی روز حضرت مغفرت مآب نے شاہی لشکر میں
معاودت کی۔ دوسرے روز خود محمد شاہ بتقریب ملاقات مع مخصوص
ارکین سلطنت نادرشاہ کی فرودگاہ پر تشریف فرما ہوئے۔ نادرشاہ[3] نے شاہانہ مراسم مہمانداری

---

[1] بدائع وقائع قلمی و تاریخ ظفرمند و تاریخ راحت افزا۔ قلمی۔ تحفۃ الشعراء قلمی ۱۲

[2] " " " " " "

[3] نادر قلی بن امام قلی قبیلۂ افشار سے تھا ۱۱۰۰ھ میں پیدا ہوا۔ لڑکپن ہی سے جوہر شجاعت اور بہادری کے

ادا کیے بعد سہ پہر محمد شاہ نے اپنے قیام گاہ کو مراجعت فرمائی۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ برہان الملک کو منصب امیر الامرائی کی آرزو تھی۔ اور ان ہی کی کوشش سے نادر شاہ مصالحت پر آمادہ ہُوا تھا مگر جب برہان الملک کو منصب امیر الامرائی سے مایوسی ہوئی۔ انھوں نے نادر شاہ کو بہت کچھ مال و دولت کی طمع اور قلعہ معلےٰ چلنے کی ترغیب و تحریص کی۔ نادر شاہ نے دوبارہ بعض اُمور کے تصفیہ کے حیلہ سے (۲۴ ذیقعدہ ۱۱۵۱ھ کو) اوّلاً حضرت مغفرت مآب پھر (۲۶ ذیقعدہ ۱۱۵۱ھ کو) محمد شاہ اور فیروز جنگ کو بلا کر نظر بند کرلیا۔ غرض اس وقت حضرت مغفرت مآب کی رفاقت میں بجز خان دوراں نواب ذوالقدر اور نواب حیدر[۱] خاں شیر جنگ کوئی رفیق جاں نثار موجود نہ تھا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے آثار عیاں تھے۔ سن رشد کو پہنچکر سلطنت ایران کو تباہی سے بچایا تمام مقبوضات افغانیوں روسیوں، رومیوں سے واپس لیے۔ سُلطان حسین صفوی اور شاہ عباس ثالث کو معزول کرکے (۱۱۴۸ھ) خود تخت و تاج کا مالک ہوا۔ قندہار فتح کیا پھر کابل پر قبضہ کیا ۱۱۵۱ھ میں ہندوستان پر تاخت کی فتحیاب ہوا۔ دریائے سندھ کی مغرب طرف کا تمام ملک قلمرو ایران میں شامل ہوا۔ ہندوستان سے واپسی کے بعد مشہد کو دارالسلطنت بنایا خوارزم، بخارا اور داغستان کو مغلوب کیا۔ اس کی خونریزی کے باعث رعیت ناراض تھی۔ آخر علی قلی خاں حاکم ہرات (جو نادر کا بھتیجا تھا) نے بعض امراء کے اتفاق سے ۱۱۶۰ ہجری میں قتل کردیا۔ اس کے عہد میں حدود سلطنت ایران دریائے سندھ سے کوہ قاف تک وسیع ہوگئے تھے۔ (جہاں کشائے نادری)

[۱] اصلی نام شمس الدین محمد حیدر ہے۔ بن محمد تقی بن محمد باقر بن شیخ محمد علی ابن شیخ اویس۔ سلسلۂ نسب بچند واسطہ
(باقی بر صفحہ ۱۸)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷) حضرت خواجہ اویس قرنی تک منتہی ہوتا ہے۔ جد اعلیٰ شیخ اویس اولاً خدمت تولیت اوقاف مدینہ منورہ پر سرفراز تھے۔ بالآخر مدینہ منورہ سے اپنے بیٹے (شیخ محمد علی) کے ہمراہ بحرین آئے وہاں سے عازم کوکن (کہ جنوبی دکن کنارے دریائے شور واقع ہے) ہوئے۔ کوکن سے عہد علی عادل شاہ میں بیجاپور پہنچے۔ علی عادل شاہ نہایت اعزاز واحترام سے پیش آیا اور اقامت بیجاپور پر مُصر ہوا۔ آپ نے منظور فرمایا۔ علی عادل شاہ نے آپ کے فرزند شیخ محمد علی کی قابلیت پر نظر فرماکر خدمت دبیری سے سرفراز کیا اور ملا احمد نوائطہ (جو فاضل یگانہ اور اس وقت مرام شاہانہ سے مرتبۂ مدار المہامی پر سرفراز تھا) کی دختر سے عقد ازدواج قرار دیا۔ اس مخدرہ کے بطن سے شیخ محمد باقر و شیخ محمد علی عالمِ ظہور میں آئے۔ شیخ محمد باقر سن رشد کو پہنچکر خدمت میر سامانی اور شیخ محمد علی عہدۂ مستوفی الممالک سے سرفراز ہوئے۔ عہد سکندر عادل شاہ میں مصطفیٰ خاں وزیر کی ناموافقت سے عالمگیر کے پاس عرضداشت لکھی۔ عالمگیر نے فرمان طلبی صادر کیا بعد حصول ملازمت شاہی شیخ محمد باقر منصب دو ہزاری و پانصد سوار اور دیوانی شاہجہاں آباد و کشمیر سے ممتاز اور شیخ حید منصب ہزار و پانصدی و سہ صد سوار و دیوانی فوج شاہزادہ اعظم شاہ سے مفتخر کیے گئے۔ شیخ محمد باقر نے بسبب ناموافقت آب و ہوا شہنشاہ عالمگیر سے بواسطہ اسد خاں تعیناتی دکن کی درخواست کی۔ عالمگیر نے ازراہِ عنایت دیوانی تلکوکن نظام شاہی پر سرفراز کر کے مرخص فرمایا شیخ موصوف نے تاقیام بکمال عزو وقار بسر کی۔ آخر عمر میں خدمت سے مستعفی اور جاگیر مشروطی سے دست بردار ہوکر اورنگ آباد میں سکونت اختیار کی۔ عالمگیر نے جاگیر ذات بحال اور تکلیف نوکری سے معاف فرمایا ۱۱۲۸ھ میں انتقال ہوا۔

علوم معقول و منقول میں فاضل جید اور عالم متبحر تھے۔ تلخیص المرام فی علم الکلام و روضۃ الانوار زبدۃ الافکار آپ کی مشہور تالیفات سے ہیں۔ موصوف کے فرزند شیخ محمد تقی عہد عالمگیر میں منصب سہ صدی اور عہد بہادر شاہ میں منصب پانصدی

باقی برصفحہ (۱۹)

اس واقعہ سے ظاہر ہوتی ہے جبکہ نادرشاہ کے ورود دہلی کے بعد (دہلی کے بدمعاشوں کی ہرزہ سرائی کے باعث) قتل وغارت کا بازار گرم تھا اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷) پنجاہ سوار اور عہد فرخ سیر میں داروغہ جزیہ خجستہ بنیاد سے سرفراز کیے گئے جب حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ فائز دکن ہوئے تو خانِ موصوف کو داروغگی احشام قلعہ جات دکن پر ممتاز کیا ۱۱۴۵ھ شیخ موصوف نے امر عالمِ فانی سے کوچ فرمایا۔ شمس الدین محمد جنید آپ ہی کے خلف الصدق ہیں ۱۱۱۳ھ میں عالم وجود میں آئے عالی بخت (۱۱۱۳) تاریخ تولد ہے کمسنی میں منصب صدی عالمگیری سے مفتخر اور بعد سنِ رشد وتمیز حضرت مغفرت مآب کے زمرۂ متوسلین میں شامل ہو کر باضافہ صدی منصب دو صدی داروغگی فیلخانہ سے سرفراز ہوئے بعد رحلت شیخ (محمد نقی) باضافہ صدی منصب سہ صدی پر ممتاز اور بوقت روانگی حضرت مغفرت مآب بسوے دہلی خدمت عرض بیگی سے سرفراز ہوئے اور ہنگامہ نادری کے بعد باضافہ دو صدی منصب پانصدی وخطاب حیدر یار خاں پر مفتخر کیے گئے۔ واقعہ نواب ناصر جنگ شہید کے بعد باضافہ صد منصب ششصدی اور بعد فتح ترچناپلی باضافہ دو صد بمنصب ہشتصدی وہشتصد سوار پر ترقی فرمائی عہد مظفر جنگ میں منصب ہزار و پانصدی و پانصد سوار سے ممتاز ہوئے عہد امیر الممالک صلابت جنگ میں اولاً بمنصب پنجہزاری چہار ہزار سوار و پالکی جھالردار وعلم ونقارہ وخطاب نیر الدولہ شیر جنگ ثانیاً باضافہ دو ہزاری منصب ہفت ہزاری وہفت ہزار سوار و ماہی مراتب اور خطاب نیر الملک میسر سامانی سے سرفراز کیے گئے پھر دیوانی سرکار ازاں بعد صوبجات دکن پر ممتاز ہوئے آخر بسبب ضعیفی گوشہ نشینی اختیار کی۔ مگر حضرت آصف جاہ ثانی نے باصرار تمام نظامت خجستہ بنیاد (اورنگ آباد) سے سرفراز فرمایا۔ پانچ سال تک بنہایت عدل وداد ونیک نامی سے خدمت مفوضہ انجام دے کر ۱۱۸۹ھ بعمر ۷۶ سال اس سرائے فانی سے کوچ کیا۔ حدیقۃ العالم

حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ نادر شاہ کے پاس بغرض عفو تقصیر حاضر ہوئے ہیں۔ اس نازک موقع پر خاندوراں نواب ذوالقدر نے جو جاں بازی و سرفروشی کی ہے اس کے متعلق تمام تذکرہ نویس متفق اللفظ ہیں کہ وہ قوتِ بشری سی باہر تھی[۱]

اعتماد | حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ خانِ دوراں نواب ذوالقدر کو لڑکپن ہی سے نہایت عزیز رکھتے اور موصوف کی قابلیت و شجاعت پر اعتماد و بھروسہ فرماتے تھے۔ مگر گذشتہ واقعات نے خانِ دوراں کے اعتبار و اعتماد میں اور بھی اضافہ کر دیا تھا۔ چنانچہ حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ نے یہ دستور کر لیا تھا کہ بزم نادری میں خانِ دوراں نواب ذوالقدر اور حیدر خاں شیر جنگ کو ضرور ہمراہ رکاب رکھا کرتے تھے[۲]۔

تالیف تذکرہ | تذکرہٗ ہذا خان دوراں نواب ذوالقدر نے اسی عہد میں تالیف کیا جو معاشری، تمدنی، تاریخی معلومات اور ادبی فوائد گوناگوں سے مالا مال ہے اس کے بغور مطالعہ کے بعد صرف دہلی کے واقعات اور معاصرین کے حالات

---

[۱] غلام علی آزاد بلگرامی خزانۂ عامرہ میں رقمطراز ہیں۔ در ہنگام نادر شاہی (نواب درگاہ قلی خاں) ہمراہ رکاب بود جانفشانیہا فوق طاقت بشری تبقدیم رسانید ص۲۲۳ اسی طرح لچھمی نرائن شفیق نے اپنے تذکرہ گل رعنا میں لکھا ہے۔ در ہنگام نادر شاہی (نواب درگاہ قلی خاں) ملازم رکاب بود جانفشانیہا خارج از مقدور بشری بعمل آورد قلمی ص۲۰۲۔ نیز عبدالوہاب دولت آبادی اپنے تذکرۂ بینظیر میں لکھتا ہے۔ در ہنگام نادر شاہی (نواب درگاہ قلیخاں) ہمراہ رکاب بود طرفہ جانفشانیہا خارج از مقدور بشری بعمل آورد ص۹۰۔ [۲] حدیقۃ العالم ص۱۶۴ ج ۲۔

ہی پر عبور نہیں ہوتا بلکہ خانِ دَوراں کی انشاپردازی اور اوصافِ ذاتی پر بھی کافی روشنی پڑتی ہے۔ نیز ایسے واقعات کا بھی پتہ چلتا ہے جس سے اکثر

خاص تاریخی انکشاف

تاریخی صفحات معرا نظر آتے ہیں۔ مثلاً بعد ہنگامۂ نادری محمد شاہ کا منہیات شرعیہ سے تائب ہونا اور اس ضمن میں اربابِ رقص و سرود کو موقوف کرنا ایک ایسا انکشاف ہے کہ اس عہد کی کسی تاریخ میں نظر نہیں آتا ملاحظہ ہو۔ خان دَوراں اربابِ طرب کے تحت کمال بائی کے حالات میں خامہ فرسا ہیں:

"دریں ولا کہ از سوانح نادر شاہی مزاج بادشاہ دیں پناہ از استماع ساز و نوا انحراف ورزیدہ وارباب نغمہ را یکقلم موقوف گردیدہ۔"

شبابُ زندہ دلی

ورودِ دہلی کے وقت خانِ دوراں کی عمر ٢٩ سال تھی۔ گویا ریعانِ شباب تھا۔ سِن کا اقتضا، ماحول کا اثر، رندانہ محفلوں، بے تکلف جلسوں کی شرکت اُس وقت گویا زندہ دلی اور مقصدِ حیات سمجھی جاتی تھی۔ اس کے زیرِ اثر خانِ دَوراں بھی درگاہوں میں جاتے حال قال کی مجلسوں راگ و رنگ کی محفلوں میں شریک ہوتے۔ تفریح گاہوں اور میلوں کی سیر سے محظوظ ہوا کرتے تھے۔ جیسا کہ تذکرۂ ہذا کے ملاحظہ سے ناظرین پر روشن ہوگا۔

ترتیبِ تذکرہ

اس تذکرہ کی ترتیب نہ ابواب و فصول پر کی گئی ہے نہ اِس پر

کوئی مقدمہ تحریر کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خانِ دوران نے یہ تذکرہ تالیف کی نظر سے مرتب نہیں کیا بلکہ بطور یادداشت صرف چشم دید حالات و واقعات کو نہایت سادگی سے قلمبند کیا ہے تاہم جو ترتیب اس تذکرہ کی واقع ہوئی ہے اس سے خانِ دَوراں کے ذوقِ سلیم اور بعض مخصوص صفات پر روشنی پڑتی ہے۔ نیز اس خصوصیت کے زیرِ اثر موصوف کے زورِ قلم اور قوتِ

انشاء پردازی

انشاء پردازی کا بھی کافی اندازہ کیا جا سکتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قلم برداشتہ تحریریں وہ تمام خوبیاں جو مشرقی لٹریچر میں کلام کی عمدگی کا معیار سمجھی جاتی ہیں۔ مثلاً عبارت کی سادگی اور بے ساختگی حقائق نگاری کے ساتھ استعارات و تشبیہات کا برمحل استعمال، الفاظ کی شستگی ترکیبوں کی برجستگی، تلمیحات یا اشعار کا جا بجا چٹخارہ وغیرہ وغیرہ موجود ہوں تو موصوف کی خاص تحریر کس قدر بلند مرتبہ ہوگی۔ علاوہ ازیں ایک اور خصوصیت جو خانِ دَوراں کی طرزِ انشاء میں خاص طور پر نمایاں ہے وہ تحریر میں روانی اور قدرتِ بیانی ہے۔ کہ ہر ایک واقعہ کو اس پیرایہ میں جو اس کے مناسب حال ہو یعنی متانت کے موقع پر سنجیدگی، ظرافت کے محل پر ویسے ہی معنی خیز برجستہ فقرے اس خوبی سے بیان کرتے ہیں جو حقیقتاً تحریر کی جان ہوتے ہیں۔ ناظرین بجائے خود ملاحظہ فرمائیں اور محظوظ ہوں۔ یہاں ہم اب ترتیب تذکرہ کے ضمن میں خانِ دَوراں کے بعض مخصوص صفات پر روشنی ڈالینگے۔

حُسنِ عقیدت | ترتیب تذکرہ پر نظر کرنے سے خانِ دوراں کے حسنِ عقیدت کا اظہار ہو رہا ہے۔ چنانچہ موصوف نے سب سے پہلے ذکر قدمِ شریف حضرت سرورِ کائناتؐ سے تذکرہ کا آغاز کیا ہے۔

قدمِ شریف حضرت سرورِ کائناتؐ | یہ مقام دراصل فیروز شاہ کا باغ تھا۔ شاہزادہ فتح خاں کے انتقال ۷۷۶ھ کے بعد بادشاہ نے فرطِ محبت سے شاہزادہ کو یہیں دفن کیا۔ گرد مدرسہ و مکانات بنوائے مسجد تعمیر کی اور نقش پائے مبارک (جو خلیفہ بغداد نے تحفۃً بھیجا تھا) بطور تعویز قبر پر سنگِ مرمر کا حوضہ بنوا کر نصب کیا۔ چار دیواری کے متصل ایک کشادہ پختہ حوض بنوایا۔ مجاورین حوضہ کو پانی سے ہر وقت لبریز رکھتے اور تبرکاً تقسیم کیا کرتے ہیں۔ زمانۂ عرس (ربیع الاول) میں زائرین کا بہت ہجوم ہوتا ہے اور بڑی دھوم دھام رہتی ہے۔ خصوصاً ۱۲ ربیع الاول کو دُور و نزدیک سے غریب و امیر زیارت کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ عہد مؤلف میں عموماً ہر جمعرات اور خصوصاً ماہ ربیع الاول میں زائرین کی بڑی کثرت رہا کرتی تھی۔ عمائدین شہر کے پاس سے بطریق نذر و نیاز کھانے پینے کا سامان اس قدر آتا تھا کہ تمام فقراء و مساکین اسی سے سیر و سیراب ہو جایا کرتے تھے۔

قدمِ مبارک حضرت علیؓ | اس کے بعد قدمِ مبارک حضرت علی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ کیا ہے۔

یہ مقام اب شاہِ مرداں اور علی جی کے نام سے مشہور ہے نقشِ پائے اقدس

سنگِ مرمر کے حوضہ میں جمایا اور حوضہ کے نیچے سنگِ مرمر کا فرش کرکے اطراف
سنگِ مرمر ہی کا مجحر بنایا گیا ہے۔ حوضہ کے کنارہ پر یہ شعر کندہ ہے ؎

برزمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

۱۱۳۷ھ

راسخ الاعتقاد حضرات نے گرد و اطراف میں بہت سی عمارتیں تعمیر کرکے سعادت دارین حاصل کی ہے۔ اکثر عمارات پر تاریخی کتابے نصب ہیں۔ ہزاروں زائرین حاضر ہوتے اور مقاصد دلی میں کامیاب ہوتے جاتے ہیں۔ ہر مہینے کی بیسویں اور غرۂ محرم سے ۱۲ تاریخ تک خاص مجمع رہتا ہے۔ عہد مؤلف میں عموماً بروز شنبہ زائرین اور حاجتمندوں کا بڑا ہجوم ہوتا اور ۱۲ محرم کو (بروز زیارت حضرت خامس آلِ عبا) خصوصیت سے اہلِ عزا برسم پُرسہ داری گریاں و نالاں حاضر ہوکر مراسم تعزیت بجالاتے تھے۔ اس روز کوئی متنفس ایسا نہ ہوتا تھا کہ زیارت سے محروم رہے۔

مزارات اور درگاہ اولیا | زاں بعد مزارات اور درگاہوں کا ذکر مثلاً درگاہ قطب الاقطاب (خواجہ بختیار کاکی) قاضی حمید الدین ناگوری، سلطان شمس الدین غازی۔ نظام الدین اولیا۔ امیر خسرو، خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی۔ شاہ ترکمان بیابانی، باقی باللہ شاہ ابا یزید اللہ شاہ عزیز اللہ مرزا بیدل۔ عرس خلد منزل و میر مشرف کے اعراس اور خوارق عادات کا ذکر نہایت خوش اسلوبی سے کیا ہے۔

پاک مشربی | متذکرۂ بالا اعراس کے تذکرہ میں ذکر عرس خلد منزل پڑھنے سے خان دَوراں کی پاک مشربی پر ایک خاص روشنی پڑ رہی ہے اور ظاہر ہو رہا ہے کہ (باوجود رندانہ محفلوں اور بے تکلف جلسوں کی شرکت کے) خانِ دَوران کا دامن نجاست کے بدنما دھبوں سے پاک ہے۔

عرس خلد منزل | یہ عرس ۲۳، محرم کو حسب الحکم مہر پرور باہتمام حیات خاں ناظر منعقد ہوتا۔ ایک مہینہ قبل سے تیاری کی جاتی اور انواع و اقسام کے اسباب و آرائش سے زینت دیجاتی دلچسپی بڑھانے کے لیے ہر قسم کی ممکنہ صورتیں اختیار کی جاتی تھیں عرس کیا تھا۔ سچ پوچھئے تو ایک خاص بزم رندانہ یا ہر قسم کے فسق و فجور کی آماجگاہ تھی۔ اس کی حقیقی اور پر لطف تصویر خان دَوراں کے قلم مانی رقم سے کھچی ہے۔ ہم صرف اس ذکر میں جو آخری فقرہ موصوف کے زبانِ قلم سے بے اختیار نکل گیا ہے۔ جس سے خانِ دَوراں کی پاک مشربی کا اظہار ہو رہا ہے نقل کرتے ہیں۔ وہو ہذا۔

چنیں ہنگامہ چشم بستن عین مصلحت و بصر نکشودن محض بصیرت

اعراس کے تذکرہ کے بعد چوک سعد اللہ خاں اور چاندنی چوک کے مرقع دکھائے ہیں۔

چاندنی چوک کا ایک واقعہ جس سے اس عہد کی خوشحالی اور دولتمندی پر روشنی پڑ رہی ہے قابلِ ملاحظہ ہے۔

بارہویں صدی کی خوشحالی اور دولتمندی

واقعہ یہ ہے کہ ایک رئیس زادہ چاندنی چوک کی سیر کا مشتاق ہوتا ہے۔ بیوہ ماں تہیدستی کے عذر کے بعد اس کے متروکہ پدری سے ایک لاکھ روپیہ دیتی اور کہتی ہے کہ چوک کے نفائس اور نوادر گو اس قلیل رقم سے نہیں خرید کیے جا سکتے ہیں مگر اب اسی قلیل رقم کو اپنے ضروری مصارف کے لیے لیجاؤ۔ اسی طرح ایک اَور واقعہ جو اس عہد کی خوش حالی پر روشنی ڈال رہا ہے قابلِ ملاحظہ ہے۔ ضمناً خانِ دَوراں کی راست گوئی پر بھی شعاع پڑ رہی ہے۔

خوشحالی کا دوسرا واقعہ

واقعہ یہ ہے کہ بہنیا ئے فیل سوار اس عہد کی مشہور طوائفین میں ایک ممتاز طوائف تھی۔ وزیر الممالک اعتماد الدولہ کو اس سے خاص تعلق تھا چنانچہ نواب موصوف نے ایک مرتبہ صرف اسباب تجرع (جام و صراحی) مرصع برسم تحفہ جو اُسے دیا تھا وہ ستر ہزار روپیہ قیمت کا تھا[1]

چاندنی چوک کے ذکر کے بعد معاصر مشائخین عظام و فقرا کا تذکرہ کیا ہے، ان بزرگوں کے حالات پڑھنے کے بعد خانِ دَوران کے ادب و تہذیب

ادب و تہذیب

اور اس عہد کے حسنِ اخلاق پابندی وضع حسن معاشرت کا

---

[1] موجودہ زمانہ کی ترقی یافتہ دہلی کی دولتمندی اور اس اجڑی ہوئی دہلی کی خوشحالی کا توازن فرمایئے اور دیکھیے۔

تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجاست

کی کس حد تک مصداق ہے۔ مظفر

مرقع پیشِ نظر ہو جاتا ہے۔

شاہ سعداللہ | چنانچہ شاہ سعداللہ (جو ایک نہایت مردِ بزرگ اور اس وقت کے ممتاز مشائخین میں شمار ہوتے تھے) کے متعلق لکھتے ہیں:۔

علو جلالت وسمو مناقب ایشاں از اندازۂ تحریر وترقیم بیرون است وشرح کمالات وبیان نزہت طلبان از احاطۂ گزارش بیروں۔

شاہ غلام محمد داول پورہ | اسی طرح شاہ غلام محمد داول[1] پورہ کی علو منزلت اور شکوہ وحشمت کے متعلق رقمطراز ہیں۔

---

[1] داول تخلص کی ایک مثنوی موسوم بہ ناصری نامہ راقم کی نظر سے گذری جو تین سو چھپن اشعار پر مشتمل ہے اور ایک شب میں تصنیف ہوئی ہے۔ اس تخلص سے اس وقت تک جو مصنف کے حالات کا پتہ چلا ہے۔ اس بنا، پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ مثنوی شیخ عبداللطیف المخاطب بہ دواء الملک معروف بہ شاہ داول کی تصنیف ہے شاہ صاحب موصوف اولاً سلطان محمود بیکرہ کے روسائے عظام سے تھے۔ مگر مصداق الفقر فخری ترک لباس دنیوی کے بعد مسندِ فقر پر رونق افروز ہوئے۔ اس مثنوی میں زن و شوہر کے تعلقات اور حقوق شوہر کو مختلف عنوان اور دلچسپ پیرایہ سے سمجھایا ہے۔ آغاز کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

ناریاں (عورت) سنو پیو (خاوند) کی بیاں — پیو باج (بغیر) کوئی پیارا نہیں
بن بھر (بھید) کہے نا ہوے عیاں — پیو باج کوئی پیارا نہیں

جس کو عقل ہور گیان (ہوش) ہیں — پیو سوں وہی احسان ہیں
پیو جیو (دل) کا سلطان ہے — پیو باج کوئی پیارا نہیں

دنیا فنا ہوشیار ہو — پیو تھی نکو بیزار ہو
جیو سوں سچی اختیار ہو — پیو باج کوئی پیارا نہیں

جن ہیں جنم کا ہے بنا — تل تل گھڑی اس کو منا
نا چیز ہے دنیا فنا — پیو باج کوئی پیارا نہیں

دور باشش شکوہ فقر ایشاں صولت اغنیا ربرعشہ می آرد و کلمات عظمت سیماشش دولتمنداں را درلرزہ می افگند۔

شاہ صاحب موصوف ہی کے حالات میں اس عہد کی پابندی وضع ملاحظہ فرمائیے کہ بادشاہِ وقت (محمد شاہ) اور رؤسا و عمائدین شہر کی جانب سے شاہ صاحب موصوف سے یومیہ قبول کرنے کا اسرار بحدِ مبالغہ پہنچا ہے مگر خود داری یہ ہے کہ

"ثبات قدمش باوجود کثرت توابع کہ در دائرۂ توکل مستقیم و استقلال وضعش درناز و نعیم۔

ان ہی کے اوصاف میں لکھا :۔

باوضع و شریف و با اغنیا و غربا یکساں سلوک است از بزرگان زمانہ اند و درفتوحات و جوانمردی یگانہ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) خاتمہ پر لکھتے ہیں۔

دیکھیا دنیا کی دھات میں کیتا فکر ایک رات میں بولیا زناں کی بات میں پیو باج کوئی پیارا نہیں

مقطع ملاحظہ ہو۔

زن تی ہوا جیکوئی دکھیا دکھ نارتی سینا پکیا دوہین یوں داول لکھیا پیو باج کوئی پیارا نہیں

اس مثنوی سے لسانیات خصوصاً گجراتی زبان پر بہت کچھ روشنی پڑ سکتی ہے مگر یہاں ہمیں صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ شاہ غلام محمد داول پورہ جیسا کہ اُن کے لقب سے ظاہر ہو رہا ہے اسی سلسلہ کی ایک فرد ہیں۔ یہ وہ بزرگ تھے کہ حضرت مغفرت مآب انکی محفلِ سماع میں خود حاضر ہوا کرتے تھے صاحب مآثر نظامی نے ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے جس سے موصوف کی علو منزلت اور حضرت مغفرت مآب کی روشن خیالی و اعلیٰ دماغی پر روشنی پڑتی ہے۔ منظفر

پھر شاہ محمد امیر، و شاہ پانصدینی، درویش صلوٰۃ خوانی، و سید محمد مجنوں نانکشاہی شاہ کمال، شاہ رحمت اللہ وغیرہ کا بلحاظ حفظ مراتب ذکر کرتے ہوئے ہم بزم احباب

روسا و ہم بزم احباب

و روسار کا تذکرہ کیا ہے ان حالات کے تحت خاندوران کی زندہ دلی و راست گوئی کی بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔

اعظم خاں

ازانجملہ اعظم خاں ولد فدوی خاں برادرزادہ خانجہاں عالمگیری کی رنگیں مزاجی، بزم آرائی، فیاضی، فراخ حوصلگی، فن موسیقی سے دلچسپی وغیرہ کا

راست گوئی

تذکرہ کرتے ہوئے موصوف کی امرد پرستی و شاہد بازی کے متعلق صاف طور پر لکھتے ہیں۔

طبیعتش امارد پسند است و مزاجش بصحبت سادہ رویاں دربند۔

پھر اس گروہ کی ناز برداری خاطر و تواضع کے ذکر میں لکھا ہے۔

"غرض ہر جا سبزہ رنگے بنظر می آید منسوب بہ اعظم خاں است و ہر کجا نو خطے جلوہ می کند از وابستہائے آں عظیم الشان"۔

مرزا منو

اسی طرح مرزا منو (جو اس عہد کے روسا زادوں میں تھے) کی امرد پرستی کا نقشہ اور ان کی اس فن میں یگانگی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"خانہ اش بہشت شداد است و کاشانہ اش آشیانہ مجمع پریزاد ہر نو خطے رنگیں کہ بایں محفل ربط ندارد فرد باطل است و ہر شخصے کہ بایں مجمع مربوط نیست در حلیہ اعتبار عاطل مجلسش دار العیار شاہداں است و بزمش محک امتحان

گلرخاں ۔ نقد قراضہ حسن تا بدار الضرب بزمش رجوع نکند کامل عیار نیست
چہ نشد مثل طلائے دست افشار است وسیم جمال تا در کوزہ مجمعش گذار نیابد
چاندی نیست چہ شد کہ زر نقرۂ خالص است ۔

لطیف خاں

زاں بعد لطیف خاں (جو اس عہد کے امراء میں تھے اور فنِ موسیقی میں یکتائے روزگار سمجھے جاتے تھے) کی لطیفہ گوئی، بذلہ سنجی، بزم افروزی، عیش پسندی کا ذکر کیا ہے ۔ یہ ذکر کرتے ہوئے ان کی وضعداری پر بھی روشنی ڈالی

اس عہد کی وضع داری

ہے جس سے اس عہد کی وضع داری کا ایک خاص نمونہ پیشِ نظر ہو جاتا ہے وہ یہ کہ موصوف کی دولت وبضاعت جب صرف پا انداز شاہی ہو چکی اور حشمت و اقبال نے جواب دیدیا باوجود اسکے موصوف نے اس وقت بھی (گو سابق کے مثل ہجوم نہ ہوتا تھا مگر) مخصوص احباب سے محفلِ عیش و عشرت کو اسی طرح منعقد رکھا ۔ چنانچہ لکھتے ہیں :۔

"الحال کہ بضاعتہا صرف پا انداز شاہی گردیدہ اینہمہ ہجوم نیست لیکن مردم مخصوص جمع می شدند و یکپاس شب ہمیشہ بہ تعیش می گزرانید۔"

اِس کے بعد کیفیت بسنت اور مقامات متبرکہ کا ذکر کرتے ہوئے یازدہم میرن[1] کا ذکر کیا ہے ۔ اِس ذکر میں خصوصیت سے خانِ دوراں کے

---

[1] میرن تخلص صادق علیخاں نام پسر میر جعفر علی خاں ناظم بنگالہ ۔ شاہزادہ علی گوہر جب اپنے والد احمد شاہ سے ناراض ہو کر بغرض تسخیر بنگالہ پہنچے تو یہی میرن مع فوج شاہزادہ کے مقابلہ میں فروکش تھا۔

باقی صفحہ آئندہ

قلم کی بیباکی وراست گوئی کا اظہار ہورہا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) یکایک ایک شب بجلی گری اور میرن کی خرمنِ ہستی کو مع دو خدمتگاروں کے فنا کردیا۔ تحفۂ احباب مؤلفہ عبدالکریم صفحہ ۵۔ موصوف کا نمونہ کلام اُردو (جو ایک قدیم بیاض میں حقیر کے کتابخانہ میں موجود ہے) نمونتہً ہدیۂ ناظرین ہے۔

ہے نورِ خدا محرمِ اسرار پہ صلوات — من بعد وصیّ حیدرِ کرار پہ صلوات

سب لوح و قلم عرش و کرسی ہوا مداح — سب اولیوں کے قافلہ سالار پہ صلوات

سلطان شجاع میرِ عرب شاہِ دلاور — امت کی شفاعت کے کرنہار پہ صلوات

یا حیدر صفدر میری مشکل کرو آساں — ہے شاہِ دو عالم کے مددگار پہ صلوات

تم مہر نبوت کے چھتر از دل و جاں ہو — تجھ شیرِ خدا دلدل اسوار پہ صلوات

کر میری مدد واسطے خاتونِ قیامت — ہے تجھ سے ہر ایک فترۂ دربار پہ صلوات

تم باپ ہو شبیر و شبر یا شہ عالی — تجھ دست بدیں قاتلِ کفار پہ صلوات

سُن میری عرض عابد و باقر کے تصدق — جعفر کے بہر گلشن گلزار پہ صلوات

تم وارثِ کونین ہو یا موسیٰ کاظم — سُلطان رضا شاہِ خراساں پہ صلوات

از روئے تقی داد میری دے میرے مولا — سردار نقی روشن انوار پہ صلوات

یا عسکری رکھ لاج میری ہر دو جہاں میں — اور مہدئ دیں ہادئ سالار پہ صلوات

میرن کو شب و روز ہے صلوات کا کہنا

لازم ہے وہ معصوم دہ و چار پہ صلوات

مناجات سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف منہیات شرعیہ سے اس وقت تائب ہوگئے تھے۔ لہ قائل

یازدہم میرن | یہ محفل نامبردہ کے مکان پر ہر مہینہ کی گیارہویں تاریخ منعقد ہوتی ہر قسم کے تکلفات اور اسباب آرائش سے زینت دی جاتی۔ مہمانوں کی خاطر و تواضع خاص طور سے خاطر خواہ کی جاتی۔ تمام شہر کی زہرہ جبین نامور طوائفیں اور امارد ہائے رنگین کے ہجوم سے موصوف کا مکان گویا نمونۂ بہشت شداد بنا رہتا تھا۔ غرض اس محفل کا مرقع کھینچتے ہوئے اولاً میرن کی منکسر مزاجی، وسعت اخلاق کثرت تواضع، مہمان نوازی، سلیقہ بزم آرائی ارباب رقص و نشاط سے ربط و ضبط، حسینوں مہ جبینوں کی تسخیر اور اس خصوص میں موصوف کی رسوائی اور وزیر الممالک کے مزاج میں درخور اور رسوخ پانے کا اظہار کرتے ہوئے وزیر الممالک کی بادہ خواری و حسن پرستی کا صاف صاف الفاظ میں تذکرہ کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں :-

نامبردہ ہر چند یکہ بوفور انکسار و وسعتِ اخلاق و کثرت تواضع و رعایت مہمانداریہا و ترتیب بزم آرائیہا محسود اقران خود است لیکن بعلاقۂ دارونگی ارباب رقص و نشاط و تقریب مرجعیت اہل طرب فی الجملہ مطعون است چوں وزیر الممالک بتجرع میلے دارند و با اہلِ حسن و جمال و اصحاب غنج و دلال میلے ازانجا کہ توجہ خاطر بتقدیم حسن خدمات معزز و محترم است و در تلاش مردم حسین طرفہ دستے دارد و ہر روز پیکرے تازہ بافسوں تسخیر می کنند از دیگر مصاحبانش مکرم۔

پھر دوازدہم سرائے عرب کا تذکرہ کیا ہے ۔

سرائے عرب | یہ سرا سنہ ۹۶۸ھ اکبری میں تعمیر ہوئی۔ حمیدہ بانو بیگم عرف حاجی بیگم محل ہمایوں بادشاہ نے تین سو عرب سو سادات عظام سو مشائخین کبار اور سو عام عرب حرمین شریفین سے لاکر آباد کیے تھے۔ عہد محمد شاہ تک یہ مقام عربوں کی بود و باش ہی کے لیے مخصوص تھا۔ بارہویں ربیع الاول کو دوازدہم ہوتی تمام شب عربی قصائد (مدحیہ حضرت سرور کائنات) پڑھے جاتے مناقب و مولود خوانی نہایت خوش الحانی سے ہوتی تھی۔ شوقین مزاج بھی ملیحان عرب کی نظارہ بازی کے لیے شریک محفل ہوتے غرض خاصہ مجمع ہوتا۔ انواع واقسام کے عربی کھانوں سے مہمانوں کی ضیافت کی جاتی قہوہ کا دور چلتا ختم پر خرمائے تازہ و خستہ تقسیم کیا جاتا تھا۔ خان دوران بھی ایک مرتبہ سید حشمت خاں کے ہمراہ شریک محفل ہوئے اور موصوف کی بھی قہوہ سے ضیافت کی گئی موصوف کی زبانی کیفیت قہوہ خوری ملاحظہ ہو۔

"پیالہ ہائے کلاں قہوہ خوری کہ گاہے شیرینی ہم داخل می کنند علی الاتصال بمردم تکلیف می نمایند چوں تہوع آور است مہمان در رد و قبول سخت ازیت میکشند۔

اس کے بعد دوازدہم خان زماں کی زیب و زینت و آثار متبرکہ کی زیارت وغیرہ کے ذکر کے بعد۔ کسل پورہ کا تذکرہ کیا ہے۔

کسل پورہ | یہ مقام کسل سنگھ نے (جو محمد شاہی ہزاریوں اور دولت و ثروت

میں ممتاز تھا) نہایت خوش منظر دپر تکلف بنوایا۔ اور فواحشان روزگار وزنانِ بازاری کو بسایا تھا۔ اوباشوں، شہوت پرستوں کا مسکن و مامن تھا۔ محتسب کی مجال نہ تھی کہ اس احاطہ میں قدم رکھ سکے یا کسی پر احتساب کرے ہر ایک اپنے مشرب میں آزاد تھا ہر طرف نا و نوش کا ہنگامہ اور ہر وقت صدائے چنگ و رباب بلند رہتی تھی اس کے بعد ناگل کے میلہ کا ذکر کیا ہے۔

ناگل کا میلہ | ناگل نامی کوئی شخص صاحب کمال اس احاطہ میں دفن ہوئے تھے۔ یہ احاطہ خواجہ بسنت اسد خانی کی سرا سے متصل تھا۔ ہر مہینے کی ۲۷ر تاریخ دہلی کی شوقین مزاج تماشہ بیں عورتیں بن سنور کر زیارت کے بہانہ سے آتیں اور اصل مدعائے دلی سے کامیاب ہوتیں اس مقام کی برکت یا ان بزرگ کے تصرفات سے تھا کہ ہر وارد و صادر جو بھی یہاں پہنچ جاتا تھا وہ کوئی نہ کوئی جلیس و دمساز سے ہمکنار اور شراب وصل سے ضرور سرشار ہوتا تھا۔ بلاکشانِ محبت سویرے ہی سے منزلِ مقصود کا رُخ کرتے اور ہر شام واپس ہوتے تھے۔ اس کے بعد رینی مہابت خاں کا ذکر ہے۔

رینی مہابت خاں | یہ ایک وسیع میدان تھا جہاں بروز یکشنبہ بکثرت پہلوان اور تماشائی جمع ہوتے پہلوانوں میں زور آزمائی اور کشتی ہوتی ہر ایک اپنے جوہر کمال دکھا کر ناظرین کو خوش کرتا تھا اور بعد برخواست شیرینی تقسیم کیجاتی تھی۔

شعرائے معاصرین | زاں بعد بعض شعرائے عصر مثلاً میرزا جانجاناں۔ معنی یاب خاں

شیخ علی حزیں۔ سراج الدین علی خاں آرزو۔ مرزا محمد افضل ثابت۔ ابراہیم علیخاں رام میر شمس الدین مفتوں۔ عبدالخالق وارستہ۔ گرامی۔ مرزا ابوالحسن آگاہ۔ حلیما وغیرہ کے حُسنِ بیان، حُسنِ اخلاق، قادر الکلامی، نازک مزاجی۔ بزم آرائی کا تذکرہ کیا ہے۔ چونکہ خانِ دَوراں خود بھی شاعر تھے اس لیے جستہ جستہ مقام پر روانی قلم میں شعرا کے مخصوصات کلام کا بھی ذکر آگیا ہے۔ مثلاً حلیما کے کلام کے متعلق لکھا ہے۔

"طورِ کلاش بطور اسحٰق اطعمہ"

اسی حلیما کی یادداشت کے متعلق لکھتے ہیں کہ پچاس ہزار متقدمین اور متاخرین کے ابیات اس کو یاد تھے۔ یا گرامی کشمیری کے حالات میں لکھا ہے کہ باوجود مو نویت ذوقِ شاعری بھی تھا۔ اپنے کلام کی بیاض ہر وقت بغل میں لیے رہتے اپنا تمام کلام منتخب سمجھتے اور تازہ گوئی کے دعوے میں اس درجہ غلو کرتے کہ مشاعرہ کو مناظرہ کی حد پر پہنچا دیتے تھے۔ زاں بعد مشہور مرثیہ گو، مرثیہ خوانوں اور ہر ایک کی طرز خواندگی سوز و گداز، مضامین درد و الم میں ایک دوسرے پر تفوق۔ سامعین کا ان کی خواندگی کی مجلسوں میں ہجوم۔ ایک دُوسرے پر سبقت اور مراسمِ تعزیت ادا کرنے کا ذکر کیا ہے۔ ان میں بعض ایسے بھی مرثیہ گو شعراء کا ذکر ہے جنھوں نے اس وقت ریختہ گوئی میں علم استادی بلند کیا تھا۔ مثلاً منقبت کہنے میں بسر لطفِ علی خاں کے متعلق لکھا ہے۔

ومنقبت در ریختہ بطمطراق وساز وسامان مالاکلام میگوید۔

یا تسکین وحزیں وغمگیں تینوں بھائیوں کے حالات میں لکھا ہے کہ

ہرسہ برادراند وو ے بزبان ریختہ مرثیہ گفتن مہارتے تمام دارند۔ درہمہ شہر کلام اینہا شہرت دارد و درواقع ہرسہ کہ بسیار خوب مرثیہ می گویند۔

یا محمد ندیم کے متعلق لکھا ہے۔

مضامینے در ریختہ می آرد کہ فارسیان مضمار فارسی زمیں گیر می شوند

پھر ارباب طرب کا ذکر ہے جس کے تحت بین نواز، قوال، طنبورچی، ربابی، سارنگی نواز، ڈھولک نواز، دمدمے نواز، سبوچے نواز، بھگت باز، شکم نواز، زنکولہ نواز، مورچنگ نواز، نقال۔ امرد، اور طوائفین کا ذکر کیا ہے۔ ان کے حالات پڑھنے سے گو اس عہد کی عشرت پسندیوں کا مرقع پیش نظر ہو جاتا ہے، مگر قابل لحاظ یہ امر ہے کہ جو بھی جس فن کا ماہر ہے وہ اس فن میں کامل اور یگانہ روزگار ہے مثلاً ایک طوائف آد بیگم کے حالات میں لکھا ہے کہ یہ جب محفل میں آتی پاجامہ نہیں پہنتی تھی۔ بجائے اس کے اسفل بدن کو اس خوبی سے رنگتی اور نقش ونگار سے آراستہ کرتی کہ گویا گلبدن یا کمخواب کا پاجامہ پہنے ہوئے ہے بڑی خوبی یہ تھی کہ سوائے آشنا کے کوئی اور پہچان بھی نہ سکتا تھا۔

اسی طرح ایک نقد نام معروف بہ شاہ درویش مادرزاد نابینا کی سبوچہ نوازی کا ذکر کیا ہے کہ یہ اس چابکدستی اور خوش اسلوبی سے سبوچہ بجاتا کہ ڈھولک نواز

استادوں اور پکھاوجی کی پیشانیوں سے عرق خجالت ٹپکتا تھا اس نے خود ایک ایسا بےمثل ساز اختراع کیا تھا کہ اس سے ڈھولک وپکھاوج اورطنبورہ تینوں صدائیں نکلتی تھیں اس ذیل میں ایک اور نابینا کی شکم نوازی کے متعلق لکھا ہے کہ اس کا پیٹ مانند سیاہ بختوں کے سیاہ ہوگیا تھا۔ اور یہ شخص موافق اصول وقانونِ ڈھولک وپکھاوج شکم اس خوبی سے بجاتا تھا کہ اکثر طوائفین اس کی شکم نوازی پر رقص کرتی تھیں۔

اسی طرح سلطانہ امرو کے ذکر میں لکھا ہے کہ سبزہ رنگ تھا بارہ سالہ عمر تھی مگر رقاصی میں طرفہ ادائیں اور بلاکی شوخیاں کرتا گانے سے ایک عالم کو مفتوں اور خلائق کو دیوانہ بناتا تھا اور اس عمر میں فن موسیقی میں اس درجہ کمال حاصل کیا تھا کہ اس سے زیادہ متصور نہیں ہوسکتا۔ بڑے بڑوں سے مقابلہ و دعوائے ہمسری رکھتا تھا خانِ دوراں نے ایک محفل کا جس میں سلطانہ امرو بھی موجود تھا ذکر کیا ہے اور دوبارہ اظہار آرزو کرتے ہوئے لکھا ہے۔

خار خار حسرت اعادہ صحبتش در دلہائے یاراں باقیست شوق

تحریکے میخواہد

یا حسین خاں ڈھولک نواز کے حالات میں لکھا ہے کہ یہ ڈھولک نوازی میں یگانہ روزگار اور عجوبۂ عصر تھا۔ دہلی میں اس سے بہتر کوئی ڈھولک نواز پیدا نہ ہوا تھا۔ اس کی استادی کا یہ عالم تھا کہ چھ مہینے تک اگر محفل منعقد رہے تو وہ ہر شب

نئے طریقے سے ڈھولک بجاکر اہلِ بزم کو خوش کرتا رہے۔

موسیقی دانی | اگلے زمانے میں دستور تھا کہ شرفا، امرا، اور شاہزادوں کو ہر قسم کے فنون لطیفہ کی کچھ نہ کچھ تعلیم ضرور دیجاتی تھی۔ از انجملہ فن موسیقی کی تعلیم بھی ہر وضیع و شریف کے لیے ضروری تھی۔ بزرگان دین خود اس فن میں کامل ہوتے اور اس فن کے کاملین کی قدر اور حوصلہ افزائی کیا کرتے تھے۔ متذکرہٗ بالا اربابِ طرب کے حالات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خان دوراں کو بھی اس فن میں اس درجہ مہارت اور کمال حاصل تھا کہ موصوف نے اُن کے حالات میں اکثر و بیشتر ہر ایک کی خواندگی پر ایک تنقیدی نظر ڈالی ہے۔ مثلاً رحیم سین و تان سین کی خوش گلوئی بزم آرائی وغیرہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ در عالم کبت اعجوبہ روزگار اند و در عرصۂ دھر پد مبارز سپہ سالار۔

یا رحیم خاں جہانی کے متعلق لکھا ہے کہ خیال را بمزہ میخواند

یا شجاعت خاں کے متعلق لکھتے ہیں کہ درکبت دعویٰ دارد لیکن اثرے در دلہا نیست۔

یا نور بائی[1] کے تجمل سواری اور جاہ و حشم کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

"جنگلہ اکہ بالفعل رائج الوقت دہلی است خوب مشق کردہ"

---

[1] یہ وہی نور بائی ہے کہ نادر شاہ اس کی حاضر جوابی و لطیفہ گوئی بذلہ سنجی سے بہت خوش ہوا تھا اور یہ غزل جس کا مطلع ہے "دلبرِ ما بہ دگر بہ سرناز آمدہ؛ از دلِ ما چہ بجا ماند کہ باز آمدہ" سنکر چار ہزار روپیہ انعام سرفراز کرکے کہا تھا۔

دکن کو مراجعت | حضرت مغفرت مآب طاب ثراہ نے بوقت روانگی دہلی اپنے فرزند نواب ناصر جنگ شہید کو دکن میں اپنا جانشین فرمایا تھا۔ بعض مفسدین نے موصوف کے دل میں خود مختاری کے خیالات پیدا کردیے۔ مغفرت مآب طاب ثراہ کو جب اس انحراف کی متواتر خبریں پہنچیں آپ ۲۰ جمادی الاول ۱۱۵۴ھ کو حضور محمد شاہ سے مرخص ہوئے اور بمعیت خان دوراں نواب ذوالقدر درگاہ قلیخاں دکن کو مراجعت فرمائی۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید حضرت مغفرت مآب سے برسر پیکار ہوئے شکست پائی اور صحیح وسلامت حضرت مغفرت مآب کی خدمت میں حاضر کیے گئے۔

غرض خان دوراں نواب ذوالقدر دکن پہنچکر حضرت آصفجاہ[۱] طاب ثراہ کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) "روئے ہند را سیاہ کن بیا کہ بایرانت بریم"

مگر ایک غزل جس کا مطلع تھا

من شمع جانگدازم تو صبح دلکشائی سوزم گرت بہ بینم میرم چو رخ نمائی

سنا کر بحیلۂ بیماری نجات حاصل کی تھی۔ مرآۃ آفتاب نما۔ قلمی ص ۷۶۹

[۱] اسم سامی نواب میر قمر الدینخاں ۱۰۸۲ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ عہد عالمگیر میں منصب پنجہزاری اور خطاب چین قلیچ خاں وصوبہ داری بیجاپور سے سرفراز ہوئے۔ شاہ عالم بہادر شاہ نے خطاب خان دوراں وصوبہ داری اودھ سے سرفراز کیا اول سال جلوس فرخ سیر خطاب نظام الملک بہادر فتح جنگ ومنصب ہفت ہزاری ونظامت صوبجات دکن سے مفتخر ہوئے۔ عہد رفیع الدرجات میں صوبہ داری مالوہ عطا ہوئی۔ پھر بعزم تسخیر دکن روانہ ہوئے۔ ۱۱۳۲ھ میں قلعہ آسیر طالب خاں سے

(باقی برصفحہ آئندہ)

حین حیات عنایات شاہانہ و مراحم خسروانہ سے سرفراز و شاد کام رہے۔[۱]

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹)

اور برہان پور محمد انور خاں نے صلحاً تسخیر کیا۔ الغرض تسلط سادات بارہ کی مہم بھی دراصل آپ ہی نے سر کی ۱۱۳۲ھ میں بارگاہ محمد شاہ میں حاضر ہو کر خلعت وزارت سے ممتاز ہوئے۔ چند در چند وجوہات کی بناء پر دارالسلطنت (دہلی) سے تشریف فرمائے دکن ہوئے۔ مبارز خاں (ناظم دکن) سے شدید معرکہ کے بعد ۲۲ محرم ۱۱۳۷ ہجری کو فتح یاب ہو کر جملہ صوبجات دکن پر بلا شرکت غیرے فرمانفرما رہے۔ ۱۱۵۰ھ میں محمد شاہ نے خطاب آصفجاہ سے اور صوبۂ اکبرآباد و مالوہ کو ضمیمۂ دکن بنا کر سرفراز اور مرہٹوں کا فتنہ فرو کرنے کے لیے دہلی طلب کیا (یہی وہ سفر ہے کہ خاں دوراں نواب ذوالقدر بھی ہمراہ رکاب تھے) آپ دہلی پہنچے ان ہی دنوں میں نادری طوفان اٹھا۔ اس ہنگامہ کے فرو ہونے کے بعد ۱۱۵۴ھ میں دکن کو مراجعت فرمائی۔ بعد مرحلہ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید ۱۱۵۶ھ میں ترچناپلی قلعہ بالکنڈہ وغیرہ تسخیر کیا۔ ۴ رجمادی الثانی ۱۱۶۱ھ نواح برہان پور میں انتقال فرمایا۔ نعش اورنگ آباد منتقل ہوئی اور خلد آباد میں پائین مزار شاہ برہان الدین دفن کیے گئے بعد رحلت مغفرت مآب سے ملقب ہوئے۔ خلد منزلت متوجہ بہشت رحلت کی تاریخیں ہیں۔ اس بیت سے بھی سنہ رحلت برآمد ہوتا ہے۔

صد حیف کہ آصف زماں رفت   رنگ طرب از رخ جہاں رفت

حضرت مغفرت مآب کو شعر و شاعری سے بھی خاص ذوق تھا۔ چنانچہ باوجود کثرت کار و انہماک نظم و نسق ملکت دو دیوان طبع موزوں کی یادگار ہیں۔ موصوف نے اولاً شاکر بعدہٗ آصف تخلص فرمایا۔ نمونہ کلام بلاغت نظام ہدیۂ ناظرین ہے۔ غزل بہ تخلص شاکر۔

عیش است دراں خانہ کہ بستر نتواں یافت   اسباب تردد ہمہ یکسر نتواں یافت

(باقی بر صفحہ آئندہ)

عہد نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید

بعد رحلت مغفرت مآب ۱۱۶۱ھ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید جلوہ فرمائے تخت حکومت ہوئے۔ ادھر دہلی میں محمد شاہ نے بھی ۱۱۶۱ھ میں انتقال کیا اور احمد شاہ سریر آرائے حکومت ہوئے۔ نواب ناصر جنگ شہید کے نام فرمان صوبہ داری دکن مع لوازمات صادر ہوا۔ نواب صاحب موصوف

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹)

این طائر فرصت کہ چوں برق است پر افشاں — در دام عمل گیر کہ دیگر نتواں یافت

از شرم رسا جلوۂ آں حسن دل آزار — در خانۂ آئینہ مکرر نتواں یافت

ہوئے اگر از درد کشم روز قیامت — بر باد رود محشر دفتر نتواں یافت

شاکر ز حدیث نبوی می کشم ایں جام — جز مہر علی آب ز کوثر نتواں یافت

ولہ بہ تخلص آصف

بوسہ گاہے لب افلاک بود جائے علی — اوج امید گرفتہ است چوں من پائے علی

الفت اوست چہ ارکان مسلمانی من — شدہ ام شیفتۂ و والہ و شیدائے علی

می سزد قیمتش افزوں ز دو عالم آصف — بے بہا ہست ز بس گوہر یکتائے علی

حضرت مغفرت مآب کے چھ فرزند (۱) میر محمد پناہ مخاطب بہ غازی الدینخاں فیروز جنگ (۲) میر احمد خاں مخاطب بہ نظام الدولہ ناصر جنگ شہید (۳) میر محمد خاں مخاطب بہ امیر الامراء صلابت جنگ (۴) میر نظام علیخاں مخاطب بہ آصفجاہ ثانی (۵) میر محمد شریف خاں مخاطب بہ برہان الملک بسالت جنگ (۶) میر مغل علیخاں مخاطب بہ ناصر الملک۔ اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔ گلزار آصفیہ صفحہ ۵۶۔ و تزک آصفیہ صفحہ ۴۵ مظفر

حسب دستور بغرض استقبال بنہایت تزک احتشام سے فرماں واڑی (محمدی باغ) رونق افروز ہوئے۔ جشن منعقد ہوا اور ہاتھیوں کی بہادری کا تماشا شاہی توپ خانے کے مقابلہ میں ہونے کا حکم ہوا۔ وسیع میدان میں ایک جانب تین سو توپوں کی قطاریں جمائی گئیں۔ دوسری جانب ہاتھیوں کی صفیں کھڑی کی گئیں۔ تمام توپیں یکبارگی چھوٹیں توپوں کا سر ہونا تھا کہ بہت سے

انعقاد جشن اور ہاتھیوں کی بہادری کا تماشہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰

لہ گل رعنا قلمی ورق ۲۰۶ و تذکرۂ بینظیر قلمی ورق ۵۰ و خسنرانۂ عامرہ۔ منشآت موسوی خاں کے اس رقعہ سے جو حضرت مغفرت مآب کی جانب سے لکھا گیا ہے اس میں خان دوران کو عوالی پناہ کے لقب سے یاد کیا ہے جس سے خان موصوف کی وقعت وعظمت کا اظہار ہو رہا ہے۔ عنایت نامہ خانِ موصوف کے خط کے جواب میں ہے۔ ملاحظہ ہو۔

بدرگاہ قلی خاں۔ خط مرسلہ متضمن اظہار نگاہداشت جمیعت سوار و پیادہ و بیدخل شدن معزول و روانہ شدن۔ آنعوالی پناہ بجانب سرا در جوع آوردن وکلائے زمینداران وساعی بودن در تحصیل پیشکشہا وفیصل شدن مقدمہ چندی از زمینداران وتلاشش برآمد عمل معزول رسید دکیفیت مرقومہ مشروحاً بوضوح انجامید موجب استحسان گردید۔ تا حال یقین کہ سبزہ رسیدہ از انتظار مہام و انصرام کارہا فراغ کلی حاصل نمودہ واز وجہ پیشکش مبلغہائے خطیر معرض وصول درآوردہ اند وکارہا بفضل الٰہی بروفق مدعا صورت گرفتہ بہرحال ازجملہ ازمحلات جاگیر سرکار بجلدی تمام زرِ وافر بلا توقف وتاخیر باید فرستادہ کہ برائے تنخواہ سپاہ واخراجات لابدی ضروراست۔ منشآت موسوی اں قلمی نسخہ موجودہ کتبخانۂ ذاتی مظفر

ہاتھی روگرداں ہو کر بھاگے۔ مگر بعض ہاتھی مقابلہ پر جمے رہے۔ خصوصاً خانِ دَوراں

خانِ دَوراں کے ہاتھی کی بہادری

نواب ذو القدر کا ہاتھی جو نہایت دلیر و بیباک تھا توپ خانہ[1] پر مستانہ وار حملہ آور ہوتا رہا۔ اس جشن کے بعد نواب ناصر جنگ شہید جلوہ فرمائے بلدہ خجستہ بنیاد (اورنگ آباد) ہوئے۔

خدمت کوتوالی پر سرفرازی

جلوس کے دوسرے سال ۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۱۶۳ھ کو خانِ دَوراں نواب ذو القدر نے بارگاہِ سلطانی سے خدمت کوتوالی[2] بلدہ خجستہ بنیاد

---

[1] از انجملہ یک فیل درگاہ قلی خاں نہایت دلیر و بیباک بود کہ چوں مستاں حملہا بروئے توپ می دوید۔ تاریخ ظفرہ۔ تالیف گردھاری لال۔ (مظفر)

[2] کوتوالی کا قیام حضرت عمرؓ کے اولیات سے ہے جو شرطہ (پولیس) سے موسوم تھا۔ قضاۃ، مفتی، فقہا کی زیرِ صدارت رہتا تھا۔ ان کے احکام کا نفاذ یا ثبوت جرم سے پہلے مجرم کی حراست و تادیب اور مجرم سے اثبات جرم میں مفتی کی امداد اس کا فرضِ منصبی تھا۔ افسر پولیس (کوتوال) مجاز تھا کہ زنا اور مسکرات پر حد شرعی قایم کرے۔ عہد خلفائے عباسؑ اندلس کے اموی فاتحین۔ مصر کے خلفائے فاطمئین نے جرائم کی سماعت، ان کا فیصلہ، حدود شرعی کا اجرا، کوتوال کے فرائض قرار دیکر قضاۃ کے حدود اختیار سے نکال لیا۔ مگر یہ عظیم المنزلت خدمت ذی وجاہت سرداروں اور ذی مرتبت عمائدین کے لیے مخصوص تھی۔ والیانِ اُندلس نے اس کی دو قسمیں کیں (۱) شرطہ صغریٰ جو عام رعایا اور معمولی لوگوں کے اعمال کی نگرانی اور اس طبقے کے مجرمین کی تادیب کیا کرتا تھا (۲) شرطہ کبریٰ اس کا مرتبہ وزارت کے بعد سمجھا جاتا تھا۔ سرداران قوم، مقربین سلاطین، شاہی خاندان کے افراد، عمائدین عظام اور روسائے شہر کے معاملات اور ان کے اعمال کی نگرانی اس کے

(باقی برصفحہ آئندہ)

دفوجداری افواج بلدہ مع اضافہ بکصد سوار و محاصل پرگنہ دھاویرہ سے

(بقیہ صفحہ ۴۳ سے)

ذمہ ہوتی تھی۔ سلاطین مغلیہ کے عہد میں بھی یہ نہایت مہتم بالشان عہدہ سمجھا جاتا تھا۔ خصوصاً ان شہروں کی کوتوالی جہاں شاہی محلات، رؤسائے عظام کی بود و باش اور مستقل صرافہ ہو یا جو شہر غنیم کی تاخت و تاراج کے جولانگاہ رہتے ہوں خاص رتبہ اور عزت رکھتی تھی۔ اسی لیے خانِ دوراں نواب ذوالقدر درگاہ قلی خاں سالار جنگ کو بلدہ خجستہ بنیاد جیسے معرکۃ الآرا شہر کی کوتوالی سے سرفراز کیا گیا جو سالہائے دراز سے مختلف شاہی خاندانوں کا پایۂ تخت ہوتا چلا آرہا تھا اور جس کی ثروت بھی ہمیشہ ہمسایہ فرمانرواؤں کو کھٹکتی رہی اور جس کی فتحیابی کے لیے برابر حملے ہوتے رہتے تھے۔ اس مقام پر اس عہد کے فرائض کوتوالی کا اظہار خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

آج تک دکن میں قدیم باوضع لوگوں کی زبانوں پر مثل مشہور ہے اول بادشاہ بعد وزیر پھر کوتوال باقی ہیچ حقیقت بھی یہی ہے کہ کوتوال کے اختیارات نہایت وسیع اور اس کے فرائض بھی نہایت دشوار ہوتے تھے۔ تمام شہر اور باشندگان شہر کی جان و مال کی حفاظت اس کا فرض اولیں تھا۔ کوتوال کو حسبِ ذیل قواعد کی پابندی اور ان کا انصرام لازمی ہوتا تھا:۔ (۱) دورہ کرنیوالے سپاہیوں کی مختلف مقامات پر چوکیاں قایم کرنا (۲) شب میں تمام شہر اور گلی کوچوں کی گشت لگاکر امن و امان برقرار رکھنا (۳) چوروں، اٹھائی گیروں، گرہ کٹ، بدمعاشوں اور ڈاکوؤں کی شب و روز نگہبانی اور ان کی دست بُرد سے رعایا کو محفوظ رکھنا (۴) منہیات شرعیہ علی الخصوص مسکرات پر نہایت ہوشیاری سے نگرانی رکھنا (۵) فاحشان بازاری کی نگرانی اور شرفاء کی عورتوں کو اغوا کرکے بھگا لیجانے والوں علی الخصوص کٹنیوں سے محفوظ رکھنا (۶) بدمعاشوں مفسدوں اور لچوں سے غریب شرفاء کی عزت و آبرو کی صیانت (۷) لوہاروں کو بندوق سازی سے منع کرنا اور ان پر نگرانی رکھنا (۸) ٹھانہ جات موقع بموقع قایم کرنا جس سے شاہراہوں کی اس طرح حفاظت ہوسکے کہ مسافرین اور راہرو باطمینان آمد و رفت رکھ سکیں (۹) کہیں کبھی یہاں چوری یا رہزنی نہ ہونے پائے (۱۰) اگر کسی کا مال چوری جائے تو مال برآمد کرکے مالک کو مال

(باقی برصفحہ آئندہ)

سرفرازی پائی۔ ملاحظہ ہو نقل سند کوتوالی ع۱ و نقل سند پرگنہ دھاویرہ[۲] ع۲۔

(بقیہ صفحہ ۴۴) ہے

اور اس بد آل چور کو سزا دینا (۱۱) مال برآمد نہ ہونے کی صورت یا کسی اور فریضہ کی کوتاہی میں کوتوال جوابدہ سمجھا جاتا تھا۔ مظفر

۱ مخفی نہ رہے کہ اس عہد میں بہ اصطلاح موجودہ پولیس اور آمنا کی تنخواہیں خزانۂ شاہی سے نہیں دی جاتی تھیں۔ بلکہ ایسی خدمت کے ساتھ کوئی جاگیر تفویض ہوتی جس سے اخراجات کی کفالت و سربراہی ہو۔ یہ جاگیر بشرط خدمت ہوتی تھی۔ خانِ دوراں نواب ذوالقدر سے بیشتر ابتدائے عہد حضرت مغفرت مآب میں کوتوالی و فوجداری اطراف بلدہ پر سید نجم الدین خاں مامور تھے۔ ان کو علیحدہ کرتے ہوئے حضرت مغفرت مآب نے میر عبداللہ کا تقرر کیا۔ ان کی علاحدگی کے بعد میر مہدی اس خدمت سے سرفراز ہوئے۔ میر مہدی کی علحدگی کے بعد حضرت مغفرت مآب نے خانِ دوراں نواب ذوالقدر کا تقرر فرمایا تھا۔ لیکن بعض امور کے عدم تکملہ کی وجہ سے احکام حاصل نہیں ہوئے تھے۔ اس کے بعد ۲۷ ربیع الثانی کو بجائے خانِ دوراں نواب ذوالقدر کے امان اللہ بیگ المخاطب بہ حفاظت بیگ خاں کو سرفرازی ہوئی۔ اس کے بعد ۱۱ جمادی الاول ۱۱۶۲ھ کو احکام مشروط مع اضافہ سو سوار نواب نظام الدولہ ناصر جنگ شہید نے خانِ دوراں نواب ذوالقدر کو خدمت کوتوالی و فوجداری اطراف بلدہ سے سرفراز کیا۔ اس کی نسبت جو سند دفتر شاہی سے حاصل ہوئی ہے اس کی نقل ع۲ منسلک ہے۔ یہ حکمنامہ شاہنواز خاں مدار المہام وقت کی مہر سے مراتب کارروائی دفتری طے ہونے کے بعد ۲۹ رجب ۱۱۶۳ھ کو حاصل ہوا۔ اس خدمت کے ساتھ کوتوالی کی حفاظت کے لیے جو فوج مقرر تھی مزید ایک سو سوار کے ساتھ مع جاگیر مدد (جس کا محاصل اس وقت سات ہزار دس روپیہ ساڑھے تین آنہ تھا) خانِ دوران کو عنایت ہوئی (مظفر)

۲ سوانح دکن میں منعم خاں نے اس پرگنہ کے تحت ۶۵ موضع اور اس کی آمدنی پینسٹھ ہزار دو سو تیس روپیہ پانچ آنہ بیان کی ہے۔ حالانکہ سند میں سات ہزار دس روپیہ ساڑھے تین آنے مسطور ہے۔ مظفر۔

عہد نواب امیر الممالک صلابت جنگ

نواب امیر الممالک صلابت جنگ کو بعد شہادت ناصر جنگ

له میر احمد خاں نام نظام الدولہ ناصر جنگ خطاب بعد رحلت حضرت آصف جاہ طاب ثراہ ۷ جمادی الثانی ۱۱۶۱ھ قریب موہن نالہ ساحل تاپتی واقع برہانپور مسند نشین ہوئے۔ بوقت نیابت چونکہ باجے راؤ مغلوب ہو گیا تھا لہذا آپ کے جین حیات اس نے سرکشی نہیں کی۔ اسی سال شاہ ابدالی نے دہلی پر چڑھائی کی۔ احمد شاہ بادشاہ کی طرف سے فرمان طلبی پر بغرض امداد آپ روانہ ہوئے۔ ہنوز دریائے نربدا تک پہنچے تھے کہ پھر بادشاہ نے حکم سابق منسوخ فرمایا۔ آپ مراجعت فرمائے دار السلطنت ہوئے۔ آپکے غیاب میں مظفر جنگ نے باماد ڈوپلے وچند اصاحب علم بغاوت بلند کیا۔ فرانسیسیوں کی مخالفت میں انگریز کمپنی نے اپنے مفاد کی غرض سے نواب ناصر جنگ شہید کی رفاقت پر آمدگی ظاہر کی۔ غرض مقابلہ میں مظفر جنگ کو شکست ہوئی اور قید کیے گئے۔ نواب ناصر جنگ شہید پانڈیچری کی تسخیر کے خیال سے روانہ ہوئے آخر وہاں کے زمانہ قیام میں فرانسیسیوں کی سازش سے ہمت خاں نمکحرام نے شبخون مار کر بمقام جنجی آپکو شہید کر ڈالا۔ نعش خلد آباد لائی گئی اور روضہ حضرت شاہ برہان الدین میں قریب مرقد حضرت آصفجاہ طاب ثراہ دفن کیے گئے۔ علامہ آزاد بلگرامی نے تاریخ رحلت "آفتاب رفت" فرمائی۔ نواب شہید کو فن موسیقی اور مصوری میں کمال حاصل تھا۔ شاعری سے بھی خاص ذوق تھا۔ علامہ آزاد بلگرامی سے مشورہ سخن فرماتے تھے آپکے دو دیوان طبع ہو گئے ہیں نمونہ کلام ملاحظہ ہو۔

دہانش تنگ شکر آفرید ند — دو لب قند مکرر آفریدند
ترا خورشید انور آفریدند — مرا از ذرہ کمتر آفریدند
کرم کن یا علی مادر خماریم — ترا ساقی کوثر آفریدند
دلِ صافی کہ ما داریم ناصر
کہ شبنم پاک گوہر آفریدند

(باقی بر صفحہ آئندہ)

د قتل مظفر جنگ[1] نواب نظام علی خاں آصف جاہ ثانی اور بعض اعیانِ مملکت نے بسبب بزرگی تخت نشین کیا۔ آپ کے جلوس (۱۸ ربیع الاول ۱۱۷۴ھ) سے گو نزاعات خانگی کا خاتمہ ہو گیا مگر فرانسیسی گروہ کے روز افزوں اقتدار نے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

که هرچند کسے از آشنائی ــــ که گل گردد بهارِ بیوفائی ـ ذلہ ایضاً
ورق گردانی دارند هوش دار ــــ بوقتِ کار یارانِ ریائی
مرا کشتی وفامت راست کردی ــــ چه در روزِ قیامت رونمائی
زخونِ دیدہ میخواهد دلِ من ــــ کفِ پائے ترا سازد حنائی
گدائی گر هوس باشد کسے را ــــ تواں کرد از در دلہا گدائی
گدائی از در شاه نجف کن
اگر خواهی تو ناصر بادشاهی

یہ شعر بھی آپ کا نہایت مشہور ہے:
نگاہِ انتخابے میکنی بر من حسرت دم ــــ تو اے جاں از کجا آموختی این قدر دانی را (مظفر)

[1] ہدایت محی الدین خاں نام مظفر جنگ خطاب حضرت آصفجاہ طاب ثراہ کے چہیتے نواسے اور سعد اللہ خاں وزیر اعظم شاہجہاں کے پوتے۔ جب نواب ناصر جنگ شہید حسب الطلب روانہ دہلی ہوئے تو موصوف نے باغوا چند صاحب بامداد ڈوپلے ارکاٹ میں انورالدین خاں کو شکست دیکر قتل کیا اور خود مدعی سلطنت ہوئے۔ نواب ناصر جنگ شہید نے واپسی کے بعد مظفر جنگ کو شکست دی اور مقید رکھا۔ مگر بعد واقعہ شہادت نواب ناصر جنگ۔ فرانسیسیوں اور چند اصاحب نے مظفر جنگ کو قید سے رہا کر کے تخت نشین کیا۔ ہنوز دو ماہ سے زیادہ حکومت نہ کی تھی کہ نمکحرام ہمت خاں بہادر کے ہاتھ ۱۷ ربیع الاول ۱۱۶۴ھ کو موصوف بھی قتل ہوئے۔ اور ہمت خاں نمکحرام حضرت نواب آصفجاہ ثانی کے دست حق پرست سے واصل جہنم ہوا۔ مظفر ۵۲ تاریخ ظفرہ صفحہ ۱۲ مظفر

انگریزی کمپنی کی رقابت کو اور برافروختہ کردیا۔ ادھر مرہٹوں نے بھی سر اٹھایا۔ مزید برآں فرماں روا کی غیر مستقل مزاجی نے سلطنت کو نہایت ضعیف بنا دیا۔ غرض خاندوراں نواب ذوالقدر عہدہ کو توالی پر کار فرما تھے کہ امیرالممالک نواب صلابت جنگ کا دور شروع ہوا

داروغگی فیلخانہ ابتداً خانِ دوراں نواب ذوالقدر داروغگی فیلخانہ پر سرفراز کیے گئے مگر ۱۱۶۷ھ میں باضافۂ منصبِ ششش ہزاری و علم و نقارہ مع خطاب مؤتمن الدولہ سے مفتخر اور

صوبہ داری اورنگ آباد و اضافہ منصب و عطائے خطاب کچھ عرصہ نہ گذرا تھا کہ صوبہ داری خجستہ بنیاد اورنگ آباد پر سربلند ہوئے۔

رگھناتھ راؤ سے مقابلہ یہ وہ زمانہ ہے کہ راؤ بالاجی راؤ کے انتقال کے بعد اسکا بیٹا (مادھو راؤ) پونے میں جانشین ہوا۔ مگر زمام سلطنت درحقیقت رگھناتھ راؤ کے قبضہ اختیار میں رہی چنانچہ اس نے تھوڑے عرصہ میں فوج کثیر فراہم کرکے دکن کا رُخ کیا اور تاخت کرتا ہوا (۱۱۷۵ھ) اورنگ آباد پہنچا۔ خاندوراں نواب ذوالقدر سے معرکہ آرا ہوا۔ موصوف نے نہایت پامردی سے مقابلہ کیا یہاں تک کہ غنیم کو شکستِ فاش نصیب ہوئی۔[۱] اسی سال امیرالممالک نواب صلابت جنگ عزلت نشین کیے گئے۔[۲] اور حضرت نواب نظام علیخاں آصف جاہ ثانی رونق افزائے سریر سلطنت ہوئے۔

---

[۱] یادگار لچھمن لال ص۲۲ [۲] خزانۂ عامرہ ص۲۲۳ [۳] آثار دکن ص۲۹ مؤلفہ منالال۔ مظفر

[۴] میر محمد خاں نام امیرالممالک صلابت جنگ آصف الدولہ خطاب حضرت آصفجاہ طاب ثراہ کے فرزند ہوئیں۔ آپکے عہد میں فرانسیسیوں کا بہت غلبہ رہا۔ مرہٹوں نے شورشیں کیں۔ آپکی تلون مزاجی نے کاروبار سلطنت میں بہت ضعف پیدا کردیا۔ آپ ہی کے عہد میں دارالسلطنت حیدرآباد قرار پایا اور حسب ذیل وزراء کا یکے بعد دیگرے عزل و نصب ہوا۔ رگھناتھ داس۔ رکن الملک، صمصام الدولہ، بسالت جنگ نواب نظام علی خاں آصفجاہ ثانی آخرکار جب سلطنت کی حالت روز بروز ابتر ہونے لگی تب نواب نظام علیخاں آصف جاہ ثانی نے ۱۴ ذی الحجہ ۱۱۷۴ھ میں موصوف الصدر کو قلعہ بیدر میں عزلت نشین کرکے زمام سلطنت اپنے ہاتھ میں لی۔ نواب امیرالممالک نے گیارہ سال سلطنت اور ایکسال تین ماہ چھ یوم عزلت میں رہکر ۳۰ ولبقولے ۸ ربیع الاول ۱۱۷۷ھ کو انتقال فرمایا۔ میر امتیاز خاں ذکا نے مصرع ہذا سے تاریخ رحلت نکالی "امیرالممالک بجنت شدہ"۔ رشید الدین خانی ص۲۵۔ گلزار آصفیہ ص۸۔ تاریخ ظفرہ ص۱۳۰۔ تزک آصفیہ ص۵۹ (مظفر)

عہدِ حضرت غفرانمآب نواب نظام علیخاں آصفجاہ ثانی

غفرانمآب حضرت نواب نظام علی خاں آصف جاہ ثانی ۱۱۷۵ھ میں بمقام بیدر مسند نشین ہوئے۔ آپ کی شخصیت اس وقت دکن میں بلحاظ قابلیت و تدبر و بہادری حضرت آصف جاہ اول طاب ثراہ کا حقیقی معنوں میں نقشِ ثانی سمجھی جاتی تھی اور واقعہ بھی یہی ہے۔

چنانچہ جس وقت سے زمام سلطنت مستقلاً حضرت غفرانمآب طاب ثراہ کے ہاتھوں میں آئی۔ باوجود اس کے کہ اُس وقت دکن کے اندرونی و بیرونی حالات و واقعات نہایت ناگفتہ بہ ہو رہے تھے[1]۔ خود ہندوستان کی سیاسی فضا نہایت مکدر تھی۔ انگریز کمپنی کا اثر و اقتدار روز افزوں بڑھ رہا تھا۔ جا بجا بغاوتوں کا طوفان شورش پسندوں کی سرکشی رو بہ ترقی تھی۔ قلمرو آصفی کے اصلی رقبہ کا بھی بہت کچھ حصہ نکل چکا تھا۔ محاصل کی کمی فوجی ضرورت اور اس کی کثرت سے خزانہ بھی

---

[1] چنانچہ صاحب تزک آصفیہ رقمطراز ہے۔ "بسبب شہادت ناصر جنگ و تصرف کلاہ پوشان فرانسیسی فرنگ و سستی عمل صلابت جنگ نوعے رو بہ ابتری آوردہ بود کہ ہر گردن کش از گوشۂ کمین بر سر فساد برآوردہ بہ بازوے تمردی اناولا غیری می‌زد دہر شورہ پشت بہ نمکحرامی میخواست کہ فتنۂ تازہ برپا کردہ علم بغاوت افرازد۔ صفحہ ۲۴ مظفر

زیر بار ہوگیا تھا۔ ادھر مرہٹوں کی بڑھتی ہوئی قوت اور ان کی سلطنت آصفیہ سے قلبی عداوت، میسور کی خودسری، فرانسیسیوں کی اہلِ دربار سے خفیہ سازشیں یہ تمام وہ اسباب تھے کہ جس سے سلطنت گویا قالب بے جان ہو رہی تھی۔ ایسے نازک وقت میں پائے ثبات کو جنبش نہ ہونا اور زمام استقلال کا ہاتھ سے نہ چھوڑنا ہر کس و ناکس کے حدود اختیار سے باہر تھا۔ یہی نہیں بلکہ مرہٹوں سے برسرِ مقابلہ ہونا، فرانسیسیوں کے سازشی جال توڑنا انگریزی کمپنی کی مدد کرنا، ٹیپو سلطان کو خودسری کی سزا دینا اور باوجود ان تمام اُلجھنوں اور قوی دشمنوں کی فریب سازیوں سے بچکر اپنی مستقل سلطنت کو قائم رکھنا صرف حضرت غفرانمآب ہی کے مخصوصات سے تھا۔ جیسا کہ آپ کے عہد کے تاریخی واقعات سے منکشف ہے۔

خطابِ اعلیٰ اور منصبِ جلیلہ پر سرفرازی

عہد ماسبق سے زیادہ خان دوراں نواب ذوالقدر کی ترقی کا آخری عہد حضرت غفران مآب طاب ثراہ کا عہد مبارک تھا۔ چنانچہ جب ۴ / ذیحجہ ۱۱۷۵ھ کو زمام سلطنت حضرت غفرانمآب طاب ثراہ[۱] نے

---

[۱] نواب میر نظام علی خاں نام۔ اسد جنگ نظام الدولہ، نظام الملک، آصفجاہ ثانی خطاب۔ حضرتِ آصف جاہ مغفرت مآب کے فرزند چہارم۔ روز عید فطر ۱۱۴۳ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت مغفرت مآب نے چودہویں سال خطاب اسد جنگ سے سرفراز فرما کر نجیب الدولہ کی اتالیقی میں مرہٹوں کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ معرکۂ مظفر جنگ میں نواب ناصر جنگ اور مظفر جنگ کے قاتل ہمت بہادر نمکحرام کو قتل کیا۔ عہد امیر الممالک نواب صلابت جنگ میں صوبہ داری برار اور مرتبۂ وزارت سے سرفراز ہوئے۔ فرانسیسیوں کے سازشی جال توڑے۔ حیدر جنگ کا خاتمہ کیا۔ مرہٹوں سے

(باقی صفحہ آئندہ)

اپنے ہاتھ میں لی تو اسی مہینہ میں خانِ دوراں نواب ذوالقدر کو منصب ہفت ہزاری ماہی مراتب، خطاب موتمن الدولہ وسواری عماری ہاتھی دو جھالردار کی اجازت سے سربلند[1] اور صوبہ داری خجستہ بنیاد سے مفتخر کیا۔

اورنگ آباد میں سواری جلوس | بعد حصول فرمان صوبہ داری خجستہ بنیاد خان دوراں بسواری جلوس (کہ ہر چہار جانب تماشائیوں کا ہجوم پس و پیش سپاہ اور الغوزہ نوازوں[2] کی جماعت الغوزہ نوازی کرتی ہوئی ہنایت تزک و احتشام سے) تشریف فرمائے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)
مقابلے رہے۔ خود تخت نشین ہونے کے بعد فرانسیسی اثرات کو زائل کیا۔ انگریزی کمپنی نے اپنے مفاد کی غرض سے آپ سے اتحاد قائم کیا اور میسور پر آپ ہی کی مدد سے فتح پائی جس کی وجہ سے ہندوستان میں استقلال قائم ہوا۔ مرہٹوں سے مقابلہ کے وقت انگریز کمپنی نے عین وقت پر بدعہدی کی آپ کی مدد سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے سلطنت آصفی کو بہت نقصان پہنچا۔ ۱۲۰۸ھ میں قحطِ عظیم ہوا۔ غرض آپ کا عہد مختلف نوعیتوں سے مجموعہ آلام و مصائب بنا رہا۔ مگر آپ ہی کی شخصیت، استقلال اور تدبر تھا کہ دیگر تمام زبردست اور سرکش ریاستیں فنا ہوگئیں اور سلطنت علیہ آصفیہ آج تک تمام ہندوستان کے لیے مایۂ ناز و صد افتخار بنی ہوئی ہے۔ آخر بعارضۂ لقوہ اور فالج، ۱ ربیع الآخر ۱۲۱۸ھ بعمر ۷۰، سال ۴۴ سال حکمرانی فرماکر سرائے فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف کوچ کیا۔ مکہ مسجد میں دفن ہوئے۔ بعدِ رحلت غفران مآب لقب پایا۔ مزار کی جالی پر حسبِ ذیل سنہ رحلت کندہ ہے۔

بروح پاک میر نظام علی مدام ۱۲۱۸ھ | خوانند باوضو ہمہ اشخاص فاتحہ ۱۸ ۱۲ھ | زین مصرعہ عجیب دو تاریخ راخواں | مستوجب بہشت باخلاص فاتحہ ۱۲۱۸ھ

[1] خزانہ عامرہ۔ [2] الغوزہ نوازی ایک قسم کا خاص ترکی باجہ تھا جو آپ ہی کے خاندان کے لیے مخصوص اور بوقت سواری جلوس میں رہا کرتا تھا۔ مظفر

خجستہ بنیاد اورنگ آباد ہوئے اس موقع پر غلام علی آرشدؔ نے قطعہ ہذا لکھکر پیش کیا جس کے آخری مصرع سے سنہ تقرر ظاہر ہوتا ہے۔

قطعہ

ناظمِ عصر چو آمد بخجستہ بنیاد — شکر درگاہِ الٰہی زحد فزوں باشد
دوحۂ گلشنِ دولت کہ بظل کرمش — خلق از آفتِ دوراں ہمہ ماموں باشد
شاد در بزم لقائش دل احباب مدام — دشمنِ او بمصیبت کدہ محزوں باشد
باد در حصنِ نگہبانی ایزد محفوظ — مثل آں نقطہ کہ در دائرہ نوں باشد
خواست آرشدؔ زخرد سالِ قدومش فرمود — قدم مؤتمن الدولہ ہمایوں باشد

حسنِ انتظام [1] خانِ دوراں نواب ذوالقدر رعایا پروری و عدل گستری اور حُسنِ انتظام کے باعث جب تک اس خدمتِ جلیلہ پر سرفراز رہے نہایت ہر دلعزیز اور صفاتِ مذکورہ میں شہرۂ آفاق رہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ نگزرا تھا کہ حسنِ خدمات کے صلہ میں خطاب خانِ دوراں سے بھی مفتخر کیے گئے۔

---

[1] علامہ آزاد بلگرامی نے بھی خزانۂ عامرہ میں خانِ دوراں نواب ذوالقدر کی رعایا پروری اور حسن سلوک کا ذکر فرمایا ہے کہ۔ "بالفعل بہ صوبہ داری مذکور بحال و برقرار است و رعایا و برایا بسلوک پسندیدہ او راضی"۔ نیز عبدالوہاب دولت آبادی اپنے تذکرہ میں موصوف کی عدل گستری کے اس طرح مداح ہیں "دریں ایام بصوبہ داری خجستہ بنیاد مامور است و ایں صوبہ بمیامن ایالت و عدالت او معمور" مظفر



منظر مقبرہ سالار جنگ واقع اورنگ آباد



مزار خاندوران نواب ذوالقدر درگاہ قلی خان سالارجنگ بہادر

غزل	ہر روز اختیارِ جہاں پیشِ دیگر است
	دولت مگر گداست کہ ہر روز بر در سیت

خانِ دوراں نواب ذوالقدر غرۂ رجب ۱۱۶۹ھ کو پانچ سال سات ماہ کارفرما رہنے کے بعد اس خدمت سے سبکدوش کیے گئے۔ ۵ ذیحجہ ۱۱۶۹ھ کو اپنی جاگیر نظام آباد میں رونق افروز ہوئے۔ اس عرصہ میں اس خدمت پر پھر فائز ہونے کے اسباب مہیّا ہو رہے تھے کہ آپ علیل ہوئے اور کچھ دن نہ گزرے تھے کہ

وفات | ۱۸ جمادی الاول سنہ ۱۱۷۰ھ کو بمرضِ سرسام اس دارِ فانی سے عالمِ جاوِدانی کو انتقال کیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

این عمر کہ بیتاب بہ بینی آنرا — نقشے است کہ برآب بہ بینی آنرا

دُنیا خوابست کہ زندگانی در وے — خوابے است کہ درخواب بہ بینی آنرا

نعش اورنگ آباد لائی گئی اور مقبرہ سالار جنگی میں دفن کیے گئے۔ (ملاحظہ ہو عکس مقبرۂ سالار جنگی و عکس مرقدِ خاص نواب موصوف)۔ اہلِ اورنگ آباد کے لیے یہ دن روزِ قیامت سے کم نہ تھا۔ تمام شہر گویا ماتم کدہ بنا ہوا تھا ہر صغیر و کبیر رعایا و برایا خاک بسر نوحہ کناں جنازہ کے ساتھ ساتھ جا رہے تھے فریاد و فغاں کی صدائیں فلکِ نہم تک پہنچ رہی تھیں[۱]۔ غلام علی آزاد نے اپنی

---

[۱] اس کیفیت کا شفیق اورنگ آبادی نے گلِ رعنا میں تذکرہ کیا ہے وہ لکھتا ہے "روزِ دفن او شورِ قیامت برپا بود در رعایا و برایائے شہر خاک بسر نوحہ کناں در جلو تابوت میرفتند و فریاد و فغاں بر آسمان نہم میرسانیدند۔" مظفر

اس مصرع سے سنہ رحلت نکالا ہے۔ اہلِ عالم سینہ چاک از ماتمِ سالار جنگ
ایک اور صوری و معنوی تاریخ رحلت مصرعہ ہذا سے نکالی گئی ہے۔

یک ہزار و یکصد و ہشتاد سال

سنگِ مزار پر تاریخ غلام علی[1] ارشد اور آرامگاہِ خانِ دوراں کندہ ہے۔

لطیفہ گوئی و بذلہ سنجی

متانت و سنجیدگی کے ساتھ خاندوراں نواب ذوالقدر کی طبیعت لطائف و ظرائف سے بھی چاشنی گیر تھی۔ شیریں بیانی و لطیفہ گوئی کی وجہ سے جس بزم میں موصوف شریک ہوتے وہاں بے تکلف احباب خانِ موصوف ہی کے گرد جمع ہو جاتے تھے۔ چنانچہ مولوی شاہ علی[2] صاحب اورنگ آبادی کے

---

[1] میر غلام علی نام آرشد تخلص سادات رضویہ سے تھے۔ بمقام اجین صوبۂ مالوہ میں پیدا ہوئے۔ نیک بخت ازلی تاریخ تولد ہے۔ میر محمد سعید والد ماجد اور میر محمد شاکر جد امجد منصبداران عالمگیر اور خدمات عالیہ مثل فوجداری ہائے پرگنہ اجین پر سرفراز تھے۔ ارشد نے اپنا سجع مع نام اپنے والد و جد خوب موزوں کیا ہے "شاکر بخت سعیدم کہ غلام علی ام" میر محمد جعفر ارشد موصوف کے نانا عہد عالمگیری میں اولاً برار میں خدمت صدارت پر فائز ہوئے پھر مالوہ کی صدارت پر ممتاز ہوئے۔ آخر میں اجین کی صدارت سے سرفراز کیے گئے۔ میر ارشد بھی عرصہ تک بادشاہ کی جانب سے اجین میں عہدہ قضاۃ پر مامور رہے۔ ۱۱۴۷ھ میں وارد اورنگ آباد ہوئے اولاً نواب ذوالقدر کی رفاقت اختیار کی بعد انتقال نواب موصوف نواب شجیع الدولہ بہادر غیور جنگ نے اپنی رفاقت کی عزت بخشی تاریخ گوئی میں خاص ملکہ حاصل تھا۔ قصائد مدحیہ آئمہ اکثر فارسی و اردو دونوں زبانوں میں نظم فرمائے ہیں تنبیہ السالکین فی دلائل محی الدین۔ رسالہ آپ کی تصنیف ہے۔ گل رعنا قلمی ورق ۱۰ مظفر

[2] اورنگ آباد کے عمدہ مشائخین سے تھے۔ اولاً کچھ عرصہ سلسلہ ملازمت میں رہے پھر ترک ملازمت کے بعد زیارت حرمین شریفین سے

(باقی بر صفحہ آئندہ)

صاحبزادے کی محفل عقد نکاح منعقد تھی۔ معززین، امراء، ومشائخین وغیرہ کا مجمع تھا۔ علامہ آزاد بلگرامی جناب شاہ محمودؒ، سید غلامؒ حسن، نواب اشجع الدولہ اور خاندوراں نواب ذوالقدر ہم بزم تھے۔ قاضی صاحب وکیل عروس کے منتظر کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مشرف ہو کر سجادہ مشیخت پر رونق افروز ہوئے اور ایک عالم کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ مسجد و تکیہ و نہر تعمیر کرائی۔ ۱۰، رمضان شب یکشنبہ ۱۱۶۶ھ میں انتقال کیا۔ حسب تجویز خاندوراں روبرو مسجد تکیہ میں جانب شرق دفن ہوئے۔ لچھمی نارائن شفیق نے حسب ذیل تاریخ رحلت کہی۔ ؎

سید اہل کشف شاہ علی گشت رونق فزائے بزم بہشت سال فوتش شفیق کرد رقم قطب عالم نمود عزم بہشت
(گل رعنا ص۶)

۱؎ شاہ بابا مسافر کے مرید خاص اور اورنگ آباد کے مشائخین کبار سے تھے۔ شاہ بابا مسافر کی رحلت کے بعد سجادہ نشیں ہوئے۔ آپ نے اکثر عالیشان عمارتیں مثل نہر، حوض، پل، تکیہ اورنگ آباد میں تعمیر کرائیں ۳۰، جمادی الثانی ۱۱۵۷ھ روز چہارشنبہ بوقت اشراق انتقال کیا۔ حسب وصیت گنبد شاہ بابا مسافر میں دفن ہوئے۔ علامہ آزاد بلگرامی نے تاریخ فرمائی "مسافر شد یگانہ شاہ محمود"۔ حاکم بیگ خاں حاکم نے "خدایا بیامرز محمود را" سے تاریخ رحلت نکالی۔ گل رعنا ص۶ مظفر

۲؎ اورنگ آباد کے مشائخین عظام سے تھے۔ آپ کا سلسلۂ نصب شیخ عبدالقادر جیلانیؒ تک پہنچتا ہے۔ موصوف کے جد بزرگوار سید محمود اسحاق بغداد سے وارد ہند ہوئے اور ہند سے دمشق آئے۔ خیبر میں مقیم ہوئے شاہ صاحب موصوف کی بمقام خیبر ۱۱۰۱ھ میں ولادت ہوئی اور یہیں نشو و نما پا کر سن رشد کو پہنچے۔ بعد انتقال اپنے والد (سید شہاب الدین) بغرض سیاحت نکلے احمد آباد گجرات پہنچے۔ شاہ علی رضا بن خواجہ فرخ شاہ سے فیوضات حاصل کیں۔ وہاں سے وارد اورنگ آباد ہوئے اور یہیں قیام اختیار کیا۔ مسجد و خانقاہ تعمیر کرائی۔ لچھمی نارائن شفیق سے
(باقی بر صفحہ آئندہ)

خواجہ دکھو بنات فروش وکیل عروس ہو کر مع گواہ محفل میں رونق افروز ہوئے۔

خانِ دَوراں نواب ذوالقدر نے خواجہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"ہمیں آج معلوم ہوا کہ آپ بنات فروش ہیں"

اہل بزم اس لطیفہ سے نہایت محظوظ ہوئے چونکہ بنات بمعنی پارچہ ریشم اور "بنت" کی جمع بھی ہے۔

لطیفہ دیگر۔ مولوی شاہ علی صاحب خانِ دَوراں نواب ذوالقدر کی خدمت میں حاضر ہیں مخصوص احباب کا مجمع ہے۔ شاہ علی صاحب نے نواب صاحب سے کہا کہ ہم غیروں کے لیے صرف "دنیا" کی دعا کرتے ہیں اور آپ کے لیے "دین و دُنیا" دونوں کی دینی دعا کا محل مسجد ہے اور دنیوی دعا کا مقام بیت الخلا کہ مقام قضائے حاجت ہے۔ نواب صاحب نے فرمایا کہ آپ مسجد میں کتنی مرتبہ تشریف لے جاتے ہیں؟

شاہ صاحب نے کہا، پانچ وقت!

نوابصاحب۔ اور بیت الخلا میں کتنی مرتبہ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

خاص ربط و ضبط تھا چنانچہ موصوف نے لکھا ہے شاہ صاحب کی سی شان جبروتی وجاہت ظاہری اور اقبال کسی دور میں اس مرتبہ کا نہیں دیکھا گیا جس مجلس میں خواہ امیر ہو یا غریب، شاہ صاحب موصوف جاتے میر مجلس ہوتے تھے۔۔ شاہ صاحب کو ذوق شاعری بھی تھا۔ سالک تخلص کرتے تھے۔ یہ دو شعر آپ ہی کے طبعزاد ہیں ؎ نشا پرداز دماغم شب کہ سیر آب بود؛ بادبان کشتی ما چادر مہتاب بود

ولہ

صرف راہِ دوستیہا شد دل پر درد ما؛ میچکد خون محبت گرفتاری گرد ما ۔ ۲ جمادی الاولی ۱۱۷۶ روز جمعہ قبل مغرب کو انتقال کیا۔ گل رعنا

مظفر

شاہ صاحب۔ ایک یا دو مرتبہ!

نواب صاحب نے فرمایا کہ

میں جناب الٰہی میں دعا کرتا ہوں کہ حضرت کو اسہال ہوں کہ بار بار بیت الخلاء جائیں اور دنیا کی دعا بھی بہت کریں۔ شاہ صاحب پر قہقہہ پڑا اور حاضرین خوشوقت ہوئے۔

تاریخ گوئی | خانِ دَوراں نواب ذو القدر کو تاریخ گوئی میں بھی کمال حاصل تھا عبد الوہاب دولت آبادی نے بزبانی علامہ آزاد بلگرامی ایک واقعہ اپنے تذکرۂ بینظیر میں نقل کیا ہے۔ جس سے تاریخ گوئی کے علاوہ خانِ دَوراں نواب ذوالقدر کے صفائے ذہن اور ذکاوت طبع پر بھی خاص روشنی پڑتی ہے۔ اقتباسی ترجمہ ملاحظہ ہو۔

آزاد بلگرامی کا بیان ہے کہ ان کے زمانۂ قیام سندھ میں ایک شخص نے ایک شادی کی تاریخ "مبارک باشد و باشد مبارک" کہی موصوف جب سندھ سے ہندوستان آئے اور ۱۱۵۰ھ میں بغرض حج سورت پہنچے۔ محمد حسین بیخود سے ملاقات ہوئی برسبیل تذکرہ معلوم ہوا کہ بیخود نے بھی ایک شادی کی۔ تقریب میں یہی مصرع مادہ تاریخ میں کہا تھا۔ حج سے واپس ہونے کے بعد جب وارد دکن ہوئے اور نگ آباد پہنچے۔ خانِ دوراں نواب ذوالقدر کے یہاں ایک شب محفل مشاعرہ تھی۔ خانِ دوراں نواب ذوالقدر نے ایک تولد کی تاریخ سنائی کہ اس کا مصرع تاریخی

بھی "مبارک باشد و باشد مبارک" تھا۔ فرمایا۔ یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ ایک ہی مصرع کا تین شاعروں میں توارد ہو گیا۔ باوجودیکہ ایک دوسرے سے نہایت دور دست (یعنی ایک سندھ میں دوسرا گجرات میں، تیسرا دکن میں ہے) مگر مولود کا نام مبارک علی ہونے کی وجہ خانِ دَوراں نواب ذوالقدر کی تاریخ میں زیادہ لطف پیدا ہو گیا ہے۔ ۱۱۴۶ھ میں وزارت خاں اورنگ آبادی دوبارہ خدمت دیوانی سے سرفراز ہوئے تو بعض احباب کی فرمائش پر حسبِ ذیل چاروں مصرع خانِ دوراں نواب ذوالقدر نے تاریخی فرمائے۔

شد بحکمِ تو بزمِ نورانی ۔۔۔ بامصابیح فضلِ یزدانی

از برائے صلاحِ خلق اللہ ۔۔۔ باز رونق[1] گرفت دیوانی

شاعری و بزم افروزی | خانِ دَوراں نواب ذوالقدر دہلی کی بزم آرائیوں، شعراء کی محفلوں کا لطف اُٹھائے ہوئے تھے۔ خود کو بھی شاعری سے خاص ذوق تھا اُردو و فارسی زبان میں نہایت خوب شعر فرماتے۔ بنا بریں مہینہ میں دو یا تین مرتبہ باغِ دلکشا میں مجلس منعقد ہوتی۔ شعراء، علماء اور خاص احباب مدعو ہوا کرتے علمی مذاکرہ اور شعر و سخن کا چرچا رہا کرتا تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ خاص احباب کی مجلس منعقد تھی۔ علامہ آزاد بلگرامی نے خواجہ حافظ شیرازی کی مشہور غزل

---

[1] مصرع آخر میں ایک عدد زیادہ ہے۔ مظفر

کا مطلع

صبا بلطف بگو آں غزال رعنا را
کہ سر بکوہ و بیاباں تو دادۂ مارا

طرح کیا اور خود فرمایا

صبا پیام رساں آں بہار رعنا را
کہ داد بوئے تو سرمایۂ جنوں مارا

لچھمی نارائن شفیق نے بھی خانِ دَوراں کی خواہش سے مطلع کہا۔

فزود جلوہ او سیل گریۂ مارا
طلوع ماہ کند بیش آب دریا را

زاں بعد خان دَوراں نواب ذوالقدر نے بھی فی البدیہہ مطلع فرمایا۔

صبا پیام رساں آں جنوں تمنارا
بہار آمد و سرسبز کرد صحرا را

اب ہم مختلف تذکرہ نویسوں نے جو اشعار خان دَوراں نواب ذوالقدر کے انتخاب فرمائے ہیں وہ ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں[1]۔

---

[1] چونکہ خان دَوراں نواب ذوالقدر کا کوئی مستقل دیوان حقیر کی نظر سے نہیں گذرا ۔ مظفر

نمونہ کلام فارسی

کسیکہ در صدد وصف آں دہن باشد | چوں شخص ہیچپداں در پے سخن باشد
شرک محض است گماں من و تو | من و تو نیست میانِ من تو
معاشرانہ سوالے بدوستاں داریم | برائے ما و شما ایں ہوا چہ میخواہد
نگاہش دیدہ صہبا آفریدند | قدش دیدند طوبے آفریدند
بعالم ریخت اشکم رنگ طوفاں | زجیب قطرہ دریا آفریدند
میچکد رنگ بہار از خامہ ام | وصف رخسار کہ انشا می کند
حکم آصف ایں غزل را تازہ کرد | کار ہا را کار فرما می کند
بآغوش آید آں دلدار افواہے چنیں باشد | خدا گر راست آرد دولت جاہے چنیں باشد
چہ منتہاست بر دل از صبا گر نکہت زلفش | حیاتِ تازہ می بخشد ہواہائے چنیں باشد
مصفا ساختم بہر قدومش حضرتِ دل را | براہِ شاہِ والاجاہ در گاہے چنیں باشد
سوائے حیدر کرار شاہِ مرداں کیست | کہ ذوالفقار باو داد حق نبی دختر
دلم را فرقت آں نا مسلماں ساخت سیپارہ | نمود از ہم جدا اجزائے قرآنے کہ من دارم

کردیم نثارِ ہجر طاقت رباعی اے صبر بما چہ کار کردی
باکے نبود ز تیغ اعدا گر صاحبِ ذو الفقار کردی

نوروز کہ روزِ سعد عشرت افزاست رباعی مولائے جہاں تختِ خلافت آراست
از مقدمِ گل نماند آثارِ خزاں سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

کونین شد ایجاد برائے ایشاں ؎ حاشا کہ کسے رسد بجائے ایشاں
اسرارِ نبوت اند اولادِ علی درگاہ فلک است خاکپائے ایشاں

نمونہ کلام اُردو

قصیدہ

پڑی ہے آکے گلے ناگہاں بلائے سفر سفر نہیں ہے سفر بل سقر سے ہے بدتر
زبانِ خامہ ہے اس کے بیان میں عاجز ہے جس کا شمۂ کلفت حسابِ صد دفتر
اسیر پنجۂ تعذیب صامت و ناطق غریق لجۂ تخریب ہند گاسب لشکر
نہیں ہے تختۂ بازار پر اناج کی جنس نہ غلہ بلکہ سبھی نقد و جنس ہے کمتر
گیہوں کی جنس ہے نایاب مثلِ آدمِ خوب مثال ہُن نظر آتی نہیں ہے اب تور
مگر ذخیرہ کیا ہوئے ماش خوروں نے ہے دال ان کی رکاکت پہ باکمال ہنر
ہوا ہے قحط سے دیکھو دو باجرا عالم نہیں ہے ہمتِ اک جو کسی میں بل کمتر

نظر بچا کے نکلتے نہ ہوویں قرب و جوار — فقیر و سائل و محتاج نوکر و چاکر
جوار رحمتِ حق میں ہوئے ہیں سب غربا — کہیں جوار جوار از رجوع جوع بقر
غنی فقیر سبھی مبتلا بَرنج بِرنج — دھیان ہوش نہیں ہے کسی میں سب مضطر
نکل گیا ہے رئیسوں کا بھی پلیتھن اب — تلاش دال اڑاتے ہیں دوڑتے گھر گھر
خراب حال ہوا ہے دواب بیجا سب — زبون خستہ و مجروح لنگ اور لاغر
ہوا ہے تلی و السی کا تیل گھی کے عوض — بجائے روغن بادام ہیگا تیل کرر
نہ دیکھی خواب میں ہرگز کسی نے ترکاری — چنے کا ساگ کبھو اور کرر کبھو گاجر
ہوا ہے قحط سے سب ذی حیات کو ہوکا — بشر کو جوع بقر اور بقر کو جوع شتر[1]
غرض کہ سخت مصیبت میں ہیں وضیع و شریف — غنی فقیر سبھی احتیاج میں مضطر
تمام روز کمر بستہ سب غنی و دنی — ہے زیر بار دواب غریب شام و سحر
علاوہ گولہ توپ و تفنگ و زنبورک — صدائے بان سے سب کان ہوگئے ہیں کر
ہوا ہے حیف عجب روزِ نحس قائم جنگ — نہ فتح ہے نہ ہزیمت چو بازی ششدر
رئیس وقت ہے قائم نفیر در ہمہ وقت — بسان طوطیٔ بے نطق طائر بے پر
ہوئی ہے خلق پہ کیا شاق مرجعیت غیر — ہزار حیف مسیحا صفت ہیں تابع خر
اسی تردد و افکار میں لگی تھی نیند — کہ ناگہ خواب میں دیکھا قریب وقت سحر
کھڑا ہے آکے سرہانے پہ پیر نورانی — لطیف عنصر و خوش منظر و خجستہ سیر
کہا۔ کمال عنایت سے کیا ہے فکر تجھے — ہے تیرے کام کا حامی امام جن و بشر

[1] قب نظر

شہ سریر کرامت، امیر کل امیر　　ولیٔ حضرت مولے وصی پیغمبر
امام جن و ملک تاجدار ملک و ملک　　کہا ہے لحمک لحمی جسے شہ سرور
فزوں جو حد بشر سے ہے منقبت اسکی　　ہوا ہے مشرق خاطر سے مطلع دیگر

جناب اقدس حیدر ہے وصف سے برتر
بیان وصف سے عاجز لب و دہان بشر

نہیں سُنا ہے مخالف مگر حدیث صحیح　　نبی مدینہ علم و علی ہے اس کا در
کہو کسی نے قدم دوش پر نبیؐ کے رکھا　　کہو کسی کا بھی مولد ہوا خدا کا گھر
شریک کون ہے روز مباہلہ میں دیکھ　　کہا ہے انفسکم حق میں کس کے خیر بشر
کہا ہے کس کو نبیؐ وقت جنگ کے کرار　　کیا ہے کس نے کہو فتح قلعہ خیبر
ہے کس کے حق میں نزول حدیث قدسی کا　　ہے آفتاب سے نادِ علی منور تر
رفیق کون تھا معراج میں نہ رکھ پروا　　سُنا ہے قصہ شیر و برنج و انگشتر
سوائے اس کے کہو کون شاہِ مرداں ہے　　خدا نے سیف دی اور دی رسول نے دختر
خدا رسول کی سوگند کھا کے کہتا ہوں　　بجز خدا و رسول اس سے کون ہے برتر
ہوا ہے پھر کے میری مشرق طبیعت سے　　طلوع مطلع شفاف روشن و انور

ہزار شکر باِمداد ساقیٔ کوثر
جمال شاہد مقصود پر پڑی ہے نظر

ہوئی ہے طرح اقامت پہ شکل خاطر خواہ　　ہوئی ہے دفع یکایک سبھی بلائے سفر

گرے نظر سے دو ہا ہوں کوہ اور صحرا (کذا فی الاصل) | سوادِ شہر و عمارت ہوا ہے جلوہ گر
بحقِ پنجتنِ پاک و چہار دہ معصوم | خدا ہمیشہ رکھے شہر میں بہ فتح و ظفر
ہزار مرتبہ بہتر ہے بادشاہوں سے | کمینہ بندۂ درگاہ صاحبِ قنبر

مراد بندۂ درگاہ زود ہے کہ کرے
ابو تراب کی تربت کی خاک کحل بصر[1]

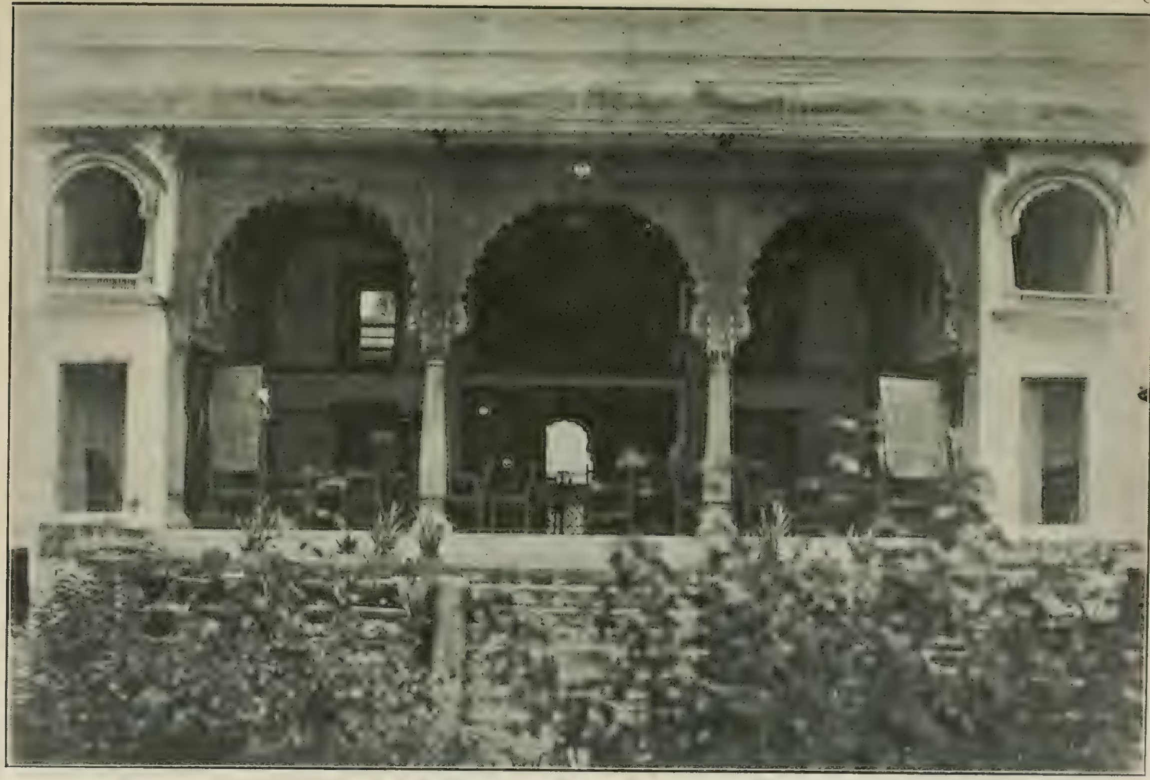
صاحبِ تذکرۂ تمنا نے مرثیہ کے مندرجۂ ذیل دو شعر نقل کیے ہیں:-

پکھراج غم سے زرد زمرد ہے زہر نوش | موتی کے دل میں چھید ہے نیلم سیاہ پوش
اس دکھ سے آتشِ دل یاقوت ہے خموش | مرجاں لہو و لعل بدخشاں لہو لہو

شوق عمارات | خانِ دوراں نواب ذوالقدر تعمیر عمارات و آبادی قصبات و دیہات کے بھی بہت شایق تھے۔ اورنگ آباد میں اکثر عمارات و ابنیہ آپ کی یادگار ہیں۔ باغ دلکشا جانب جنوب آپ ہی کی ایک بہترین یادگار ہے، ملاحظہ ہو عکس باغ دلکشا و عکس دروازہ جلوخانہ قدیم۔ اسی باغ کی سیرابی و شادابی کی غرض سے ۱۱۶۰ھ میں ایک نہر کھدوائی گئی تھی۔ مولانا آزاد بلگرامی نے اس کی تاریخ نظم فرمائی ہے۔

خانِ دوراں امیرِ عالیجاہ | موردِ عاطفات ربانی
نہرِ آبحیات جاری کرد | خضر آں را کند نگہبانی
کامیاب زلال احسانش | مردم شہری و بیابانی

[1] خانِ دوراں کی [illegible]



باغ دلکشاہ موسوم بہ ڈیوڑی سالار جنگ



دروازہ جلوخانۂ قدیم واقع اورنگ آبا

کرد ایں نہر را رواں در باغ — تازہ شد آبِ رنگ بستانی
کند حوض وسیع در بستاں — کہ تواں گفت کوثرِ ثانی
ایں عمل امتیاز خاصے یافت — از قبول جنابِ سُبحانی
سال تاریخ او طلب کردم — گفت دل نہرِ خانِ دَورانی

سنہ ۱۱۶۹ھ میں ایک نہایت کشادہ حوض جو باغِ دلکشا میں بنوایا تھا اس کی تاریخ خانِ دَوراں نواب ذوالقدر نے خود نظم فرمائی ہے۔

در جہاں ہر چند گشتم کو بکو — ایں چنیں حوضے ندیدم ہیچ سو
فیض عامش ہست جاری صبح و شام — می برد ہر تشنہ لب مشک و سبو
ساختم سالِ بنا آمد ندا — می دہد ساقی کوثر آبرو

اولاد وازواج | نواب حنیف الدین خاں کی صاحبزادی سعید النساء بیگم خانِ دَوراں نواب ذوالقدر کے حبالہ عقد میں آئیں (جنھوں نے خانِ دَوراں نواب ذوالقدر کی حیات ہی میں انتقال کیا) معظمہ کے بطن سے صرف ایک صاحبزادی بہجت بیگم (جو نواب اشجع الدولہ کے حبالۂ عقد میں آئیں) تھیں اور دو صاحبزادے امام قلیخاں[1] و وصی قلیخاں[2] (یہ خانِ دَوراں کے دُوسرے

---

[1] امام قلیخاں المخاطب بہ مُؤتمن الدولہ سالار جنگ خانعالم۔ جاگیر دار برار و اورنگ آباد منصب چہار ہزاری ذات و پالکی جھالر دار مع علم ونقارہ سے سرفراز تھے سنہ ۱۲۰۳ھ میں انتقال کیا مقبرہ خاندانی میں دفن ہوئے۔ ملاحظہ ہو عکس شبیہ خانِ عالم

(بقیہ بر صفحۂ آئندہ)

محل سے تھے) جو بتوجہ و امداد اشجع الدولہ حیدر یار خاں شبیر جنگ (جد امجد نواب مختار الملک سر سالار جنگ اول) جاگیر و منصب و خطاباتِ سے سرفراز ہوئے۔

لہٰذا بسلسلۂ متذکرۂ بالا خاندوراں نواب ذو القدر نواب مختار الملک سر سالار جنگ اول کے جد مادری ہوتے ہیں۔ (توضیح کے لیے شجر ہائے نسب ملاحظہ ہوں۔

(بقیہ حاشیۂ صفحۂ گذشتہ) مزار پر تاریخ رحلت کا کتابہ نصب ہے۔

خلف مؤتمن الدولہ امیر والا | ہم خطاب پدر خود بزبانِ عالم
کرد رحلت زجہاں ہاتف غیبی فرمود | جائے فردوس بود بودنِ خانِ عالم

موصوف کی صرف ایک صاحبزادی مسماۃ کالی بیگم جو نواب میر علیخاں سے منسوب تھیں ۱۲۴۱ھ میں انتقال فرمایا مقبرۂ خاندانی میں مدفون ہیں۔ حسبِ ذیل تاریخ رحلت کتابہ مزار پر کندہ ہے۔

بیگمی کالی لقب عالی گہر قدسی جناب | رفت ازیں دارِ فنا در قربِ ربّ العالمیں
مصرعہ تاریخش از عرشِ بریں آید چنیں | مرقدِ پر نور بیگم جلوہ روئے زمیں

موصوف کی یادگار سے عاشور خانہ اورنگ آباد میں ابتک موجود ہے۔ ملاحظہ ہو عکس عاشور خانہ خان عالم

(۲) وصّی قلیخاں المخاطب بہ درگاہ قلیخانِ زمان شہسوار الملک جلاوت جنگ۔ منصب سہ ہزاری ذات و علم و نقارہ سے سرفراز تھے نواب نظام الملک آصفجاہ ثانی نے جلوس کے چھبیسویں سال خدمت داروغگی منازل نزول و بیت المال (خزانہ) بلدہ خجستہ بنیاد سے بعد عزل جمعیت طلب خاں سرفراز کیا۔ ملاحظہ ہو نقل سند مظفر

شجرۂ نسب خاندان نواب درگاہ قلیخان

خاندان قلیخان

درگاہ قلیخان

نوروز قلیخان

خاندان قلیخان

درگاہ قلیخاں سالار جنگ صاحب مرقع دہلی

- بہجت بیگم زوجۂ نواب اشجع الدولہ محمد صفدر خاں غیور جنگ
- امام قلیخاں موتمن الدولہ خان عالم
  - کالی بیگم
- وصی قلیخاں مخاطب بہ درگاہ قلیخان خان زماں خان قیصر جنگ
  - لاولد

شجرۂ نسب نواب مختار الملک میر سالار جنگ مغفور

شیخ شمس الدین محمد حیدر

حیدر یار خاں ہژبر الدولہ منیر الملک شیر جنگ
المتولد سنہ ۱۱۳۰ھ | المتوفی سنہ ۱۱۵۹ھ

- محمد صفدر خاں بہادر غیور جنگ
  اشجع الملک شجاع الدولہ خانخاناں
  دانا و درگاہ قلیخاں مؤتمن الدولہ خاندوراں سالار جنگ
  المتولد سنہ ۱۱۵۳ھ | المتوفی سنہ ۱۲۰۰ھ
- تقی یار خاں ذوالفقار جنگ

اولاد محمد صفدر خاں:

- محمد تقی خاں اکرام الدولہ
  اکرام الملک قوی جنگ
  المتولد سنہ ۱۱۹۰ھ المتوفی سنہ ۱۲۱۶ھ
- حسن رضا خاں اشجع الملک
  شوکت الدولہ منیر جنگ
  المتوفی سنہ ۱۲۱۶ھ
- علی زماں خاں
  حیدر یار خاں غیور جنگ
  منیر الدولہ منیر الملک میر الامرا
  المتولد سنہ ۱۱۹۴ھ | المتوفی سنہ ۱۲۳۵ھ
- صبیہ منسوب بہ سیف الدولہ
  سیف الملک سپہدار جنگ
  خلف ارسطو جاہ
- رضا یار خاں
  امین الملک امین الدولہ حسام جنگ المتوفی ۱۲۴۳ھ

اولاد رضا یار خاں:

- حسن یاور الدولہ
  ذوالفقار جنگ
- درگاہ قلیخاں درگاہی
- جہاندار علیخاں
  امین الدولہ

اولاد علی زماں خاں:

- صفدر علیخاں بہادر اکرام الملک
  - بہرام علیخاں غیور جنگ
- منیر علیخاں بہادر سالار جنگ
  شجاع الدولہ
  المتولد سنہ ۱۲۲۱ھ نبیرۂ میر عالم المتوفی ۱۲۴۴ھ
  - میر تراب علیخاں
    سالار جنگ شجاع الدولہ
    مختار الملک
    جی سی ایس آئی۔ ڈی سی ایل
    المتولد ۱۲۴۴ھ | المتوفی سنہ ۱۳۰۰ھ
- عالم علیخاں شیر جنگ
  سراج الدولہ سراج الملک
  دیوان دکن
- عبد اللہ صاحب قوی جنگ اشجع الدولہ اشجع الملک

اولاد عبد اللہ صاحب:

- میر جواد علی منیر جنگ
  اشجع الدولہ
  - محمد علیخاں
    ذوالفقار جنگ
- میر ولایت علی قوی جنگ
- میر محمد علی
- میر محمد کاظم

اولاد میر تراب علیخاں:

- میر لائق علیخاں سالار جنگ منیر الدولہ
  مختار الملک عماد السلطنۃ المتولد ۱۲۸۰ھ المتوفی سنہ ۱۳۰۶ھ
- میر سعادت علیخاں غیور جنگ شجاع الدولہ
  منیر الملک المتولد سنہ ۱۲۸۰ھ
  المتوفی سنہ ۱۳۰۰ھ

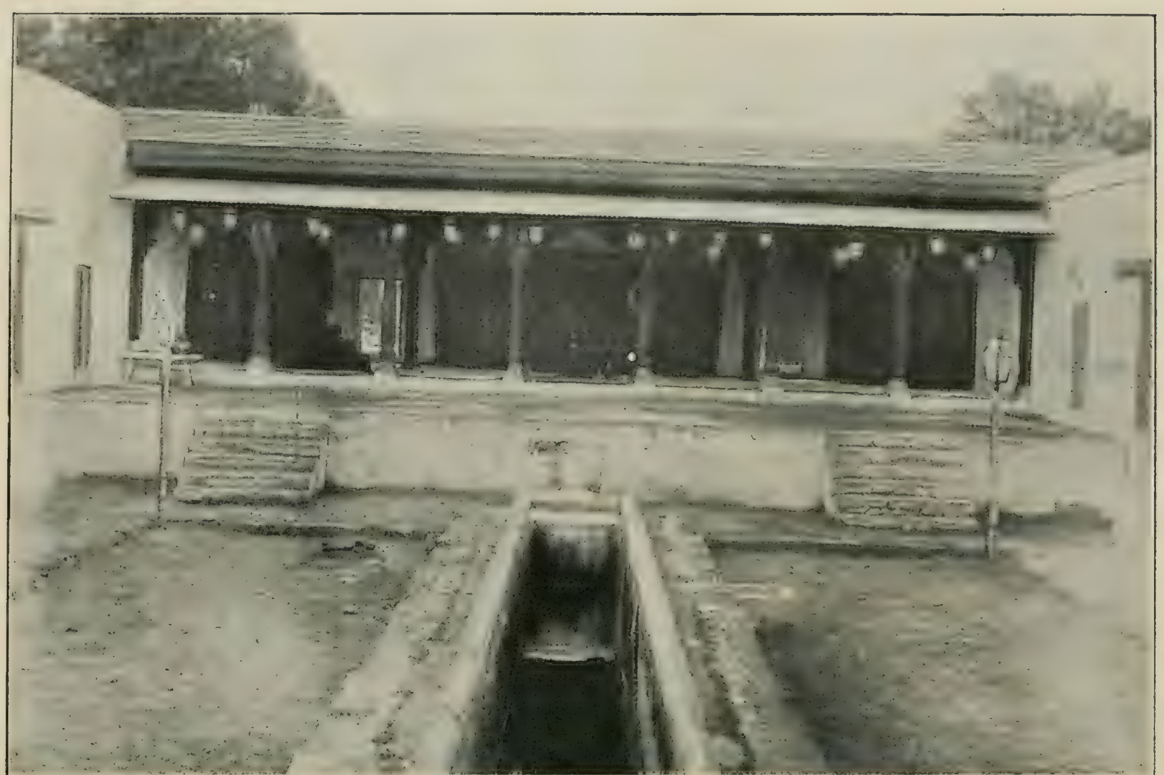
عالیجناب نواب میر یوسف علیخاں بہادر
سالار جنگ ادام اللہ فیوضہ

دیوان حیدرآباد دکن

جو دونوں خانوادوں کے چشم و چراغ اور وارث صحیح ہیں



نواب خانعالم فرزند نواب درگاہ قلی خان سالار جنگ



عاشورخانهٔ عالم خان

نقولِ اسناد

کے تحت پَروانَہ یا پروانگی کے نقول بھی منسلک ہیں چونکہ سند و پروانگی متحد العمل قریب المعنیٰ اور اعتبار میں بھی مساوی ہیں۔ صرف فرق اِسقدر کیا جاسکتا ہے کہ سَند ذاتِ خاص سے مختص ہوتی ہے اور پَروانگی میں نقلِ سند کے ساتھ عمال کے نام اس کی اجرائی کے احکام بادشاہ یا وزیر یا ہردو کی جانب سے صادر ہوتے ہیں۔

فہرست مضامین میں نقلِ سَند نظام آباد یعنے پَروانگی قائم مقامِ سَند حسب معنی مذکورۂ بالا ہی تصور کی جائے۔

نقلِ سند دھاویرہ (جو سنہ ... میں عطا ہوئی ہے) کے بعد تعلقہ دھاویرہ ہی کے متعلق ایک اور پَروانگی دو مہری (یہ ہمیں بعد طباعتِ کتاب دستیاب ہوئی ہے) جو سنہ ... میں عطا ہوئی۔ جس کی بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ سند مذکور میں حسب پَروانگی مذکورہ خاندوراں نوابِ والقدر کی جاگیر میں مزید اضافہ کیا گیا۔ مظفر

۱

پروانگی بمہر نواب رکن الدولہ[2] مرحوم موضع نظام آباد کہ بہ ورثائے نواب ذوالقدر بطریق انعام التمغا[1] عطاء شدہ

نقل پروانگی بمہر رکن الدولہ بہادر مرحوم ہفدہم رمضان المبارک ۱۱۸۸ ہجری آنکہ

امر عالی صادر شد کہ موضع نظام آباد وغیرہ دیہات پرگنہ حویلی بیتال واڑی سرکار مذکور صوبہ برار بالاگھاٹ بجمع کامل چہار ہزار و ہشتصد و شصت و چہار روپیہ و ہشت و نیم آنہ از قدیم بطریق انعام التمغا بنام متعلقان خان دوراں بہادر مرحوم بلاقید قسمت مقرر است در نیولا بنام خیر النساء بیگم صبیہ مرحوم مذکور معہ فرزندان بجہتہ خیرگیری متعلقان بلاقید قسمت مقررہ شدہ دیوان دکن دفتر ذوالقدر آیتی موافق ضابطہ نوشتہ از نظر بگزارند۔

کامل

۱۰۸

۱؎ التمغا۔ وہ سند جو برنگ سرخ مہر شاہی سے مزین ہو۔ اسناد التمغا جس میں نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن کی صراحت ہو اِس میں کسی قسم کا گورنمنٹ کو حق تصرف نہیں اگر یہ قید نہ ہو تو گورنمنٹ تغیر و تبدل کو جائز سمجھتی ہے۔

دولت علیہ آصفیہ کی ذرہ نوازی نے سند ثانی الذکر کی وقعت بھی قانوناً وہی برقرار رکھی ہے جو سلاطین ماضیہ نے سند اول الذکر کی کی تھی ۱۲ م

۲؎ سید محمد یار خاں المخاطب میر موسےٰ خاں احتشام جنگ رکن الدولہ۔ ابن میر موسےٰ خاں بہادر سادات موسوی سے ہیں اصلاً مشہدی آپ کے اجداد کلید بردار روضہ حضرت امام موسےٰ رضا علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ میر موسےٰ خاں کے والد سید محمد خاں کسی امر میں بھائی سے اختلاف اور املاک و خدمت سے دست بردار ہو کر براہ بخارا وارد دہلی ہوئے دربار عالمگیری

سند کوتوالی

شاہ عالم بادشاہ غازی ۱۱۷۶
احمد شاہ بہادر فدوی
میر محمد حسین خان

باسم رفعت و عوالی پناہ درگاہ قلیخاں آنکہ خدمت کوتوالی بلدہ خجستہ بنیاد و فوجداری
افواج بلدۂ مذکورہ از تغیر حفاظت خان موجب سررشتہ تعلقہ کہ شرح آں محرف بقلم آمد بعہدۂ آں رفعت پناہ
مقرر گشت باید کہ از چوکی شب گشت بواقعی خبردار باشد و تقید نماید کہ اثرے از منہیات و مسکرات
و بدعات و دزداں و اچکہ گرہ بر نماند و زناں فاحشہ و بکار و دستورات شرفا را باغوا و افرا
از جا نتوانند برد و در تنبیہ و تادیب مفسداں و سرتاباں و ہدم قلاع از دیوق و حفظ و حراست
زیردستان و مالگزاران و منع آہنگراں از ساختن بندوق بواقعی کوشد و جمع رانہانجات محال
فوجداری بواسطہ بندوبست محال فوجداری بندوبست و ضبط و ربط تعین کند تاکید نماید کہ چیزے
بصیغہ ابواب ممنوعہ نگیرند و احدے مرتکب منہیات و مسکرات نگردد و محافظت شاہ راہ بنوعی نماید کہ مسافرین و مترددین
بجمعیت خاطر و طمانیت باطن آمد و رفت می نمودہ باشند و در ہیچ جا دزدی و رہزنی بوقوع نیاید و اگر مال کسے
بدزدی یا بغارت رود مال را با دزداں و رہزناں پیدا ساختہ مال بمالک و آنجماعہ بد مآل را بسزا
برساند و در صورت پیدا نساختن از عہدہ جواب مال بر آید۔

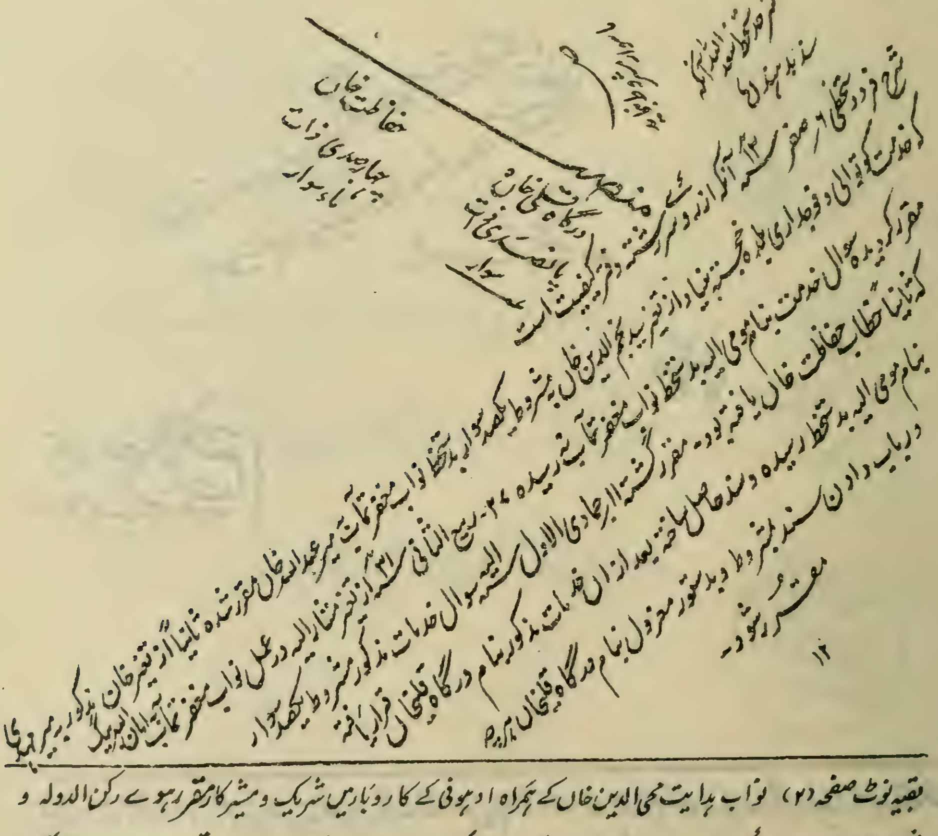
میر محمد حسین

[illegible]

بقیہ نوٹ صفحہ (۱) میں باریاب ہوئے دیگر اعزاز و عطایا کے علاوہ سنہ ۹ جلوس عالمگیری میں پانصدی منصب و خطاب ترکی خاں
سے سرفرازی پائی۔ نواب غازی الدینخاں اول قدیم مراسم کی بناء پر ہر طرح کفیل رہے۔ مدت العمر سفر حضر میں ساتھ نہ چھوڑا مغفرت مآب
حضرت آصفجاہ اول کے ساتھ میر موسیٰ خاں دکن آئے ابتداءً میں وقائع نگاری دیوان کنڈہ و داروغگی ہرکارہ سے سرفراز ان بعد

کیفیت اثبت

که خدمت کوتوالی بلدہ خجسته بنیاد و فوجداری بلدہ مذکور از تغیر سید نجم الدین خاں به شروط یکصد سوار بدستخط نواب مغفرت مآب به میر عبداللہ خان مقرر شده ثانیاً از تغیر خان مسطور به میر مہدی مقرر گشته سوال خدمت بنام موصی الیه بدستخط نواب مغفرت مآب ۲۷ ربیع الثانی سنه ۱۲۱۳ از تغیر مشار الیه ـ امان اللہ بیگ که بخطاب حفاظت خاں سرفرازی یافته مقرر گشته من بعد ۱۱ جمادی الاول سنه الیه سوال خدمات مسطور مشروط یکصد سوار بنام خان مذکور بدستخط نواب مستطاب معلی القاب خورشید اشتہار نظام الدوله بہادر ناصر جنگ رسیده سند خدمت تحریر ۲۲ شوال سنه الیه حاصل ساخته در نیولا درباب دادن خدمات مذکور بنام درگاہ قلیخان پروانگی بمہر شاه نواز خان شرح صدر رسیده ـ


شرح فرد دستخطی ۶ صفر سنه ۱۲ آنکه از دفتر گذشته در دفتر کیفیت است
که خدمت کوتوالی و فوجداری بلدہ خجسته بنیاد از تغیر سید نجم الدین خان به شروط یکصد سوار بدستخط نواب مغفرت مآب میر عبداللہ خان مقرر شده ثانیاً از تغیر خان مذکور بر میر مہدی
مقرر گردیده سوال خدمت بنام موصی الیه بدستخط نواب مغفرت مآب رسیده ۲۷ ربیع الثانی سنه ۱۲۱۳ از تغیر مشار الیه در عمل نواب مغفرت مآب امان اللہ بیگ
که ثانیاً خطاب حفاظت خان یافته بوده مقرر گشته ۱۱ جمادی الاول سنه الیه سوال خدمات مذکور مشروط یکصد سوار
بنام موصی الیه بدستخط رسیده و سند حاصل ساخته بعد ازان خدمات مذکور بنام درگاہ قلیخان قرار یافته
درباب دادن سند بشروط دستور معزول بنام درگاہ قلیخان مرحوم
معروض شود ۱۲

بقیه نوٹ صفحه (۲) نواب ہدایت محی الدین خاں کے ہمراہ ادہونی کے کاروبار میں شریک و مشیر کار مقرر ہوے رکن الدوله و شرف الدوله ہر دو بھائی ابتدائے سن سے شاہزادگان کے ہمدرس ہونے کے شرف سے ممتاز تھے حضرت مغفرت مآب آصفجاہ اول کی رحلت اور نواب ناصر جنگ شہید و نواب ہدایت محی الدین خاں کے بعد بعد نواب صلابت جنگ جب صوبه ایلچپور و برار

شرح فقرہ سوال و دستخطی کہ ۲۴ جمادی ۲ سنہ ۴ ھ بدستخط رسیدہ آنکہ
سوال دفتر متضمن بدیں کہ درباب اجرائی اسنادات خدمات

دستخطی نواب غفران مآب نظام الدولہ مظفر جنگ شہید و پروانجات و امورہ تنخواہ جاگیر سابق و عمل عضد الدولہ مرحوم کہ مردم درخواست مینمایند ہرچہ دستخط مزین شود بعمل آید دویم ربیع الثانی سنہ ۳ ھ دستخط نواب مستطاب معلی القاب خورشید اشتہار سید محمد خاں بہادر صلابت جنگ شدہ انسا قلعداراں بعد رسیدن فرد بمہر راجہ رگھناتھ داس دیوان پروانجات تنخواہ جاگیر و ولہ نمودہ بوجہ صدارت بعد رسیدن فرد بمہر صاحب رسالہ برطبق دستخط سابق سند جاری نمایند بر وفق آن سند درگاہ قلی خاں جاری نمودہ شد الخ

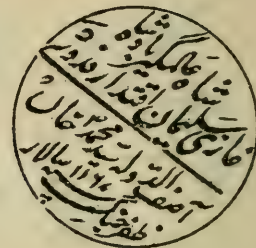
والا فستیح خید وکیل
درباب آوردن تعہد و ضمانتی مچلکا بمہر ... ۱۵ رجب سنہ ۴ ھ
درگاہ قلی خاں بیجا دو ماہ مرقوم
نوزدہم رجب المرجب سنہ ۴ ھ

داخلہ شد

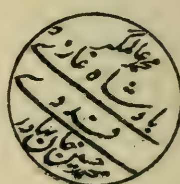
تباریخ دہم شعبان المعظم سنہ ۴ ھ
داخل سیاہہ حضور نمودہ شد

بقیہ نوٹ صفحہ (۳) کلیتہً حضرت غفراں مآب کے متعلق ہوا تو موصوف جلہ فوج نظامی کی سرداری پر سربلند و را مورات مملکت میں مشیر و شریک رہے۔ یہانتک کہ سنہ ۱۱ھ مشہور جنگ راکش بھون میں وٹھل سندر پرتاب کے مارے جانے کے بعد ... راستوار و ... مراتب و خطاب رکن الدولہ احتشام جنگ سے سربلند اور خدمت جلیلہ دار المہامی

نقل سند پرگنہ دھاویرہ



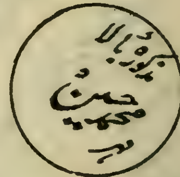
بدیسمکھان و دیس پانڈیان و مقدمان و رعایا و مزارعان پرگنہ دھاویرہ سرکار کاتبا لباری صوبہ براز بدانند



مبلغ شش لک ہفتاد و سہ ہزار درم از پرگنہ مذکور از محال سرکار

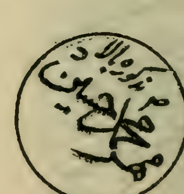
حسب الضمن بطریق عہدہ بجاگیر درگاہ قلی خاں بہادر کوتوال بلدہ

خجستہ بنیاد و فوج دار فواح بلدۂ مزبور تنخواہ شد - باید کہ



محال مسطورہ را بتصرف گماشتہ خان مشارالیہ واگزارند - و

بعد از ایں کہ سند تنخواہی موافق ضابطہ برسد -



(بقیہ نوٹ صفحہ (۴) پر سرفراز ہوئے - موصوف نے اپنی مدت مدارالمہامی (۱۲ سال) میں اپنے اعلیٰ تدبر و شجاعت سے ہمیشہ دشمنان دولت کو مقہور و پامال رکھا۔ ۱۱۸۹ھ میں درباری سازش کی وجہ سے فیصو نامی گارڈی کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا ۱۲ منظفر ماہ نامہ تلی ۵۳ دول - بمعنی بجٹ ۱۲

مقرر این ضمن از پرگنه دهاویره سرکار تبالباری صوبه بهار از محال سرکار بجاگیر درگاه قلیخان بهادر کوتوال بلده خجسته بنیاد و فوجدار
نواح بلده مذکور بطریق عهده تنخواه گردیده باید که محال مذکور را بعهده خانمشار الیه واگزارند
و بعد رسیدن سند موافق ضابطه بعمل آرند ـ

هفت و آم

تاریخ فرد از قرار بتاریخ نوزدهم ذی قعده سنه احد جلوس

ز دوایر صمصام الدوله شاه نواز خان بهادر صمصام جنگ مرحوم ۲۳ شوال سنه ۱۱۶۶ بمهر فرزند

از موضع ... پرگنه دهاویره سرکار تبالباری صوبه بهار بالا گهات تجمع کامل مبلغ هفت هزار و دو صد و ...

دیم ... گذاشت سرکار بجاگیر درگاه قلی خان بهادر تنخواه نامبرده فدوی درگاه اول موافق ضابطه ...

از نظر بگذرانند ـ لهذا کیفیت طلب ـ

خان مشار الیه کوتوال بلده خجسته بنیاد و فوجدار نواح بلده

مذکور در ذیل محال بر طبق پروانگی مرحمت بعمل آمده ـ

پروانه دوامی

الیه

[illegible]

هزار و پانصدی ذات
...سوار و دو اسپه ... بر آورده
ملاحظه طلب

۱۰ صد

خطاب ... در ۱۰ رمضان

۱۰ ... پانصدی ذات

... سوار دو اسپه و سه اسپه

بر آورده

طلب ...

معاف

طلب اضافه ... عوض ...

... عاکی ...

... سوار

بازیافت

... ۱۰۰۰

معاف

... محرم ...

... هزاری ذات ... سوار دو اسپه و سه اسپه ...

بر آورده ... ۵۰۰

طلب ...

... ۱۰۰۰

شروط خدمت کوتوالی ...

... سوار دو اسپه و سه اسپه

بر آورده

... سوار

طلب

... ۵۰۰

... شرح ذیل

معاف

... شرح ذیل

... ۱۰۰۰

مشروط

بلا شرط

الباقی [illegible]

داد و دیده سرکار [illegible] صوبه [illegible]

اعمال [illegible]

ضیا سواری سرکار [illegible] صوبه [illegible]

و بلا شرط

[illegible]

از بیگنه داد و دیده سرکار [illegible] الباری [illegible] صوبه [illegible] الاگها [illegible]

[illegible] شرح و تحویل نواب [illegible] معلی القاب [illegible]

آصف الدوله بسید محمد خان [illegible] بفرمایند [illegible]

تحویل [illegible] نماید

روزنامه سرکار [illegible] الباری [illegible] صوبه [illegible] شرح [illegible]

[illegible] روپیه

از [illegible]

دیگر

[illegible]

جمع طلب بلا شرط

[illegible]

[illegible]

نقل پروانہ دو مہری بابتہ اضافہ جاگیر تعلقہ دھاویرہ

نقل

پروانہ دو مہری بمہر صلابت جنگ بہادر و بمہر میر محمد حسین خان بہادر مرقوم نسبت و پنجم شعبان المعظم

بدیسمکھان و دیسپانڈیان و مقدمان و رعایا و مزارعان پرگنہ بیتا لواڑی سرکار مذکور صوبہ برار بدانند
مبلغ دو للسب و نود و سہ ہزار و نہصد دام از پرگنہ مذبور از محال سرکار حسب الضمن بطریق عہدہ بجاگیر
درگاہ قلیخان کوتوال بلدہ خجستہ بنیاد و فوجدار نواح بلدہ مسطور تنخواہ شد باید کہ محال مرقوم را بتصرف
گماشتہ خان مشارالیہ واگزارند و بعد ازین کہ سند تنخواہی موافق ضابطہ برسد بدانموجب بعمل آرند
المرقوم صدر شہر مذکور الیہ شرح دستخط آنکہ

مص

شرح دستخط آنکہ
نشین سید البتی

مفرضمن از پرگنہ بیتا لواڑی سرکار مذکور صوبہ برار از محال سرکار بجاگیر درگاہ قلیخان کوتوال بلدہ خجستہ بنیاد
و فوجدار نواح بلدہ مذکور در طلب بلاشرط بطریق عہدہ تنخواہ گردیدہ باید کہ محال مذبور را بعہدہ خان
مومی الیہ واگزارند و بعد رسیدن سند ثنے موافق ضابطہ بعمل آرند۔

سمی لهسه ۲۰۰

سند دام

شرح فرد از قرار بتاریخ ۲۰ رجب سنه [illegible] آنکه
از پرگنه [illegible] وارثی سرکار مذکور صوبه [illegible] جاگیر سرکار
شرح دستخط نواب مستطاب معلی القاب [illegible] اشتهار
شرح دستخط نواب صلابت جنگ آنکه
میر [illegible] محمد خان بهادر صلابت
سمی لهسه ۲۰۰ به درگاه قلیخان تنخواه تابینه الحق

تخفیف دو سد

الحساب ۱۲

الحساب ۱۲

حصه نظام الدوله رسید

الحساب [illegible]

الحساب سنه آنکه

شرح سوال از قرار بتاریخ ۲۰ شهر شعبان سنه [illegible] آنکه
و کیفیت جاگیر سرکار از پرگنه [illegible] وارثی سرکار مذکور صوبه برار از نظر گذشت
دستخط نواب مستطاب معلی القاب بخوبی [illegible] اشتهار میر سید محمد خان بهادر
صلابت جنگ شده به درگاه قلیخان تنخواه تابینه
[illegible] خان مذکور کوتوال بلده و فوجدار نواح
[illegible] بنیاد [illegible] سند التماس دارد

در باب آوردن پروانه دامی از حضور پرنور تیاری سند شش
بمیعاد ششماه وداغنامه و موجودات نائبان بمیعاد چهار ماه
مچلکا د - تحریر ۲۰ رمضان سنه [illegible] بدفتر رسید الحق

هزار و پانصد و دوازده دانه ماهیه

سال

طلب

وجه

اصل

هشت صد و دوازده دانه

باصل طلب

الوصول

بابت شرط

هشتصد و دوازده دانه

طلب

محاسبه

از جنس قیاو ادای سرکار مذکوره صورت داده بابت ایام سرکار ... تاریخ ... صادر شد

بابت ... تنخواه نمایند . ماه رجب ... سنه ... تنخواه و ...

محال القاب قوت ... تنخواه ... و ...

بابت ... تنخواه نماید ...

بقیه

الباقی

تصدق ...

اضافه و ... تنخواه ...

طلب

اصل ... تنخواه

و ...

طلب

بقیه

طلب ...

...

طلب ...

اضافه بلاشرط به تخطواب مستطاب ... محمد خان ایلخان ... وکیل ... [illegible]
برطبق ... بتاریخ ... الثانی

مفصلی ذات

اکمل [illegible]

طلب [illegible]

[illegible] ... دواب

اضافه

[illegible]

شروط

بلاشرط

[illegible] از محال ذیل

در ... الا در شروط خدمت ... [illegible]

وبلاشرط ... [illegible]

در بلاشرط

در شروط

[illegible]

از ... بلاشرط

از سدس ربیع قوی سال سنه ۱۱۶۰ فصلی

اصل	اضافه
دام	دام

از محال سرکار

از محال نظام الدوله

دام

اصل	اضافه	اصل	اضافه
بل ولے	مولیه یاب	بالاپور	اجنته عرف نظام آباد

اصل	اضافه	اصل	اضافه	اصل	اضافه	اصل	اضافه

ساوو کہنہ
حاصل

چلکے حاصل

آباد
حاصل

راے نخنے

اصل	اضافه	اصل	اضافه	اصل	اضافه	اصل	اضافه
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

خوانديس
حاصل

دکھیلہ

اندر ہارئی

ویر کاوون

اصل	اضافه	اصل	اضافه
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

پلس کہیر خورد
حاصل

انت کہیڑہ

دفعه محال نظام الدوله

کسبے حاصل

مال کہرہ
حاصل

اصل	اضافه
[illegible]	[illegible]

اصل	اضافه	اصل	اضافه	اصل	اضافه
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

ہراته

سیاہه

کہراله شرکت
حاصل

بدفعه محال نظام الدوله
حاصل

اصل	اضافه
[illegible]	[illegible]

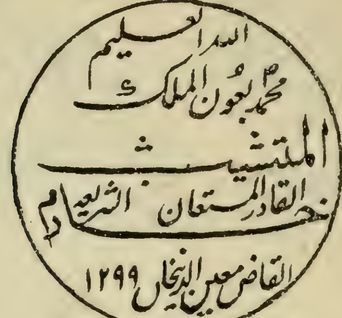
اسے کہرہ شرکت

اصل	اضافه
[illegible]	[illegible]

اصل	اضافه
[illegible]	[illegible]

تحریر فی التاریخ

آصفجاہ نظام الملک نظام الدولہ میر نظام علیخان بہادر فتح جنگ سپہ سالار



نقل قلمی شد آنکہ

سند بہر نواب استطاب ۔ و بمہر اشجع الدولہ محمد صفدر خان بہادر غیور جنگ دیوان دکن ۔ از فرا بتاریخ بست و ہفتم رمضان المبارک سنہ ۲۶ جلوس فصلی
دستک باسم رفعت و عوالی پناہ درگاہ قلی خاں بہادر آنکہ خدمت داروغگی منازل نزول[1]
و بیت المال[2] بلدہ خجستہ ز بعد جمعیت طلب مال بموجب فرد دستخطی کہ شرح آں محرف تقلم آمدہ بعہدہٗ
آں عوالی پناہ مقرر گشت باید کہ آں تبقید تمام و بتقدیم آں پرداختہ دقیقہ از دقائق حزم
و ہوشیاری مہمال و غیر مرعی بگذارد

---

[1] منازل نزول ۔ بمعنی کروڑگیری یا چنگی (م)

[2] بیت المال ۔ اس کا وجود مسلمانوں میں بعہد خلافت راشدہ پایا جاتا ہے ۔ زاں بعد اس کا قیام لوازم حکومت سے ہوگیا ۔ ہر قسم کی رقمی آمد و خرچ اسی محکمہ سے متعلق تھی مختلف زمانوں میں اس کے نام بھی مختلف مثل دفتر استیفاء، دفتر سیاق، دفتر وجوہ آمدنی رکھے گئے ، ہندوستان میں شاہان مغلیہ نے اس محکمہ کو دفتر سیاق و استیفا سے موسوم کیا ۔ اِس دفتر میں جملہ آمد و خرچ کا اندراج (خواہ از قسم نقدی خواہ اراضی و انعام یا وظیفہ وغیرہ ہو) رہنا ضروری تھا ۔ اسناد کی تقسیم اور تصدیق اسی دفتر سے کی جاتی تھی دکن میں حضرت غفران مآب طاب ثراہ کے عہد میں یہ محکمہ اپنے قدیم شرعی نام بیت المال سے موسوم رہا ۔ جس کے صدر خاندوران تھے (جیسا کہ اسناد سے ظاہر ہے ۔
موجودہ زمانہ میں اِن امور کا تعلق محکمہ فینانس سے (جس کی کرسی صدارت پر عالیجناب نواب سر حیدر نواز جنگ

از روی شرح ... دفتر ثبت

داروغگی منازل نزول بلده ... بتاریخ ... رمضان ... که

... ناه خان بدستخط نواب مستطاب ... سید ... مهر ... دین

داروغگی بیت المال بلده مذکور از انتقال ... دیوانی ...

از دیوانی سرکار شده بود و ... سند ... عهد مبارک

حاصل ... بدستخط نواب مستطاب ... شده بحالست — ...

بنام ... ملک ... خان متقرره ... خان بهادر ... خانه دوران سالار جنگ ...

در باب سند فرمان مذکور و شیخ صدر ... است که

شیخ ... بدستخط نواب مستطاب معلی القاب

... ارسطو ... السلطنت ... یار وفادار

... نظام الملک نظام الدوله امیر ... نظام ... علیخان بهادر

آصفجاه نظام ... سالار ... آنکه ... سند ... است

فتح جنگ ... سپه سالار

شیخ ... و ... بتاریخ ... رمضان المبارک ۱۲۲۶ ... آنکه

... خان بهادر ... خانه دوران سالار جنگ ... ... و ...

... منازل نزول و بیت المال بلده ... و بنام ...

داروغگی ... شده ... لهذا ... کیفیت ... تعلیم

... [illegible]

خدمت داروغگی منازل نزول

و بیت داروغگی بیت المال

سپیل ... ۵ ...

تعلقه داروغگی ... منازل نزول ...

خدمت ... شده سند ...

آمده در باب ... سند ... امر

محاسب

محاسب

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) بہادر جلوہ فرما ہیں (جو اپنی فطری سخاوت کے باعث دکن میں مہاراجہ چندو لعل دیوان دکن کی طرح ضرب المثل ہیں) اس کے تحت دفتر صدر محاسبی وخزانۂ عامرہ سرکار عالی ہیں۔ مگر اب بیت المال کا اطلاق خزانۂ عامرہ سرکار عالی پر کیا جاسکتا ہے۔ (مظفر)

[1] یار وفادار۔ خاندان علیہ آصفیہ کے ارکان کو خطاب بھی شاہان مغلیہ نے عطا فرمایا تھا جو مثل دیگر خطابات کے اس خاندان عالی کا آج تک طرۂ امتیاز ہے (مظفر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وقتے نواب درگاہ قلیخاں بہادر سالارجنگ مؤتمن الدولہ برفاقت نواب نظام الملک آصف جاہ بجہاں آباد (در سال یکہزار دیکصد وپنجاہ ویک ہجری) رفتہ بودند خصوصیات آنجا انچہ بنظر در آمدہ بود بقید قلم آوردہ اند چوں خالے از کیفیت نیست لہذا مسطور میگردد

ذکر قدمِ شریف آب ورنگ گلشن بمیامن برکات قدم شفاعت توام جناب حضرت نبوسیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ گرد آستانش توتیائے ارباب بصیرت است وغبار راہش ضمیر مایۂ اہلِ فطرت، جہت عاصیاں از کثرت سجود آئینہ وار امتیاز دیدہ حاجتمندان بدریوزہ گری خاک جنابش سرمہ طراز بارگاہ کیوان پایگاہش واجب التعظیم وعلی الدوام کافہ انام سرگرم مجرا وتسلیم ؎

برزمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود　　سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

روز پنجشنبه از ہجوم زائران صحن ایں درگاہ قسمے مملو میشود کہ عبور ایں کس تا مقصد مطاف بہزاراں صعوبت دست می دہد و در ماہ ربیع الاول روز و شب ہمیں مجمع است۔ فقراء و زوار از بلاد و امصار دور دست بعزیمت زیارت می آیند۔ چمن چمن گلِ مُراد بدامنِ آرزو میکنند مرض از شربتِ آبی کہ از شست و شوی دار الشفائے قدمِ مبارک نصیب تشنہ لبان تمنا میگردد برائے عافیت میگیرند و تیمنًا لجمتہ دور دستاں می برند، سعادت نشاں باحراز مثوبات اخروی در حوالی ایں درگاہ مکانہا بمبلغ خطیر خریدہ، طرح مسکنِ آخرت میکنند، چنانچہ اطراف آں چندیں مقبرہ است و قبور غربا از دائرہ حساب بیروں، در ایام عرس شریف در و دیوار ایں مکان از کثرت طائفان نوعے لبریز میشود کہ جا برائے نشستن بہم نمی رسد، مگر از صحن سقفت نمایند۔ مطعومات و تنقلات کہ اغنیا بر سبیل نذر دریں ایام ارسال می دارند۔ صرف فقراء و مساکین می شود، و ذخیرۂ چندیں روزہ می گردد۔ سبحان اللہ عجب مکان فیض نشان است کہ انوارِ کرامت و اعجاز از در و دیوار می بارد۔ حوضش کہ در پیشگاہ دروازہ رخصت واقع شدہ۔ ماء المعین کرامت است۔ وعین الحیات سرچشمہ رافت۔ متعطشاں بکام دل ازیں زلال سیراب می شوند بادشاہے کہ در زمان سابق وفات یافتہ۔ بموجب وصیت او قدم معجز شیم را در سینہ اش نصب کردہ اند۔ بزار و بتبرک بر قدم گاہ امام مفترض الطاعۃ، یعسوب المسلمین، امیر المومنین

علی علیہ السلام، از قلعہ بادشاہی بفاصلہ سہ کروہ واقع شدہ۔ زائران باحراز سعادت اخروی روز شنبہ جوق جوق عازمِ زیارت میشوند۔ وگلِ مجرا و تسلیم را زیب گوشۂ دستار اعتقادمی سازند۔ خاک جنابش ذریعہ شفائے دردمندانست وزلال چشمہ سار مرحمتش آبروئے حاجتمنداں۔ اکثرے بہ تحصیل متمنائے مافی الضمیر نذرہا می بندند۔ و بکامِ دل میرسند۔ دوازدہم محرم کہ روزِ زیارت حضرت خامس آلِ عباست۔ ارباب تعزیہ بادلِ محزوں وچشم گریاں برسمِ عزا پرسی درآں مکان خلد آستان مجتمع می شوند۔ وشرائط زیارت بہ تقدیم میرسانند ہیچ متنفسے نیست کہ دریں روز بہرہ ازیں سعادت برندارد۔ از کثرت سواری وضیع وشریف طرق وشوارع بسان چشم مور تنگ می شود۔ اہل حرفہ بترتیب وتزئین دکاکین پرداختہ۔ اقسام منافع برمی دارند۔ درچوکی خانہ کہ مکان معین ارباب ایمانست منقبت خوانان باہنگ بلند قصائد عزا می خوانند۔ ومنشور نجات از آنجناب معجز انتساب حاصل می نمایند۔ مصرع "گر عقبیٰ خواہی زیارتش دریاب،،

درگاہ ملائک بارگاہ حضرت قطب الاقطاب از قلعہ بفاصلہ ہفت گروہ واقع شدہ ومرقدِ مبارک درصحنِ مسجد بے سقف زینت ترتیب یافتہ۔ مطاف زائرانِ خطہ ہندوستان است۔ ومرجع ومقصد جمیع حاجت طالبان صفائی درو دیوارش یاد از سواد بہشت میدہد۔ وفضائے برکات آثارش بوسعت آباد رحمت ایما می نماید، در احیان صبح درحوالی قبر مبارکش تجلی

بلاکیف صورت می بندد - وکیف عجیبے بر دلہائے زائران طاری میشود - ارباب
تمنا بعد از ادائے فریضۂ صبح بطوافش پر داختہ گلہائے مقصد می چینند - و در کمال
انبساط و انشراح معاودت میکنند - زیارتش در ہمہ روز ہاست - بتخصیص روز پنجشنبہ
طرفہ ہجوم می شود - مردم باستعداد شب روی از دہلی عزیمت میکنند - و بعد فراغ
زیارت بسیر تنزہات کہ از میامن قدومش ہر طرف سبزہ زار سیت - و در ہر جانب
چشمہ ساری - بتخصیص جھروکہ و حوض شمسی کہ از چشمہ ہائے متبرک انواع تمتعات
حاصل می کنند - در اطراف مزار فائض الانوارش جمعی از مردانِ خدا آسودہ اند -
چنانچہ نکہت وجد و حال تا حال بمشام اہلِ یقین میرسد - و چاشنی در دیگر مشام
ارباب ذوق سرایت میکند - مکانہائے متبرک در نواح این سواد بہشت نشان
واقع شدہ اند - بتخصیص مسجد اولیا حضرت قطب العارفین خواجہ معین الدین چشتی
قدس اللہ سرہٗ احداث کردہ اند - ہر کہ در آنجا نماز میخواند - حلاوت عبادت
را می فہمد - غرض کہ از کثرتِ قبور اولیا رشک روضۂ رضوان است - در عیدگاہ
این مکان در ملفوظات نوشتہ اند کہ اکثر اوقات حضرت خواجہ خضر علیہ السلام تشریف
می آرند - قبر حضرت قاضی حمید الدین ناگوری ہم ہمسایہ مزار مبارکست
و بہادر شاہ ہم بزور طالع در کنف رافت و کرامت جا یافتہ شانزدہم ربیع الاول
عرس می شود و عالمے بہ نیت زیارت مستعد می شود و تا دو روز سیرہا میکنند
قوالان علی الدوام از دور روبروئے قبر مبارک گاہے ایستادہ و گاہے نشستہ

مجرامی کنند۔ شاہ شہید محمد فرخ سیر بیک سمت درگاہ دیوارے از سنگِ مرمر تراشیدہ نصب کردہ شبکہ اش درنہایت نزاکت است و شفافی سنگ درکمال لطافت۔ رباعی

شاہی کہ بعالم علم فقر افراخت　　　از ہر دو جہاں بگوشۂ عزلت ساخت
در راہِ خدا است رہنما قطب الدین　　　چوں قطب کہ میتواں ازو قبلہ شناخت

ذکر سلطان شمس الدین غازی۔ مرقد مبارکش در اطراف درگاہ حضرت قطب الاقطاب دریں غارے واقع است۔ ہر چند کہ از سلاطین اند لیکن بصحبتِ ارباب ذوق و مواجید باریاب بمدارج قصوائے ولایت عروج کردہ اند۔ چنانچہ شرح کمالاتش از ریاض الاولیاء کہ تذکرہ ایست مبرہن می گردد۔ ہوائے زار روضہ اش نمونہ ایست از روضۂ رضوان و سواد سبزہ زمین فیض آگینش انموذج خلد یست بشگفتگی عنوان۔ در موسم برسات از ہجوم سبزہ و ریاحین خود رو رشک گلشن کشمیر است و باعتدال ہوا و کیفیتِ فضا دلچسپ و دلپذیر زائران را درضمن زیارتش نزہت خاصے دست می دہد و در اثنائے طوافش کیفیت رنگینی مشاہدہ می پیوندد نور اللہ مضجعہ اللّٰھم ارزقنا واغفرنا۔

حضرت سلطان المشائخ معشوق الٰہی مرقدِ مبارک آنحضرت از دہلی کہنہ بفاصلہ نیم کروہ واقع شدہ زہے روضہ کہ سلاطین را بجناب اش النجاست و خواقین را بہ نسیم عتبۂ علیہ اش دلیل مدعا از در و دیوار سراپا انوارش فیضہا ترشح می کنند و از سواد خاک پاکش چشمہ سار سعادت میجوشد و دور بارش عظمت و جلال آں آستان زہرہ متکبرین را بگداز می دہد و سطوت قہرمان آں مکان رفیع الشان سرہائے

گردن کشاں را بے اختیار مائل سجود میگرداند۔ کیفیت ہا ازاں مرقدِ فردوس آئین محسوس می شود کہ ناطقہ در ادایش ابکم است و رنگہا ازاں چمنستان جنت آگین مرئی می گردد کہ خامہ در گذاشتن آں مقطوع الفم ہر چہار شنبہ جمہور خواص و عوام احرام زیارت می بندند و قوالان با داب تمام ایستادہ بتقدیم مراسم مجرا می پردازند بتخصیص چہار شنبہ آخرین صفر طرفہ انبوہے و عجب کثرتے می شود۔ اشخاص دہلی خیلے تقطیع و تزئین کردہ می آیند و بعد حصول زیارت بسیر حدایق کہ در جوار ایں روضہ مبارک واقع شدہ اند می پردازند ارباب محترفہ بہ ترتیب و تزئین جابجا متمکن می شوند و مرغوبات و مطلوبات تماشائیان در ہر جا عرض می کنند از کثرت نغمات مطربان سامعہ گرانی بہم می رساند۔ در ہر گوشہ و کنار نقال و رقاص داد خوش ادائیہا میدہند۔ عرس مبارک چہار دہم ربیع الثانی میشود باستدام سعادت آستان سدرہ نشان کلاہِ مفاخرت بہوا می فرستند و در اطراف واکناف بسبب کثرت قیام خیام جا تنگی میکند۔ ہمہ شب نوبت بنوبت قوالان مجرا میکنند و مشائخ وصوفیہ را بوجد و حال می آرند و صحبت بواہیر ہا خیلے امتداد می کشند وطرفہ شور و شغبی برپا میشود ایں فرقۂ علیہ و سائر زوار آں شب را احیا میدارند و بیشتر در اطراف مرقد منور مراقب می باشند و برخے بتلاوت اشتغال می نمایند۔ صبح آں شب طرفہ فیضی دارد و نماز فجر بعجب حلاوتے میسر می آید حضرت امیر خسرو علیہ الرحمہ پایان قبر گرامی آسودہ اند فاصلہ غیر از چند ذرعہ درمیان

نبست که در عرس شریف ایشاں ہم کیفیت خاص دست میدہد وسماع میشود
مجاوران در اطراف ایں روضه خانه ہا و کاشانه ہا دارند۔ برائے خود معموره ایست
و مدار معیشت اینہا بر نذور و وجوه وکالت است خوشا حال سعادتمندانی که
در قرب ایں خطه پاک مکان سکونت دارند علی الدوام تحصیل فیوضات زیارت میکنند
حضرت نصیر الدین چراغ دہلی مزار انوار ایں بزرگوار از دہلی کہنه بفاصله سه کروه
واقع شده سواد روضه اش چوں روضۂ رضواں در کمال دلکشائی وفضائے مرقدش
بسان خیابان بہشت در نہایت خوش ہوائی اشعۂ کمالاتش ازاں سرزمین
چوں نور آفتاب تابانست ولمعه کراماتش ازان خطه دلنشین برنگ پرتو شمع
از تہ فانوس نمایاں چراغ حاجتمنداں بشعاع کرامتش روشن است دل
مستمنداں به ہوائے توجہش رشک گلشن در واقعه چراغ دہلی است بلکه
چشم وچراغ تمام ہندوستان زیارتش روز یکشنبه معین است به تخصیص
در ماہے که دیوالی می آید طرفه ہجومے می شود۔ و دریں ماه در ہر یکشنبه جمیع
سکنۂ دہلی سعادت زیارت میروند و در اطراف چشمه که از مضافات ایں
درگاه است خیمه ہا وسراپرده ہا ایستاده کرده غسل ہا می کنند و اکثری از
امراض مزمنه شفائے کامل می یابند مسلمین وہنود در تقدیم شرائط زیارت
یکسانند از صبح گرفته تا غروب آفتاب کاروانہائے زایران متصل می رسد
در زیر ہر درختے و در سایه ہر دیوارے عالمے به ترتیب فروش پرداخته دا[د]

عیش وخوش دلی می دہند سیر عجیبے است وتماشائے طرفہ در ہر جا راگ و رنگست و در ہر گوشۂ وکنار صدائے پکھاوج ومورچنگ عرس مبارک ہم بتوزک می شود بادشاہ جم جاہ محمد شاہ در اطراف مرقد والا احاطہ پختہ ترتیب دادہ اند در صحنش وسعتے است کہ در ہیچ درگاہ شاید نباشد قدس اللہ روحہم واوصل الینا فتوحہم

حضرت شاہ ترکمان بیابانی علیہ الرضوان بکرامات غریبہ مشہور و بخوارق عجیبہ مصروف ثقات اینجا اتفاق دارند کہ پیش از بنائے دہلی درحین کہ صحرائے بحت بود۔ ایشان درجائیکہ آسودہ اند مقیم بودند و برخے معاصر حضرت قطب الاقطاب میدانند واللہ اعلم بحقیقۃ الحال قبر مبارکش درون شاہجہان آباد است ۔بست وسوم شہر رجب عرس می شود۔ خادمان ومعتقدان بآئین مناسب در روز عرس توزکی میکنند از کثرتِ چراغان وقنادیل صحنِ فلک نورانی میشود و از وفور گلہا موج نگہت گل درروانی آرام گاہش جمعیت آباد است وروضۂ اش خلد اتحاد از نسیم صحنش انچہ کیفیت بمشام می رسد واز شمیم فضایش نگہت حقیقت بدماغ میخورد جمیع سکنہ اعتقاد خاصے دارند و در مشکلات مہمات استعانت بروضۂ شریفش می برند و در خور رسوخ اعتقاد فائز مدعا می شوند۔

حضرت باقی باللہ مرقدِ مبارک ایشان مکان متعین وزیارتش بذمہ ارباب ایقان معین نسیم فضایش گلشن اتحاد وشمیم ہوایش خلد آباد از

درو دیوارش بیخودی استقبال می کند و از سر زمین فیض آگینش عبرت آغوش می کشاید در عین تموز که ہوائے دہلی آتشباز می شود و زمینہا تفتہ می گردد در صحن مزار کرامت آثارش برودت می جوشد ہر گاہ قدم در صحنش میگذارند بر یخ می خورد و بیرون از حرارت آفتاب برشتہ میگردد یکے از خوارق عجیبہ اش اینست سکان شہر بتلاش در جوارش مدفون میکردند کہ بحمایت ہمسائیکیش از تب و تاب جہنم محفوظ مانند نور اللہ مضجعہ۔

حضرت شاہ حسن رسول نما قبرش آئینہ جہاں نما است و تربتش چوں خطہ بہشت دلکشا بصفائے اعتقاد اگر زیارتش نمائے بوسیلہ روح پر فتوحش رویت جمال محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ممکن و بخلوص نیت اگر توسل جوبند حصول مآرب و مقاصد متیقن بہ بست و یکم شعبان المعظم مراسم عرس بتقدیم می رسد وضع تزئین و آرائش بکار می رود۔ صبح عرس جمیع نقالان دہلی تاشام بمجرا پرداختہ احتظاظ وافی بزایران میرسانند و عنان معاودت میگردانند۔

شاہ بایزید اللہ ہو جلوہ صفائے مشربش از در و دیوار پیدا است و انوار کراماتش از تربت بہشت صفت ہویدا آواز عرس مجلس رنگینی منعقد می گردد و حلاوت خاصے بمذاق زایران عاید می شود۔

قدوۃ اصفیا معارف آگاہ شاہ عزیز اللہ قبر مبارک ایشاں

در دہلی کہنہ در مکان مرغوبے واقع است ارادتمندان بمقتضائے صفائے
عمارت مختصر رنگیں ساختہ و بہ تعمیر احاطہ آں پرداختہ نسیم فزائش از ہوائے
خلد باج میگیرد و روائح ریاحین خیابانش از حدیقہ ارم خراج عشرت گاہ
نرد بانست و تماشہ کدہ خلوت طلبان، ہیچ وقتے نیست کہ از خلفائش
کسے مشغول بمجرد رسیدن آں مکان بیخودی تمہید می کند وجلوہ از خود رفتی بمعائنہ
آہنگش می رساند و زمانِ حیات ایشاں عاصی بود کہ کلاغش بآئین محصلان شدید
فرصت نفس کشیدن نمی داد و ہر گاہ کہ منمعز سر خود از کلبۂ احزاں برمی آورد بصدمات
منقار مجروح و مشبک می یافت در تمام شہر و جمیع مزارات ملتجی گردید شفاعت
ہیچکس در استعفائے جرائمش مفید نیفتاد اکابر عصر بآستانہ کرامت آشیانہ اش
سراغ رستگاری دادند و بیامن توجہات عالیہ مستظہر گردانیدند۔ بیچارہ را رجوع
بخانقاہ فلک اشتباہ کردن ہماں بود و بکام دل رسیدن ہماں خوارق عجیبہ ایشاں
از حد وحصر زیادہ است و تا حال استمداد و استعانت از قبر مبارکش باقیست
روز عرس سماع خاصی می شود و شیخ و شاب بعتبہ مواحدمی آیند مطاف و مقصد ابرار۔

مرزا بیدل رحمۃ اللہ علیہ تربت موزوں ایشاں در دہلی کہنہ در
محوطہ مختصر برنگ معنی خاص در الفاظ رنگین واقع شدہ سیوم شہر صفر عرس می شود
تلامذہ اش و جمیع موزونان شہر بعزیمت مستفادہ روحش حاضر می شوند و دور
قبر حلقۂ مجلس ترتیب می دہند۔ کلیاتش کہ بخطّہ گرامی ترتیب و ترقیم یافتہ

مابین حلقہ گذاشتہ افتتاح بشعر خوانی می نمایند. برعنوانش این رباعی مرقوم است۔

رُباعی

اے آئینۂ طبع تو ارشاد پذیر ۔۔۔ درکسب فوائد ننمای تقصیر
مجموعۂ فکر ما صلائے عام است ۔۔۔ سیری کن وسمتِ تسلی برگیر

بعد ازیں علی قدر مراتب بنتائج افکار خود را نقل مجلس می سازند۔ حلاوت طرفہ بحصول می پیوندد و انبساط خاصے بحضار عاید میگردد۔ محمد سعید برادر زادہ اش کہ چوں معنی بیگانہ از نسبت معنوی میرزا بیگانہ است بتواضع حاضرانِ مجلس وترتیب شمع وچراغ دماغ خود را می سوزد و باتباع ہمہ معاجین وحبوب اختراعی میرزا کہ از قبیل کیمیاست و درہمہ دہلی انگشت نما صرف معیشت می نماید طاب ثراہ وجعل الجنتہ مثواہ۔

عرس خلد منزل بست وسیوم شہر محرم الحرام عرس مذکور ترتیب انتظام می یابد قبرش درجوار حضرت قطب الاقطاب است مہر پرور زوجہ خلد منزل باہتمام حیات خاں ناظر از یکماہ بہ تزئین وترتیب چراغاں بندی کہ بہیئتِ متنوعہ واشکال غریبہ طرح می باید متوجہ می شود طراحان و صنعت پیشگان بادشاہی طراحی غریب بکار می برند وہنرہائے عجیب برروے کار می آرند بآئینی سرو چراغاں ترتیب می دہند کہ سرو شمشاد از خجلت بسان چنار خورد می سوزد و بنمطی روشنائی مشجر بجلوہ می آرند کہ از

ہر شجرش گلِ آفتاب گل می کند تا دو پاس شب سر از دریچہ مطلع بیروں نمی آرد
و آفتاب نفت خود دانستہ غیر از صبحدم متوجہ آفاق نمیگردد بر جہائے روشنی
بہ بروج آسمانی پیام انوار میفرستند و بنگلہ ہائے تجلّی آگین در ہر گوشہ و کنار
طرح وادی ایمن میکنند معاشران با محبوبان خود در ہر گوشہ و کنار دست دربغل
و عیاشان در ہر کوچہ و بازار بہول مشتہیات نفسانی در رقص حل مے خواران
بے اندیشہ محتسب در تلاش سیہ مستی و شہوت طلبان بے واہمہ مزاحمت سرگرم
شاہد پرستی ہجوم امارد نوخطاں توبہ شکن زہاد و آہو پسران بعشق بے مثال
براہزنِ بنیاد صلاح و سداد تا نگاہ پرواز کند مائل روئیست و تا چشم وا شود
حلقہ فتراک گیسوے سامان نواحش بمثابہ کہ یک عالم فساق بکام دل میرسند
و اسباب خباثت بدرجہ کہ یک جہاں فجار کسب تمتع می نمایند تا کسے بحال خود
وا رسد امردی چشمک میزند و تا چشم چراغ روشن کند زنکہ پیام می فرستد
کوچہ و بازار از نواب و خوانین لبریز و گوشہ و کنار از امیر و فقیر شور انگیز
مطرب و قوال از مگس زیادہ تر و محتاج و سائل از پشہ افزوں تر قصہ مختصر
بایں ترتیب وضیع و شریف ایں دیار ہوا جش نفسانی ترتیب می دہند و مستلذات
جسمانی فایز می شوند درچنیں ہنگامہ چشم بستنہا عین مصلحت و بصر نکشودن
محض بصیرت -

ذکر میر مشرف قبر آں اشمع روزگار در جوار معشوق الٰہی در باغے کہ بزار بہت کدہ

آب و ہوایش استنباط طراوت از ریاض رضواں می کند ترتیب یافتہ از پائین
احاطہ اش نہر آبی در نہایت نظر فریبی و بکمال دیدہ زیبی جاریست چوں ہوا
و فضایش بہ سبب اکثر حدائق در ترطیب دماغ نزہت طلبان اثر وافی دارد
و بسیارے از معاشران و تعیش پیشگاں نظر بر قدردانی ہوائے برسات درانجا
سری میکشند و بزم آراشدہ سیر فضا و کسب ہوا می کنند خیابانش از گلہائے
رنگا رنگ ہموارہ مملوست و نشیمنہایش از کیفیت نسیم بہار و شمیم گلزار لبریز
رنگ و بو۔ زاہد خشک مغز ہم اگر بسیرش پردازد تر دماغیہائے ہوانشۂ
کیفیت می بخشد خاکش بر سر محتسب بیخرد ہم اگر بہ نزہت آبادش راہ یابد
نشہ پیمایہائے فضایش سرشاری گرداند زہے بیخبر رطوبت ہوایش خواہان
نشہ شرابست و سرور رنگینی سوادش بے اختیار مائل صدائے تار و طنبور۔
میر کلو پسرش بہ عجب طمطراقی و طرفہ شانے عرس می کند آئینہائے رنگین
و وضعہائے دلنشین ترتیب چراغاں می کند اطراف خیاباں را تختہ بندی
کردہ در تابدانہا رنگیں می کرد و شمعہا روشن می کند و بر کنار نہر آب کہ
وسعت خاطر خواہی دارد بُرجہا و بنگلہ ہا مرغوب و بر روش مطبوع بستہ
روشنائی می کند و جمیع عمدہ ہائے دربار بادشاہی و ارباب نشاط را دعوت کردہ
صلائے عام میدہد چوں خود ش جوان است و باہمہ امیرزادہ ہائے
رنگیں آشنا برعایت خاطرش ہمہ باساز و نشاط و سامان انبساط می آیند

ومعشوقه هارا باخود می آرند در هر بن هر درختے و در سایه هر نهالے و درکنار هر چمنے خیمه هاے رنگا رنگ چوں گلپائے رعنا ایستاده میکنند و بتجرع میل می نمایند همه شب در هر جا رقص است و در هر طرف سرود و طعامهائے الوان وسایر مایحتاج مهمانداری بقدر رتبه در هر جا میرسد شبے چوں شب برات مطلع الانوار و صبحے چوں صبح عید بهزار رنگ تهنیت و دلخوش دربار گشت تماشائے غریب و سیر عجیب دست می دهد خیمه مهمان خانه بسان خیمه دل بادل مشرف بآب ایستاده می شود ومحفل منعقد می گردد همه جا مسندها وفرش هامیکنند ولوازم ضیافت آماده میسازند رقاصان بلاتعینِ سمت گرم رقاصی ونقالان و قوالان بے تشخیصِ میزبان ومهمان متوجه نغمه پردازی فقرا و مشائخ تواجد میگردد واغنیا وارباب تمول راخنده غرض بے تکلفیها کارها دارد وهیچگونه مزاحمت نیست از مشتهیات و مرغوبات نفسانی هرچه آرزو کند مهیا است لیکن تمن یعلے و مایعرفی درکار۔

ذکر کیفیت چوک سعد اللہ خاں

هنگامه اش محاذی دروازهٔ قلعه است ومجمعش درفضائے پیشگاه جلوخانه سبحان الله کثرتے می شود که نظر از ملاحظه محسوسات رنگارنگ دست و پاگم می کند ونگاه بمشاهده تجدد امثال در تماشا و تعداد تمثال مواد تمنا در آئینه خانه حیرت می نشیند هرطرف رقص اماردخوش رو قیامت آباد وهرسو شور افسانه سنجان محشر بنیاد

راویانِ معتبر مثل ارباب عمائم چندیں جا کرسی ہائے چوبیں از قبیل منابر نصب کردہ مناسب ہر ماہ و ہر روز مثلاً در ماہ رمضان المبارک فضائل صوم و در ذیحجۃ الحرام مناسک حج و عمرہ و در ماہِ محرم مقدمات روضۃ الشہدا بادا ہائے فصیح تقریر کردہ ذہن نشین عوام می کنند و ایں جماعت را بہ رقت می آرند و مبلغے معتد بہ بایں تقریب تحصیل می نمایند روستا مزاجان بشغف تمام میل بایں مجامع دارند و خام طلبان بذوق مالا کلام بگردش حلقہ می بندند و اکثر ہا تا دو پاسِ شب ایں وعظ و تذکیر میکنند اہلِ تنجیم و رمال ابلہ فریب ہم معطل نیستند قرعہ معرکہ جداگانہ انداختہ از روئے پردہ سرا بر مخفیات در ضمایر مغیبات برمی دارند مردم از اقبال و ادبار خود مستفسر می شوند و بمواعیدش دلخوش گردیدہ بقدر استعداد می گذرانند۔ حکمت پیشگان عذر انگیز چندیں جا در فضائے چوک آب پاشی کردہ و فرش طون گستردہ اصناف دوا را در خریطہ ہائے رنگیں کہ در حقیقت خاک رہ باشد بر روئے دوکان چیدہ خود ہا را محتشم از لباس و چند ہا مقطع سر پیچی می نشینند و خواص ادویہ و منافع آنرا بتقریر رنگین و ادائے دلنشین بوجہے بیان می کنند کہ سفیہاں بریک دیگر سبقت کردہ خاک دوکانش نمیگذارند و سفوف و ایارج و شراب و معاجین و اقراص و حبوب و ضماد ہمہ موجود طالب از ہر جنس کہ استدعا نماید مطلبش حاصل است خصوص جائیکہ ذکر معالجہ حلق و استحکام عضو تناسل و امساک و مداوائے

آتشک و خیارک و سوزاک که مذکور می شود هنگامه عجبے است انفار و پواج
جاں کرد و جامه کرده ضماد و اطلیه خرید میکنند اتسا نزور خوش ادائی تقریر مبلغے
گرفته بدست یکے نسخه کیر خر میدهد و بدست دیگرے اجزاے قضیب الفیل
و ایں ترمسا قهاے بحبت تمام راه خانه خود ها می گیرند از فلذات کشته گرما گرم
هرچه خواهش نماید چندیں جا آتش مشتعل و دود ایں نه فلذات بسوئے
نه فلک متصاعد سرطان و سانڈه درلیپ ها جزو اعظم است - چندیں جا
برشته ها بسته بخواهشمندان عرض می کنند. نقالان و باده فروشان مکانهائے
معین و سمت هائے منحص دارند و بوقت حاضر شده تمتع میگیرند از آمارد
و نوخطان اطراف و اکناف مملونگاه همیں که بلند شود مهره کش صفحه روئے
است و دست هرگاه که دراز گردد دست در گردن گیسوے اسلحه فروشان
از هر قسم سلاح از نیام علم کرده جوهر احتیاج کامل می کنند تا خریدارش که
باشد و اقمشه داران اجناس رنگیں بر دست گرفته صفحه هوا را آئین
شفقے می بندند تا چشم مشتری مائل کدام رنگ گردد تنعمات و تنقلات
را در زیر بغل یکدیگر میفروشند دست دراز کردن لقمه حواله دهن کردن است
میوه و فواکه ولایتی و هندی دوش بدوش قسمت می کند پهلو گردانیدن
ذائقه را بکام رسانیدن گذر و حوش و طیور طایر حواس را بوحشت آباد پروائے
میدهد افراط باز و جره و کبوتر و بلبل و سایر طیور قسمے است که تشخیص آنها

پیش ادراک عاجز است مگر کسے که منطق الطیر خوانده باشد و بخدمت سلیمان و آصف صحبت داشته باشد چندیں دشت و بیابان ویراں کرده هر روز اقسام جانوری آرند مشتاقان وحش و طیر بتخصیص جوانان نوخیز و امارد شور انگیز اکثرے درآنجا بصید می آیند و صیادان تجربه کار ازاں مرغذار کمین می کنند قفسهائے رنگین و مصنوع خوشنما تر از قفس عنصری و پنجره بشری بر خواهشمند عرض می کنند الحاصل سایه مایحتاج انسانی و تمتعات نفسانی دراں مجمع آماده و مهیا است و ازانجا که پیشگاه قلعه و عبور و مرور امراء عمده هاست همه روز محشرے برپا۔

چاندنی چوک از همه چوک ها رنگین است و از همه گذر ها سراپا تزئین سیرگاه موزونان است و تماشاکده نزهت طالبان اقمشه عمده از هر باب در راسته هائش آماده و ابواب امتعه از هر جنس بر روے مشتری کشاده نوادر روزگار از هر گوشه اش گرم چشمک زدن و نفایس اعصار از هر یک جنس در صدد دل بردن راسته اش چوں پیشانی نیک بختاں در وسعت آغوش رحمت کشاده و نهرش چوں ماء العین از آب زلال آماده۔ در ضمن هر دو کانے لعل و گوهر بدخشاں و در روئے دست هر کار گاهے سلک لآلی و مروارید نیساں یکطرف راسته اش جوهریاں باستغنائے تمام و یقین مالاکلام تکیه بزبان دلالان ترغیب مشتری میکنند و یک سمت تجار

از اقمشه و سائر مایحتاج در فضائے دکاکین چیده بفرباد تمام خریدار تحریص می نمایند
که بشنود ورنشنود ما گفتنگوئے میکنم روایح عطریات وطیوب اقسام بے فضولی
گفتگوئے عطار و زمزمه دلالان و وسایط پیشکاران بمشام ارباب خواهش پیام
رسان وموج شوخی لطائف هرجنس بے تمهید بایع آرزوها را سلسله جنبان
بملاحظه شمشیرها که بشکل ابروئے خمدار بتان نگاه تماشا منحرف می خورد دست
بقبضه غافل زدن برهان قاطع مصلحت و بمشاهده اقسام کٹارها که باسلوب
زبان مارجویائے حریفیست نگاه وز دیدن عینک مشورت کارخانه چینی از اقسام
و انواع بوفوریکه بملاحظه اش شیشه خانه حوصله برسنگ جرمی خورد حقه هائے
شیشه مختلف الاشکال ملون ومطلا بآئین مرغوب برسر دکاکین قسمے چیده اند
که چشم فلک حقه باز شاید نظیر آں ندیده باشد وگلابی پیاله هائے مطبوع
ورنگین باسلوبی در پیشگاه دوکانها گذاشته اند که اگر زاهد صدساله باشد بمجرد معائنه
اش هوس صهبا بهم رساند اقمشه دوش بدوش و دست بدست که درحقیقت نسبت
از دکاکین حکم ابتذال دارد و بایں خوبی ولطافت که شاید در کارخانه امرا بهم نرسد
وقطع نظر ازیں در فضائے شام جلوه رنگارنگ ایں الوان بتعذر الانحصار شفق
را در خون نیشاند وکیفیتے محسوس باصره میگردد که شاید از سیر چمن بهم نرسد
در قهوه خانه ها که درعین فضائے چوک واقع اند مستعدان سخن سنج هرروز فراهم
آمده داد سخن وبذله سنجی میدهند امرائے عالیشان باوجود علوئے مرتبت

سہرے بہ تماشائے ایں چوک میکشند ازبسکہ اشیائے غریبہ و نوادر نفیسہ
ہر روز درینجا بنظر میرسد اگر فی المثل بضاعت قارونی ہم رسد شاید کہ وفا نکند
امیرزادہ نوجوانی ہوس سیر ایں چوک بخاطر داشت۔ مادرش بعد تمہید معذرت
بے استعدادے لک روپیہ از متروکات پدرش حوالہ نمود کہ ہر چند ازیں مبلغ
نفایس و نوادر ایں چوک تحصیل عنواں کرد لیکن چوں طبیعت عزیز القدر
مصروف ایں معنی است ایں وجہ محقر یرا صرف ضروریات پسند خاطر
باید نمود۔

ذکر حافظ شاہ سعد اللہ علو جلالت وسمو مناقب ایشاں از
اندازۂ تحریر و ترقیم بیرونست و شرح کمالات و بیان نزہت طلبان از
از احاطہ گذارش افزوں خلائق در اعتراف مدارج ولایتش متفق اند و برخے
بمرتبہ قطبیت ایشاں مقر در معاوضہ بصر ظاہر عدالت پیشگان قضا بصیرت
کرامت فرمودہ اند و در سیماوی ہدایت انتمایش انوار ارشاد لبقیہ کردہ
اکثرے طالبان سلوک بمسکن معنویت موطن شاں رفتہ اکتساب کمال می نمایند
وتصفیہ و تزکیہ نفس مشغول ذکر اند مدار صحبت ایشاں مبنی بر سکوت است
خیلے مراقب می باشند و بسلسلہ عالیہ نقشبندی ربطے دارند لہذا بسماع میلے نیست
حق تعالے ہمکنانرا برکات صحبت فیض منقبت ایشاں نصیب گرداند۔

ذکر شاہ غلام محمد داول پورہ دور باش شکوہ فقر ایشاں صولت اغنیارا

برعشه می آرد و کلمات عظمت سمایش دولتمنداں را در لرزه می افگند ثبات قدمش باوجود کثرت توابع که در دائره توکل مستقیم و استقلال و ضعفش با وصف افراط فقر و فاقه در ناز و نعیم جمعی از فقرا و صلے وجوقے از محتاج وضعفا ہموارہ در حوالی نعمت متوالی ایشاں بسر می برند و از صبح تا شام حاضر می باشند و از موائد فتوح ذله خاطر خواہی بر می دارند بمقتضائے عدالت و نصفت علی السویه تقسیم می فرمایند و احدالناس را محروم نمیگذارند بعد یکپاس شب کھچڑے پخته میشود و باتفاق ہمکناں تناول می فرمایند و بخدمه اندرون ہم موافق قسمت حصه می رسد قوالان که بفیض المرام مجاورت آستان گرامیش تمتع پذیر فیوضات اند و شریک غالب فتوحات چوں سایه از شخص جدا نیستند و ہمه روز گار ہنگامه وجد و حال گرم می دارند مکان شگفتگی عنوانش خالی از کیفیتے نیست باوضع و شریف وبا اغنیاء و غربا یکساں سلوکست و از سرکار بادشاہی و امرا الناس یومیه بسر حد مبالغه رسید لیکن مسموع نگردید از بزرگان زمانه اند و در فتوحات وجواں مردی یگانه ـ

شاه محمد امیر از مشائخ نقشبندیه اند و متوطن شہر اند صیت کمالات و شرح حالات با برکاتش مستغنی البیان است وخامه در تحریر اوصاف ولایت اتصافش حیران اوقات میمنت سمات مصروف کسب کمال و مزاج ہدایت افتراحش مستغرق و مستہلک وجد و حال غیر از وقت

قیلولہ چشم معنی بینش آشنائیست و التزام صوم دھر و قیام لیل از مبادے صبح تمیز است و اوقات روز و شب منقسم است بہ چندیں قسم برخے بہ طاعات و دعوات و بعضے اذکار و اشغال و از مشاہد و مراقبات غرض تعطیلے در امور معہودہ ملحوظہ احدے نگردید بعد یکپاس شب بدرون محل تشریف بردہ بہ تلقین و تعلیم پسران ارادت بنیان مشغول میشوند و قدرے موافق سنت نبوی استراحت کردہ باز بہ تہیہ نماز تہجد تشریف می آرند و تا یکپاس روز بسکوت می گزارند اوقات شریفش خیلے معمور است و جبہہ مبارکش لبریز تجلی و نور جنانش مرجع اہل نور است و آستانش مقصد و مطاف کشمیریاں اعتماد الدولہ وغیرہ عمدہائے ہمراہیش خود را در حلقہ ارادت محسوب می کنند۔ حضرت نواب صاحب باہم بارہا اکتساب فیوضات صحبت کثیر البرکت کردہ اند نذور معتدبہ گذرانیدہ۔ دریں ایام طائر روح پُرفتوحش بسیر عالم علوی پرواز کردہ پسرانش سجادہ نشین اند اللھم اغفر و ارحم

شاہ پانصد منی از مردم توران است و بعظم جثہ و شکوہ جبہ درویش عظیم الشان از فقرائے فعلیہ جمعی باخود ہمراہ دارد و از امرائے تورانیہ مبلغہائے خطیر برائے دیگجوش میگیرد و شہرت خرسواریش بسرحد تشہیر رسیدہ است و از فرط خواہش ہمیں سواری را پسندیدہ ہر شبے در خانہ مہمانست و ہر روز در مجمعے خراماں درویش صلوٰۃ خوانی از ہمراہیانش

مشہور بہ بزرگی عمامہ است و بہ طرز عجیبے می بندد و عدہا نظر بغرائب دستارش اندرون محل می برند و این معنی را وسیلہ تفرج میدانند تحمل کہ در وزن برست آنا برسد سبکباری گردنش موقوف بدرازکشید نست خدا کند کہ نصیب شود۔

ذکر میر سید محمد جلالت نسب و حسب از چہرہ نمایان سیمائش چون شعشہ آفتاب تابان است و عظمت شکوہ مرتبہ فقر و عرفانش بذروہ عیوق و کیوان صولت و ضعش کہ مسبق از مادہ شجاعت است زہرہ زابران را بگداز میدہد و صدمہ گفتگویش کہ مستنبط از مہابت است جگر مخاطبین را خون میکند جلال و جبروتش از ہیئت جلسۂ شریفہ اش پیدا است و کمال فقر و قناعتش از در و دیوار تجلی آثار ہویدا در استقامت وضع عدیم البدل و در اعلان کلمۃ الحق باسلاطین و امرا ضرب المثل از زمان خلدمکان ترک منصب کردہ بہ نزہت آباد گوشہ فقر کوس شاہی میزند و باستغنائے تمام نعین بالا کلاہم اوقات بابرکات بسر می برد دریں بین از سلاطین و امراے کبار اقسام تضرع و ابتہال دربارۂ قبول سیور غال بعمل آید لیکن بے نیاز بہائے منصب فقیر بگوشہ چشم ملتفت نگردید و از قبول فتوح و نذور ہم ہمیں عالم است مگر از غربے پسران و خویشانش درسلک ارباب مناصب انتظام دارند و آرزو میکنند کہ بفرمایش آبروئے دارین حاصل نمایند لیکن میسر نیست محاورۂ شریفش خیلے رنگین است و گفتگویش

نہایت شیریں ادائے کلامش مبنی بر لطائف وترش خوے احوال طائفین ناشی از ظرائف باعتراف کمالاتش جمہور سکنہ دہلی متفق اللفظ والمعنی وزبان خاص وعام بمجاہدات معنوی آمالش ناطق وگویا وایں شعر مولوی نظامی مصداق حال کرامت اشتمال است۔ **نظم**

تا بعہد جوانی از بر تو　　بدر کس نرفتہ از در تو

ہمہ را بر درم فرستادی　　من نمیخواستم تو میدادی

فقیر بارہا کسب سعادت کردہ و دریوزہ ہمت والتفات نمودہ۔ **بیت**

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند　　آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند

بندگان نواب صاحب یکمرتبہ احرام ملازمت بستہ بودند بسبب بے توجہی دلے اعتنائی وکلمات نصائح بے خط گزیدہ مراجعت فرمودند۔

ذکر مجنوں نانک شاہی کہ در ضعف ونحافت مصداق

نام خود است وبخوش وضعی فقر شہرۂ خاص وعام از جبہہ اش استدراج لائح است واز فحوائے کلماتش علامات برکات فائح تکیۂ دل نشین در نہایت تقطیع وتزئین برکنار دریا دارد ووقت معینے در خلوت گاہ برآمدہ ملاقات طلباں را بار میدہد اکثرے از ہنود ومسلمین بداعیہ دیدنش بسری باغ تفرج گاہ میکنند ودر نہایت توقیر وتکریم با او ملاقی می شوند در حین جلوس او بمرکز معین پرستاراں مورچال طاؤس از دو طرفش پرواز می آرند۔

واقسام گلہا و انواع فواکہ و اصناف شیرینی در محاذیش می چینیند بہ ہریکے
ازیں اقسام بقدر تقسیم میدہد و بہ تمکینی می نشیند کہ حاضر آنرا قدرت نطق
محسوس نمی شود و خود ہم بے ضرورت بحرف آشنا نمی شود واز انداز جلسہ اش
مبرہن میگردد کہ شغل باطنی دارد بے تکلف در محفلش جمعیتے وسکوتے در
امزجہ مختلفہ حاضرین یافتہ می شد وہرکس رغبت بسکوت میداشت۔ مگر
قوالان لاینقطع مجرا می کردند و با انعام مستوفی متحظ میگردند ہنود متمولین
بسیار خدمت میکنند و مبلغ خطیر می گذرانند وبعقیدہ فاسد خود نانک وقت
می دانند عملہ وفعلہ آں مکان در نہایت رفاہ بنظر می آید جمع کثیرے
بآبیاتش معیشت دلخواہ میکنند وغیر ازیں از محتاجین ہرکہ بسر وقتش
واردمی شود بقدر قسمت کامیاب می گردد چوں مسکنش برلب آبست وکشتی ہا
پائینش مستعد ہر روز عجب ہجومی می شود وطرفہ تفرجے دست میدہد
لیلی منشان میانہ سوار زیادہ از شمار در آنجا می آیند و در سایہ اشجار سواری
گذاشتہ تفرج میکنند و تنہا بمجنوں ملاقات می نمایند و مقاصد مستورہ
گذارش نمودہ جہت حصول ضمایر استمداد میخواہند زبان حالش ترنم
باین بیت است۔ بیت

شبے مجنوں بہ لیلی گفت اے معشوق بے پروا
ترا عاشق شود پیدا ولے مجنوں نخواہد شد

در برسات حوالی تکیہ اش خیلے کیفیت پیدا میکند و انتعاش عجیبے بہ نزہت طلبان دست می دہد و دہم محرم بتقریب تغسیل شستن اعلام حضرت امام حسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام طرفہ انبوہے می شود وسوادش عجب شکوہے بہم میرساند درصلح کل مکانش قابل گذاشتن وخودش لایق صحبت داشتن۔

ذکر مشایخ مقدمۃ الجیش معرکہ وجد و حال شاہ کمال درعالم

فقر خیلے رنگین و میرزا واقع شدہ اند و در تقطیع لباس وخرقہ پوشی نظیر ندارند ملبوس ایشاں از پارچہ ہائے نفیس باریک ساختہ میشود و درغذا ہم طرفہ تکلف وصفای بکارمی برد و باعتبار تناسب و تعادل قوی مطبوع طبایع خلایق اند و بوجد وحال وسماع زیادہ ازحد شایق و اصطلاحات صوفیہ و استعارات مشایخ بعبارات رنگین واشارات دل نشین ادا می کنند و درمجامع وعرایس اکثرے حاضرمی شوند و ازحرکات تواجد ایشاں و سکناتہائے بے تکلفانہ ایشاں نظارگیاں طرفہ حظے برمی دارند واز مناسب خوانیہائے اشعار فارسی وریختہ عجب تمتعے می گیرند۔ ازخواندن حلاوتے بسامع می رسد و بے اختیار متلذذ میگردد و درفکر ریختہ مدلول اسم خود واقع شدہ اند صحبت ایشاں غنیمت است ومجلس ایشاں بکیفیت۔

ذکر شاہ غلام محمد متصل حویلہ دارخانقاہ ایشانست ہرشبنہ مجلس سماع می منعقد شود قوالان جمیع شہر و دیگر ارباب ذوق حاضرمی شوند ومستفید می گردند آثار کمالات روحانی

از ناصیہ مبارک لایح است و علامات ملکاتِ فضائل نفسانی از کلام بہا انتسامش فایح بیشتر اوقات بسکوت میگذرد و اکثرے مراقب می باشند چوں ذوق مفرطے بسماع دارند در خانۂ تاج خاں قوال کہ پنجم ہر ماہ مجلسے ترتیب می یابد و نامبردہ عقیدت خاصے دارد مقدمش رونق افزای شود بار باب اعتقاد کہ جہت زیارت بخدمتش میروند طرفہ عنایت می فرمایند و بکلمات رنگین و دلچسپ محظوظ می گردانند ملازمتش بطالبان اہم است وصحبتش بہ مسترشدان مغتنم۔

ذکر شاہ رحمت اللہ قدوہ مشایخ شہراند و بوفور اشتہار در ہمہ عالم علم - عمدہ ہائے بمقتضائے صفای عقیدت بیشتر بخدمت ایشان مربوط اند و سائرالناس بتقریب ارادت در سلسلہ علیہ اش منوط۔ حلقۂ ذکر ہمیشہ معمور است و سماع در محفلِ کرامت منزل دستور چہار قبیلہ دارند و ہر زور بنوبت در ہر جا بنوبہ می فرمایند۔ باوجودِ کبر سن قوت ہائے جوانانہ از اوضاع گرامیش محسوس می گردد و ہر چندے کہ لبریز کیفیت معنوی واقع شدہ اند لیکن بہ تجرع دوام میل خاطر میفرودش می شود۔ غالباً بنا بر مصلحت باشد و ظاہر برائے حکمتے۔ در تسطیر سفارش ارباب احتیاج قلم فیض رقمش بے اختیار است و در تحریک سلسلۂ صدارت انائل وجد شوالمش درکار۔ وجود کرامت آموزش واجب التعظیم

وقدومِ میمنت لزومش لازم التکریم -

ذکر اعظم خاں پسر فدوی خاں برادر زادہ خاں جہاں بہادر عالمگیری از امرائے عظیم الشان است و بمقتضائے رنگینی مزاج و مہارت راگ ممدوح مطربان ہندوستان طبیعتش امارد پسند است و مزاجش بصحبت سادہ رویاں دربند مداخل جاگیراتش صرف اخراجات ایں فرقہ است و ماحصل روز گارش خرچ پا انداز مقدم ایں طبقہ ہرجا از امردی رنگینی خبرمی یابد برنہایت دلخواہ در کمند رفاقت خودمی اندازد و ہرطرف از سادہ روی پیامش میرسد بدامِ احسانش میکشد جمعے ازیں گروہ بحسن سعیش بمنصب مناسب امتیاز یافتہ انیس بساط اند و برخے بمراعات خانگیش اکتفا کردہ رنگ افروز محفلِ نشاط درسواری بشان تمام وتجمل مالا کلام براسپانِ بادپا سواری شوند غرض ہرجا سبزہ رنگی بنظرمی آید منسوب بہ اعظم خاں است و ہرکجا نوخطے جلوہ میکند از وابستہائے آں عظیم الشان بہ پرتو خال ایں گلرخاں صبح پیری راخضاب میکند و بواہمہ کم فرصتی ہائے زمان فرصتِ حیات در استجلاب وخطوظ نفسانی درشتاب -

میرزا منو کہ از امیرزادہائے زمانہ است و دریں فن سحرکاریہا یگانہ اکثرے از امرازادہ ہائے احکام ضروری ایں علم از ویادمی گیرند وبشاگردیش فخرمیکنند شیرازہ ایں محفل است و باعث انتظام

ایں بزم غلمان مشاکل خانہ اش بہشت شداد است وکاشانہ اش آشیاں مجمع پریزاد ہر نوخط رنگیں کہ با ایں محفل ربط ندارد فرد باطل است وہر ملیحے کہ بایں مجمع مربوط نیست از حلیۂ اعتبار عاطل مجلسش دارالعیار شاہدان است وبزمش محک امتحان گلرخاں نقد قراضہ حسن تا بدارالضرب بزمش رجوع نکند کامل عیار نیست چہ شد کہ مثل طلائے دست افشار است وسیم جمال تا درکوزہ مجمعش گذار نیابد چاندی نیست چہ شد کہ اگر نقرہ خالص است۔

قطعہ

یاراں بقمارخانہ رندے چندند — با مردم عیار کم پیوندند
رندی چند ند وکس نداند چندند — بر نسیہ ونقد ہر دو عالم خندند

ذکر لطیف خاں

لطف معاشرانش دستور العمل عشرت طراز انست وضابطہ ہائے بزمش معمول معاشران از امرازادہ ہاست ہمتش مصروف بزم آرائیست وجہدش مبذول نغمہ سرائے مہارات راگ بمرتبۂ کہ نعمت خاں اکثر بخانہ اش می آید وطرز نغمہ را مستحسن میدارد ومزہ خواندنش بدرجہ کہ عمدہ ہا تلاش باریابی محفلش دارند ومحظوظ میشوند عطائے بے نظیر است ومعاشر رنگیں تقریر علی الدوام برنگ چشم سرشار نشۂ سیہ مستی است وبسان ساغر در خدمت مینا لاینقطع سرگرم صہبا پرستی اشعار رنگیں در ضمن صحبتہا میخواند ونقلہائے شیریں را

در احبان نزہت بزم نقل مجلس میگرداند دلجوئیہائے یاراں بمرتبہ ایست که ہرکہ یکمرتبہ بہ صحبتش رسید خود را آشنائے دیرین خیال کرد و رعایت خاطر احباب بمثابہ کہ ہرکہ یکدفعہ مربوط گردید تا مدت العمر حق التفات او بذمہ اتش ماند تواضعش باہمہ کس برنگ تواضع مینا با جام برش و خویش باہمہ طبائع گیرائے نشہ بشام حقہ ہائے باتکلف باظروف تجرع پیش ہرکدام علیحدہ میگذارند و گلابی ہائے پاشاں باسامان تنقل بے شائبہ مشارکت بمحاذی ہریکے جدا گانہ می چینید۔ یاران نغمہ سنج بنوبت داد خوش ادائی میدہند و حریفان خوشنوا بمراتب ترنم سرائی میکنند و دریں ضمن لطیفہ ہم درمیان می آید و بذلہ و بدیہہ نیز چہرہ میکشاید از دو گھڑی روز تا یکپاس شب اجتماع ایں محفل است ہمیں کہ وقت معہود رسید مشار الیہ ملتفت استراحت است و تفرقہ دار آنجماعت بیشتر نور بائی و دیگر طوائف و خوندہا و نوازندہا و رقاص شیرازہ مجلسش بودند الحال کہ بضاعتہا صرف پا انداز شاہی گردیدہ اینہمہ ہجوم نیست لیکن مردم مخصوص جمع می شوند و یکپاس شب ہمیشہ بہ تعیش میگذرانند ایں شعر اکثر بزبانش میگذرد بائین یادگاری قلمے گردید۔ بیت

در حریم بزم مستاں دور صبح و شام نیست
گردش جام است اینجا گردش ایام نیست

ذکر کیفیت بسنت در ہر ماہے کہ بسنت واقع می شود عزہ آنماہ در قدمگاہ

جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طرفہ مجمعے می شود وعجب ہنگامہ از

صبح آنروز جمیع سکنۂ شہر بہ تقطیع و تزئین پرداختہ در راستہہائے آں بہارستان

فیض برنگینی خیابان دو طرفہ فروش ملون گسترده و بآرایش اماکن جلوه گر میشوند

و در حوالی صحن آں سعادت کده بر یکدیگر سبقت جستہ بساط تفرج وانبساط

می گسترند وچشم براه قوالان ومجرائیان وزائران می باشند وانتظار می کنند

کہ دریں ضمن در صحن قوالان ونغمہ سرایانِ شہر بتجمل تمام وتزئین مالاکلام

اقسام گلدستہ ہا ترتیب دادہ ورپاحین متنوعہ را در کوزہ ہا گذاشتہ جہتہ نیاز

روحِ مقدس سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوات بکمال خضوع وخشوع در ہر

قدم زمزمہ سنجان و در ہر خطوطین ترانہ طرازان بہ تانّی ہر چہ تمام تر رہ نورد

می شوند وہمراہِ ایں جماعت زائران شیشہ ہائے رنگین گلاب وعرق بید مشک

وعرق بہار ودیگر عطریات لبریز ساختہ تحفۂ روی دست میگردانند وبر سر

روئے متوجہان آں کعبہ تحقیق گلاب پاش بعمل می آرند جلوہ شیشہ ہائے

چینی نژاد در دست پری پیکرانِ نازنین شیشہ خانہ حوصلہ تماشائیاں را

بسنگ می زند وعقل مصلحت بیں را فرسنگ بفرسنگ می برد گرد راہ آں

راستہ از کثرت طیوب عبیر خیز است وہوائے در و دیوار آں مکان فائض الانوار

از وفور روایح عطر انگیز جنوں بے اختیار بملاحظہ ایں حالت مستعد نالہ

و فریاد و اضطراب طبیعت بمشاہدہ این جلوہ گران ہم پلہ گردباد مطربان
رنگین و نوخیز بجلوہ ہائے عجیب و اداہائے غریب در فضائے آں
شفاعت گاہ صفہائے جُدا گانہ بستہ با ساز و نوا مراسم مجرا بتقدیم میرسانند
و قوالان معمر طرف دیگر شیرازہ بند مجموعہ نیاز گردیدہ جبہ خضوع بخاک
وکنار باظہار ضیاعت کہ درحقیقت طاعت میدانند بے تاکید احدے مشغول
رقص و سرود اند و زوار ثقاوت آثار لاینقطع در اتصال اتحاف وہدایار
درود نامعدود و از طلوع صبح تا نماز عصر نواسنجان بنوبت مساعی حمیدہ
در تقدیم مجرا بکار بردہ بخانہ معاودت می نمایند وگلہائے قبول وتمنا بدامن
آرزو می برند و روز دویم بہمیں ضابطہ نغمہ طرازان باساز ونوا بزیارت
حضرت قطب الاقطاب میروند ووظائف بندگی مودی ساختہ درحین
مراجعت بطواف حضرت چراغ دہلی شمع امید روشن می کنند و روز
سوم بجناب حضرت سلطان المشایخ کہ بسبب قرب شہر مرجع جمہور
خلایق است وبسبب فرط عقیدت طوائف انام خیلے بطوافش شایق
مجلس خاصے منعقد می گردد و بوجہ احسن بزم سماع ترتیب می یابد صوفیہ در
وجد و حال گوئی مسابقت از اقران و امثال می ربایند ومشایخ وفقرار
تمتع خاطر خواہ حاصل می نمایند تاریخ چہارم نظر برایں کہ مرقد حضرت شاہ
حسن رسول نما در عین شہر واقع است وطوائف ارباب نغمات را رجوع

تماشاست طرفه مجمعی می شود که از کثرت اشخاص عبور و مرور زائران متعذر
می گردد وحوالی آں مکان فیض آگین بسبب ہجوم اہلِ غنا وکثرت نقالان
باں ہمہ وسعتے که دارد تنگتر از دیده مور می نمایند و روز پنجم سواد پیشگاه فلک
اشتباه حضرت شاه ترکمان بسبب انعقاد ارباب نشاط و حال و اجتماع
اصحاب حسن وجمال رشک انجم و پروین ومحسود فضائے خلد بریں میگردد
چوں اکثرے قوالان عمده در جوار آں کرامت آثار ساکن اند بادائے حقوق
جوار بیشتر از جاہائے دیگر نازکی و رنگینی ہا بعرض می آرند وسامعان را
ممنون می گردانند روز ششم بطریق معهود بخانه بادشاه و امراء رجوع نموده
باستجلاب منافع وحطام دنیوی مشغول می شوند وشب ہفتم ایں ماه ارباب
رقص بہیئتِ مجموعی بر قبر عزیزی که در احدی پوره مدفونست حاضر گشته
قبرش را بشراب ناب می شویند وہمہ شب بے اہتمام متنفسے مرتبه بمرتبه
برقص وسرود پرداخته صدور ایں حرکات را ذریعه ترویح روحش میدانند
قوالان ہم جسته جسته فراہم می آیند مجلس رنگینی می شود مردمِ حسین در آنجا
وارد می شوند طرفه خلوتے دست بہم میدہد وعجب صحبتے بیسر می آید
غرض بایں تقریب تا شش روز تماشائیانِ عشرت پرست ونظارگیان
سبک سیر جابجا دست داد انبساط میدہند و ذخیره احتظاظ برائے
یکسال در یکهفته می اندوزند خوشا حال ایشاں۔

ذکر یازدہم میرن نامبردہ ہرچندیکہ بوفور انکسار و وسعت اخلاق
وکثرت تواضع و رعایت مہمان داریہا و ترتیب بزم آرائیہا محسود اقران
خود است لیکن بعلاقہ داروغگی ارباب رقص و نشاط و تقریب جمعیت
اہل طرب فی الجملہ مطعون است چوں وزیر الملک بتجرع میلے دارند
و با اہل حسن و جمال و اصحاب غنج و دلال ازانجا کہ توجہ خاطر ایں عزیز
بتقدیم حسن خدمات معزز و محترم است و در تلاش مردم حسین طرفہ دستے
دارد و ہر روز پیکرے تازہ بافسون تسخیر میکند از دیگر مصاحبانش کردہ خانہ
اش از ہجوم جلوۂ گلرخان گلشن آباد است و کاشانہ اش از ورود مہ جبینان
آشیانۂ پریزاد ہر جا کہ گل رخساریست مائل صحبت اوست و ہر کسے کہ
نشہ حسنے دارد شیفتۂ بزم سراپا کیفیت او امارد رنگیں از کلاونت بچہ ہا وغیرہ
در حلقۂ بزمش خیل در خیل و نوخطان دلچسپ از ہنود و مسلمین در دائرۂ
مجلسش جوق در جوق ہر ماہے یازدہم میکند ارباب رقص بے اینکہ
تکلیف نماید از صبح در محفل او خبر گردیدہ و منت بر دل و دیدہ گذاشتہ
برقص و سرود اشتغال می نمایند و ہمیں قسم قوالان و نقالان بے شائبۂ موقع
بادائے مجرا می پردازند چوں خیمہ ہا متعدد ایستادہ میکنند و فروش رنگیں
گستردہ می شود و برائے اہل شہر صلائے عام است مردم خوب چیدہ
چیدہ دراں مجمع میشوند و آنہمہ ہجوم اہل حسن می شود کہ نگاہ از کثرت

اشخاص حسین وا فراط مردم دلنشیں دست و پا گم می کند وچوں نادیدگان خود را بعیب گرسنہ چشمے می نمایند اسباب طرب برائے ہر کس مفت است وسواد تماشا جہتہ ہر کدام رایگاں اگر مبلغ خطیری درخانہ بخرچ آرند ایں صحبت وتماشا امکان ندارد و ایں کیفیت میسر نمی آید ہمہ شب از وفور شمع وچراغ مجمعش نورٌ علیٰ نور است وفضایش ہمسر وادی طور در صحن آں بزمگاہ تجلی دستگاہ ارباب حرفہ اقسام دکاکین از اطعمہ واشربہ مرغوب ومنقلات دلچسپ چیدہ ماکولات ضروری بنظارگیان عرض میکنند چوں محفل از استطاعت درستی وتوسعہ خاطر خواہی دارد در تقدیم مراسم مہمانداری قصور نمی کند و مردمِ ممتاز ومخصوص را در اماکن متعددہ کہ ہر یکے برنگینی فرش وخوش ہوائے رشک دیگر یست تکلیف نمودہ بطعام وفواکہ ورواِیح تواضع می نمایند ونشہ سنجانرا بجہتہ تر دماغی صحبت وبرطیب مشام بصہباکشی ہم مختار می گردانند وعطریات بوفور بپیش ہر کسے می گذارند غرض درمہمان داری بے بدلست و در بزم آرائی ضرب المثل خانہ اش ہمچو خانہ امرا جلوۂ پری رخانِ جہاں ۔

ذکر دوازدہم ربیع الاول در سرائے عرب کہ از قلعہ بادشاہی بمسافت سہ گروہ واقع شدہ وبسبب توطن اہل عرب کہ ہمہ موظف بادشاہی اند آب ورنگ دیگر یافتہ و در ماہ ربیع الاول

خصوص دوازدہم طرفہ مجمعے وعجیب کیفیتے دست می دہد قریب دو ہزار کس
از اعراب در مسجدے کہ در وسط آں سرا واقع شدہ حوض وسیعے و فضائے
دل کشائے دارد و بانش مکرم خاں مرحوم است مجتمع گردیدہ تمام شب
زمزمہ سنج مولود می شوند وقصاید عربی کہ در نعت آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم شعرائے عرب موزوں کردہ اند باہنگہائے حزیں ونشیدہائے
دلنشیں مینحوانند ومحققین صوفیہ را بمصداق ایں شعر۔ **بلیت**

کسانیکہ یزداں پرستی کنند   باواز دولاب مستی کنند

بوجد وحال می آرند ہر طرف زمزمہ صلوات واز ہر سمت صدائے
تسبیح وتہلیل وبمسامع میرسد تمام شب بایں ہیئت احیا می کنند
وہمیں کہ آثار صبح ظاہر شد بختم قرآن مشغول می شوند چوں ہمگی حفاظ اند
واز قواعد تجوید آشنا سامعہ را طرفہ اختظاظی بہم میرسد وعجیب نماز سراپا
حضوری میسر می آید اہل شہر خصوصاً صلحا واتقیا بمقتضائے مناسب
نظرے بایں صومعہ رسیدہ باکتساب مثوبات اُخروی واحرار مقاصد
معنوی کامیاب مدعا می شوند واستیفائے لذت ذائقہ ہم میکنند
چوں اہل عرب در تعظیم وتکریم مہمان ضرب المثل اند مقدم ایں اعزہ
را بہ ترحیب مبلغے ساختہ بماحضر خرمائے تر کہ دراں سرا خوب بہم میرسد
استقبال می کنند وشب ضیافت مستوفی از الوان طعام سرانجام میدہند

وپیالہ ہائے کلاں قہوہ خوری کہ گاہے شیرینی ہم داخل میکنند علی الاتصال بمردم
تکلف می نمایند چوں تہوع آور است مہمان دردر وقبول سخت اذیت
می کشند فقیر برفاقت خاں صاحب سردفتر اشفاق کیشاں سید حشمت علی
وارد گردیدہ بود معنی ایں شعر را دریں محل صادق یافتہ بود۔ بیت

روزے بخانۂ عربی مہماں شدم (کذا)
چنداں خورند قہوہ کہ من قہوہ داں شدم

غرض تفاوت منتاں معنی راہم فال وہم تماشا درآنجا دست میدہد
وبرخے بجہتہ دیدن ملیحانِ عرب ہمسری میکشند گواباس مقطع باموافق
ضابطہ نباشد وحسن گرمی واداے دلچسپی بنظر نیاید وبرائے مخلصے تمسک
بایں شعر می شوند۔ بیت

محقق ہماں بیند اندر ابل
کہ درخوبرویان چین وچگل

صبح کہ عنان معاودت میگردانند بملاحظہ فضا وکسب ہوا عشرتے وبمشاہدہ
قبور متقدمین وعمارات عالیہ مندرسہ عبرتے حاصل می نماید۔ فرد

ایں کما خانہ اقامت کدۂ الفت نیست
عبرتے گیر زکیفیت بام ودرخویش

اگرچہ دوازدہم ربیع الاول عرس حضرت سرورِ کائنات علیہ اکمل التحیات

درتمام دہلی بسیار بآب وتاب می شود ومجلس ترتیب چراغاں بندی بآئین مرغوب بعمل می آید وسماع خیلے بہ کیفیت منعقد می گردد۔ لیکن اسلوب بزم آرائی خان زماں بہادر کہ از امرائے عمدہ محمد شاہی است وبوفور حیثیت ہا سلسلہ محامدش تا منتہائے طرز خاصے دارد در دیوان خانۂ عظیم الشان کہ پیشگاہ صفہ اش در وسعت چوں پیشانی نیکبختاں کشادہ است و درضمن صحنش حوضے بماء الحیات آمادہ ایں بزم دلنشیں صورت تزئین می یابد وبقالین ہائے رنگین باج از فضائے گلشن میگیرد و در وسط ایں مسکن سعادت موطن صندوق آثار شریف جلوہ پیرا کردہ زایران در سمتہائے اربعہ متمکن می شوند و باستعمال صلوات حلاوتے بکام امید میرسانند بعد از ایں کہ افتتاح آں حقہ سربستہ کہ رشک حقہ فلک شعبدہ باز است۔ درمیان می آید مردم ہر سمت بنوبت بشرف تقرب آں بساط کرامت مناط بدست آویز صلوات بابرکات وتحیات زاکیات باصرہ را گلچین انوار سعادت میگردانند و بملاحظۂ آں متبرکات برائے رستگاری و نجات تحصیل می نمایند تا شام وظائف زیارت وشرائط استعمال سعادت بعمل می آرند وبعد نماز مغرب آں حقہ شفاعت شقہ را مضبوط ساختہ متوجہ سماع می شوند قوالان خوش لہجہ ونغمہ طرازان رنگین زمزمہ کہ منتظر ایمائی باشند بمجرد توجہ ارباب محفل زمزمہ سنج گردیدہ صوفیہ صافیہ

را بوجد لبسمل می آرند از هر طرف شور وشغب بلند می گردد و در هر سمت بقهریادو افغان از اہل حال سر می زند به تعظیم تواجد منشان ارباب مجلس بقیام پرداخته هر طرفے سیر میکنند و از هر حلقه تمتع فیضے میگزیند از فرط ہجوم وکثرت خلایق انتظام محفل برہم میخورد وبقسمے کیفیت در جمیع طبایع سرایت میکند که مطلق العنان می شوند تماشاے غریب وتفرج عجیب بملاحظه مصنوعات الہی نصیب نظارگیان میگردد۔ بیت

هرچه دیدیم از تو خالی نیست
سبزه شوخست وگل صفا دارد

ذکر کیفیت کسل پوره کسل سنگهه از عمده ہزاریان بادشاہی است

و باعتبار ثروت و دولت در امثال و اقران خود متفاخر ومباہی پوره در نہایت تقطیع وتکلف احداث کرده و از هر قسم طوائف و فواحش بازاری که عبارت از مال زادیها باشد آماده نموده و ارباب مناہی ومسکرات را بحمایت خود جاداده باوجود کثرت جمعیت محتسب درحوالیش راه ندارد و قدرت احتساب در خود نمی یابد در هر راسته ہائیش آنها بلباس رنگارنگ خود را بمردم عرض میکنند و در جسم هر کوچه بوساطت میانجی اشخاص را تکلیف می نمایند ہوایش شہوت آمیز است و فضایش باه انگیز بتخصیص درحوالی شام طرفه مجمعے می شود وعجب ہنگامه

در ہر مکانے رقص است و در ہر جا سرود۔ ارباب فسق بے مخالفت و
مزاحمت سری دراں کارخانہ کشیدہ و لگل چین خیار کے دسوزاک دامن
شہوت رالبریز میکنند وچندے بخمیازہ حسرت گذرانیدہ مشغول می شوند
غرض طرفہ کارگاہے وعجب تماشا گاہ ہست۔

ذکر کیفیت ناگل متصل سرائے خواجہ بسنت اسد خانی۔ احاطہ

درنہایت صفا وجلا ترتیب یافتہ وصاحب کمالے کہ موسوم بناگل باشد
مدفون گردیدہ است وہفتم ہر ماہ نسوان تعشق بنیان دہلی بکمال تقطیع وتزئین
مزین ومحلے گردیدہ جوق جوق بتقریب زیارت کہ درحقیقت مدعاے دیگر است
سرگرم تفرج می شوند و باشخاص کہ مربوط اند مجتمع گردیدہ داد دل خوش میدہند
بیشتر اہلِ تجرید وغریب پیشگان بامید قبول وانتخاب آں جماعہ برنگ
گلہائے چمن خود را رعنا زیبا ساختہ بجلوہ گاہ عرض می آرند۔ مصرع

تا دوست کرا خواہد ومیلش بکہ باشد

واز خواص آں مکان نقل می کنند کہ اگر غریب وارد آں نزہت کدہ
گردد فوراً بجنت می رسد از کثرت تماشائے سواداں تماشا گاہ کہ وسعت
آبادیست تنگتر از دیدہ مور میگردد۔ مردم از صبح عازم آں مکان گردیدہ
طرف شام معاودت می نمایند و درضمن بازگشت سیر حدایق وبساتین کہ
برسرِ شارع واقع است می فرمایند غرض دل خوشی کارہا دارد وچیزہا

اختراع می کنند تعالیٰ شانہ نصیب جمیع دوستاں و احباب گرداند۔

ذکر رینی مہابت خاں دراں ریگستاں کہ عرض کیفیت او طولے دارد جوانان رنگین و معرکہ گیران سراپا تزئین بتقریب گرفتن کشتی و اظہار قوت و پہلوانی فوج فوج فراہم آمدہ ہر کدام بہر یکے کہ مناسب قوت و صعب داشتہ باشد میگیرند و حرکات عجیب و غریب کہ موجب تفنن نظارگیاں باشد بہ وقوع آوردہ ارباب تماشا را محظوظ می گردانند در ہر گوشہ و کنار صحبتے و در ہر سمت اجتماعی و اختلاطی صورت می گردد و شغفی بدلہا سرایت می کند بعد فراغ ایں حرکات شیرنی ہا تقسیم کردہ ہر یکے بسمتے روانہ می شود و باز بروز موعود کہ یکشنبہ باشد حاضر آمدہ معرکہ آرا می گردد و سیر ایں مکان ہم خالی از لطفے نیست اکثر مردم حسین وارد می شوند و نظارگیاں بتماشا یش گلچیں انبساط می گردند۔

ذکر سخن سازان محافل صاحب کمالے و معنی طرازان جامع شیریں مقالے میرزا جانِ جاناں نزاکت مزاج بہار امتزاجش کہ پروردۂ آب و ہوائے گلشن معنویت از وسمہ کاری توصیف مستغنی است صبا بامید اینکہ گاہے در کارگاہ مدایحش تار و پود اوراق گل بکار آید سرگرم حسین آرائیست و نامیہ دریں اندیشہ کہ قلم نرگس روزی بتقریب نگارش مناقبش علم افتخار برا فرازد۔ مستعد گلشن پیرائے تار سطر کلامش اگر از رگ گل

ترتیب دہند برجاست ومسودات افکارش بر پردۂ چشم بلبل تحریر نمایند
فکر طبع رسا صفائی روز مرہ نجابت گفتگویش بمشابہ نکہت گل مشام آرائے
سامعانست وجذوبت کلامش چوں نسیم بہار شور انگیز جنون طینتاں است
ادائے سخن شوخی دارد کہ نافہم مخاطب پے بمعنیش برد برنگ تجد داشتال
سراز عالم دیگر برمی آرد وانداز تکلم عکسے میریزد کہ تامستمع ہوش بفہمش گارد
بے اختیار شور از نہادش سرمی زند کلام نمکینش نقل گزک محفل مستانست
ونشہ فکرش صہبائے معنی پرستاں چاشنی دروش طبیعی است وسوز عشقش
فطری بعد از تحصیل علوم بتحریک جاذبہ شوق محبت الٰہی بانقطاع علایق
پرداختہ قدم بجادۂ فقر گذاشتہ و درویشے را با میرزائی جمع ساختہ عالمے
شیفتہ صحبت گرامیست تاکرا دست دہد وجہانے مشتاق ہم صحبتے تاطالع
کدام کس مساعدت نماید خواندن شعرش مزہ دارد کہ اگر جاں ہارا در جنب
صلہ او بتواضع بگذرانند مفت ہمت است ولطف سخنش ناخنے بدلہا میزند
کہ نقد روانہا در کنف تنگش آں صرفہ فطرت اگرچہ تقدس ذات ایں
نشہ سنج معنی ازاں رفیع تراست کہ در سلک موزونان مذکور گردد۔ لیکن
چوں زبانش بفکر شعر گل فشانی دارد لہذا قلم گستاخی رقم سری دریں
وادی کشید۔ امرائے عالی شان بہ تمنائے ملازمت تدبیرہا بکار می برند
وصحبتش میسر نمی آید روز پنجشنبہ در مسجد جہاں نما اکثرے از ستر صدان

سعادت حضور دریں جا کامیاب مقصد می شوند در دہلی کہنہ اقامت گاہ
شریف ہست لیکن چوں طبیعت رنگین بہ تنزہات مائل است و تبدیل مکان ہمیشہ
منظور نظر۔ بطریق ندرت صحبت والا کسے را دست میدہد ازانجاکہ بارادت
کیشاں صمیم گوشۂ خاطر ہست بمقتضائے نوازش چوں معنی بیگانہ بیک ناگاہ
ورود فرمودہ کلبۂ محقر منتظراں را نورانی می فرماید۔ اگرچہ اشفاق عمیم ایشان
نسبت بہر وضیع و شریف یکساں است و بمقتضائے عنایت توجہ
مخصوصی بحال ارادت اشتمال است فقیر اکثرے استفادہ فیوضات نمودہ۔
غریب خانہ ہم بہ نزول مقدم ضیا توام بیت الشرف تجلیات گردیدہ۔

معنی یاب خاں از چیدہ ہائے بادشاہی است رنگینی طبعش بمثابہ ایست
کہ اگر بہار دریوزہ گری نماید می تواند گلشن امکان را زیادہ ازیں رنگیں گرداند و شوخی
سخنش بمرتبہ کہ اگر نکہت گل نکتہ آموز سبکروحی شود بیشتر از بیشتر مشام آرا تواند گشت
در تسخیر غزال معنی ید بیضا دارد و در ادائے لطف سخن اندیشۂ رسا غزل بہ ساماں تمام میگوید
داد ہائے طرفہ بکار می برد کہ سامع بوجد می آید۔ سوئم ماہ صفر کہ عرس میرزا بیدل مرحوم
است جمیع شعرائے دہلی بر مزارِ ایشاں مجتمع می شوند و دیوان میرزا را
درمیان گذاشتہ افتتاح شعر خوانی از انجا می کنند و بعد ازیں بتدریج مسودات
اشعار خود را بعرصہ آوردہ از حضار مجلس متوقعہ تحسین می شوند اول کسیکہ
شروع بغزلخوانی میکند ہمیں عزیز است و در حقیقت تقدیمش مستحسن ارباب

معنی است شعرش از ابتدا تا انتہا ناخن زن دلہا است و از اندیشہ نکتہ گیرا ل
مبرا مطلعے بآئین یادگاری دریں تذکرہ ثبت می شود و آں اینست ۔ بلبیت

بگلشن چشم شہلا یت چو می آشام می گردد
دکانِ حسنِ خوباں تختہ چوں بادام می گردد

حزیں مہمان دیار ہندوستان بہشت نشانست وبعلو طبعیت و تقدس فطرت ممتاز سخنوران زمان است اصلش از ولایت ایران است بمقتضائے وارستگیہا و آوارگیہا در عالم سیاحت بلباس ارباب فقر بسری بہ دہلی کشیدہ مقدمش ہمہ جا محترم است و قدوم موزونی لزومش درہمہ محافل مغتنم برجادۂ استقامت و انزوا مستقیم است و بجال استغنا در مہماں سرائے توکل مقیم ارباب استعداد بسر انجام یحتاج تحصیل سعادت میکنند و اغنیائے معینہ بتقدم حسن خدمت ذخیرہ نیت بذمّہ خود میگیرند معاشش در نہایت پاکیزگی و رنگینی است و کاشانہ اش کہ بیت الشرف اخلاص منشان است در کمال موزونی و کیفیت آفریں در احیان سہ پہر صحن آں مکان بہ صفائے رو فت روب و آب پاشی چوں پیشگاہ آئینہ جلوہ پیرائے نظرہا میگردد چوکی ہا مفروش می شود ۔ نکتہ سنجان و موزونان مقررے کہ جز ولاینجزی ایں صحبت اند در خدمت شریفش حاضر شدہ عندلیب آسا بزمزمہ غزلخوانی تر زبان میشوند واز بہار صحبتش گلہائے استفادہ دامن می برند طبیعت رنگینش در نہایت

شوخی ورسائیست وحرکات لطیفش درکمال رعنائے وخوش ادائے شعرش
سرشق ارباب کمال است وسخنش ہنگامہ فروز بزم وجد وحال شمہ از نتائج
افکار چمن بہارش بضیافت سامعہ منتظران گل افشاں جریدہ شوق میگردد
وآں اینست۔ رباعی

آہِ دل سوختگاں متصل آید بیروں | شعلہ شمع مسلسل ز دل آید بیروں
اشکِ گل رنگ بصد خونِ دل آید بیروں | ایں گہر نیست کہ نشمردہ بخاک افشانم

سراج الدین خاں آرزو بتحریر کلام انتسامش اوراق گل
منت پذیر واز نولائے شعر بلبل بہار چاشنی گیر رنگینی گفتگویش سامعہ را
نرگسدان میکند وبہار روزمرہ اش فضائے بزم راچمنستان۔ مسودہ
شعرش پہلو بکاغذ زرمی برند ونازکیہائے خیالش خوں از رگ اندیشہ می چکانند
سفینہ اش ہیکل بازوئے عشاقست وجریدہ اش حمائل ارباب وفاق فروغ
انجمن موزونانست وچشم وچراغ محفل نکتہ سنجان جمیع سخنوران دہلی شیفتہ
صحبت اند وتمام عمدہ ہائے دارالخلافت آرزومند مواصلت چو در ضمن
کمالاتش شیوہ مساوت مضمر است بارباب دول خیلے صحبتش گیر است
ودر جمیع مجامع برنگ ہلال انگشت نما در بزمے کہ ورود مقدمش می شود
نوائے تہنیت بلند می گردد وبمحفلے کہ رنگ افروز گشت صدائے مرحبا
بہوا می پیچد حصول صحبتش بہ مشتاقان اتفاقی است روز عرس میرزا بیدل مرحوم

بہ نسبت شاگردیش بزم آرا میگردد و عالمے را از صافیخانہ افکار ذلہ چین منت می گرداند مطلعے بہ تزئین ایں گلدستہ یادآوری جلوہ تحریر می یابد

بیت

زبس بردند باخود در لحد ہم رنج مخمورے
سَرد لوحے مزار میکشاں از شیشہ انگورے

میر محمد افضل ثابت نشہ کلامش دماغ آرائے ارباب وجد و حال و نتیجہ فکرش سرمشق اہلِ کمال افکار چمن طرازش برنگ نسیم بہار شور افزائے دیوانگانست و گلہائے خیالش ہنگامہ پیرائے جنوں طینتاں برغایت انواع و اقسام دقایق سخن آشنا و بہ تمہید متانت خیال از اہلِ معاصر خود مستثنا جمیع نکتہ سنجان باعتراف استادیش تر زبان اند و بہ بہار کمالات معنویت آمالش گل افشاں بمقتضائے غنائے ذوقی و نجابت فطرتے رجوعے باہلِ دنیا نیست و برسائے نشہ فقر باز کستی باغنیا بکلیہ بے نیازی مسند نشین توکل است و بذروہ بے احتیاجے سامان طراز عرض تجمل شکوہ ہمتش پائے استقامت بدامن درویشے پیچیدہ و خاطر استغنا مظاہرش خود را از رسوم ابتذال کشیدہ غیر از فکر شعر و تالیف کتب صوفیہ التفاتے بامور دیگر نیست نسخہ مفیدے در علمِ تصوف از ہمہ کتابہا انتخاب نمودہ چوں عمر شریفش باتمام آں وفا نکردہ اوقات برخے از تلامذہ اش در تتمیم

آں مصروفیست ارباب کمال ہمواره در خدمتش حاضر گشته تمتع وافی بر میداشتند و ایں معنی را وسیلہ سعادت می انگاشتند دیوان مرادف ترتیب داده و منت بر اہلِ روزگار گذاشتہ مطلع دیوانش چہره افروز بیاض است و نسیم کلام شگفتگی بپیامش نزہت طراز ایں ریاض ـ

رباعی

کشد چو صبح وصال تو شمع جان مرا ﴿ بہ بزمشہد پروانہ استخوان مرا
نگیں ز صفحہ چو برخاست نام چہره کشود ﴿ جُدا شدن ز تو پیدا کند نشان مرا

ابراہیم علی خاں راقم از لبش گوشِ خرد گلچین است سخنش نامِ خدا رنگین است ـ نسبت نسب دودمانش بحاجی شفیع خاں عالمگیری میرسد و سخنش چوں عالمگیر است ـ خراج از اہلِ سخن میگیرد فکرش چمن طراز یک عالم بہار است و سخنش بمقتضائے رنگہائے گوہر نثار بدیہہ گوئیہایش بر تاملِ شعرا تفوق میکند و بذلہ سنجی ہائش گوئی مسابقت از اقران میربایدبا وصف کم بضاعتی ہا اسباب معاش خانہ اش از ہجوم مستعدان رشک گلشن است و شکوه روزگار کہ دلہا خوں کرده است اصلا بزبانش نیست ہمواره تر زبان شکر منعمِ حقیقی بوده با دوستاں سرخوش ہنگامۂ اختلاط است و شیرازه بند مجموعہ ارتباط نمونہ از بہار طبعش بمشتاقان چشمگی می زند و بتقریب یادآوریہا بزم بیکسی را بخیال آں رنگیں خیال می آراید ـ

رباعی

بیکسی گشت کسے میخواہم　　نفسے ہم نفسے میخواہم
نالۂ دل چہ قدر ہرزہ دراست　　آہ فریاد رسے میخواہم

میر شمس الدین مفتوںؔ نکہت فرکش باوصف سادگیہا دماغ آرائے بزم یقین است وبے تکلفیہائے گفتگویش سرشکن ارباب تعیین بقدر معاش زمانہ قانع است وباندازہ احتیاج از اہلِ روزگار مختلط مشق سخنش بطور قدماست وربط کلامش بطرزِ قدیم آشنا شعرے دست آویز یادآوری رقمزدہ کلک انتخاب میگردد وآں اینست ؎

در جہاں کار بتعجیل نگیرد صورت
بہ چہل روز سرشتند گل آدم را

میرزا عبدالخالق وارستہ باوجود منصب مناسب ومداخل معتدبہ وارستگیہائے درویشانہ ازمزاج بہار امتزاجش محسوس می گردد خانہ در نہایت تقطیع وتزئین بنا کردہ باوصف مرتبت مکان رعایت جمیع مراتب کردہ چنانچہ تفصیلش ازیں رباعی کہ ریختہ کلک رنگیں اوست تراوش می کند۔

رُباعی

ایں خانہ کہ چوں خلد بہار آئین است　　مانند مکاں دیدۂ نور آگیں است
فوارہ وحوض ونہر گل در نظر است　　ایں تازہ رباعی چہ قدر رنگیں است

در وسط ایں کاشانہ آئینہ کلانی نصب کردہ و در اطرافش ایں رباعی بقلم چنیں مرقوم نمودہ۔

رُباعی

ایں آئینہ حلب نسب نور نژاد چوں مہر بروئے صبح آغوش کشاد
جا کرد چو در چشم دلش صورت دوست حیرت زدہ شد پشت بدیوار استاد

از فرشہائے ملون و پردہائے رنگیں و ظروف ہائے شیشہ کہ بہ ترتیب در طاقہا چیدہ تماشا خانہ ارباب نظر است ہمیشہ شعرائے رنگیں خیال برنگ پریزادان معنی دراں شیشہ خانہ ورود نمودہ بگفتگو ہائے بامزہ زنگ از دلہا برمی دارند و از تواضعات رسمی کہ قہوہ وحقہ ومعجون وعطریات باشد متمتع میشوند سفاین متعدد از افکار قدما ونازک خیالان حال پیش رو گذاشتہ بہ شعرخوانی مشغول می شوند و داد معاشرت میدہند بافقیر عجب التفاتے وطرفہ اختلاطے داشت ہرگاہ کہ وارد می شدم بوجد می آمد وصحبتہائے مستوفی نگاہ می داشت وزمینہائے اختراعی خود درمیان آوردہ بفقیر تکلیف می کرد مطلعے از مخترعات بہار طبعش رنگ افروز چمنستان یادآوری می گردد وآں اینست۔ بلیت

رقیب آخر نماید برشما ہا جور برما ہم
شمائے گلرخاں بندید بر قتلش کمر باہم

گرامی از شعرائے کشمیر جنت نظیر است و باوصف مولویت از مایدہ

سخنوری چاشنی گیر سفینہ اشعار خود ہمہ وقت دربغل نگاہ داشتہ بحضور سخن فہمان بشدومد تمام باآہنگ طرب پیشہ گان کشمیری می خواند و باعتقاد خودش ہمہ دیوان خود را منتخب میداند و بدعوائے تازہ گوئیہا قسمے رگ گردن بلند کہ مشاعرہ را بسرحد مناظرہ میرساند نظر بابرکات او اکثرے از موزونان بفضائے امن آباد سکوت می خرامند و تحسین تکلف تضمین خودرا میدانند مطلعے کہ خوش آیندہ فقیر بود درین بیاض ثبت گشت - بیت

درچمن تانہادۂ پارا
رنگ بررونماند گلہا را

میرزا ابوالحسن آگاہ - از رفقائے عظیم اللہ خان است و باجمیع شعرا بہ مقتضائے رنگینئ طبعیت مختلط و ہمزبان روز عرس قاری دیوان میرزا بیدل است وہموارہ در فکر سخن مستقل ازانجا کہ جوان رنگین دلچسپ بدل نزدیکست و باہمہ این فرقہ بمقتضائے مناسب طبیعے جوشش خاصے دارد دمربوط اختلاط ہاست خالی از انبساط طبیعت نیست دعاری از پیرایۂ رنگین نہ برخے از سخنانش ادائی دارد مطلعے کہ گوش خردہ بود چہرہ آرائے صفحہ تسوید است - بیت

غم ودرد تو از آنروز کہ مہمان من است
دل نمک سود کباب است کہ برخوان من است

حلیما۔ از عرب زاده ہاست و طور کلامش بطور استحاق الطعمہ آشنا۔ خیالش از مائدہ نان و فرنی با آب و تابست و مطبخ طبعش مہیا از سامان آش و کباب از چاشنی سخنش گرسنہ چشماں را تسکینے بہم میرسد و بحلاوت گفتگوئے طعامہائے اقسامش تہیدہ ستاں را ذلہ فراہم می آید تلاشہائے نمکین دارد و فکرہائے شیریں از خوان کلام ہر سخنوری ریزہ چین است و از مائدہ نعمائے سخنوری بہرہ آگیں قریب پنجاہ ہزار بیت از متقدمین و متاخرین بیاد دارد و در ہر محفل بطنطنہ طنین خود سامعہ را کر میکند مطلعے از افکارش بہ نمک چشی منتظران تواضع کردہ می شود۔ فرد

چوں مگس بر خوان ہر کس می رود

بے تکلف سخت مبرم پیشہ است

ذکر مرثیہ خواناں پسر لطف علیخاں دیوانِ جاوید خاں۔ از جسامت ترکیبش واز ضخامت ہیئتش کمال معنوی کردہ نمی شود و خیلے بد تراشش و بد اندام بنظر می آید لیکن در مرثیہ و منقبت گفتن شان و شکوہے دارد کہ محتشم وقت باید گفت و مولانا حسن کاشی اعتبار باید نمود و منقبت در ریختہ بطمطراق تمام و ساز و سامان مالا کلام می گوید و بنائے مرثیہ بہ عجب سوز و گداز میگذارد معدن اندوہ است و کان الم مخزنِ مصیبت است و گنجینہ غم میرا ہتمام عاشور خانہ جاوید خان است و مرعاتِ

زائران و تعزیہ داران می پرواز د حرکاتش بر حسنِ معنی دلیل است گو حسن صورت نباشد۔

مسکین و حزیں و غمگیں ہر سہ برادر اند و وے بزبان ریختہ مرثیہ گفتن مہارتے تمام دارند در ہمہ شہر کلام اینہا شہرت دارد و در واقع ہر سہ کس بسیار خوب مرثیہ می گویند و الفاظ الم آورد بمضامین حسرت آگین ایجاد می کنند نو اسنجان مرثیہ بخدمت اینہا طرفہ رجوعے است مسودہ اشعارش بہ تلاش بدست می آرند و در امثال اقران افتخار می کنند طرزہائے عجیب و تلاشہائے غریب در فکر ایں عزیزاں بنظر می آید حق تعزیہ را در کلام خود ادا می کنند و خلوص محبت طیبین و طاہرین بر ہمگنا ظاہر است صد معتدبہ کہ معاش و فا کند از مکانہائے معین معین دارند و فکر غیر از منقبت بخاطر نمی رسانند المے از استماع مرثیہ ہایش بار باب تعازی می رسد کہ از روضۃ الشہداء متصور نیست و نہ از وقایع مقبل ممکن، قدر دان مراتب الم و چاشنی گیران مائدہ غم امتیاز می کنند فرد

مانداہیم نسیم و نشناسیم صبا
ہر کہ آرد خبر دوست دل از ما ببرد

میر عبد اللہ از تعزیہ داران جناب حضرت ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام است مرثیہ ہائے ندیم و حزیں را قسمے باہنگ ہائے حزیں می خوانند کہ

بے اختیار شور از نہاد سامعان بر می خیزد و از کثرت نوحہ و فریاد گوش فلک کر میگردد تشنئہ رقت تمہیدش در تجدید شیون دخلے تمام دارد و صدائے جان گزایش در متالم نمودن اثر مالا کلام مصرعش تمام نشدہ است کہ فقرۂ مستزاد گریہ خلایق موزون است و بیتش اختتام نرسیدہ کہ بند ترجیع نوحہ باوجود تکرار ہماں تازہ مضمون استادان موسیقی متفق اللفظ اند کہ بایں خوبی مرثیہ خوانی قدم بعالم ایجاد نگذاشتہ و بایں مواد تشید و بایں سامان آہنگ سری از کارخانۂ تکوین بیروں نکشیدہ در ماہِ محرم مقدسش ہمہ جا واجب الاحترام بنوبت در تعزیہ خانہائے مردم عمدہ وارد میشود و تبقدیم مراسم عزای پرداز خلایق در اماکن موعودہ بر یکدیگر سبقت جستہ ہجوم می نمایند و باستماع نغانش ذخیرہ مثوبات اخروی بر می دارند برائے خود از کثرت اعوان و انصار انبوہے دارد و مرافقت جوانان شکیل صاحبِ جمال شکوہے سوائے ماہ عاشورہ ہم خانہ اش مورد امارد است واکثرے برائے تحصیل و تحقیق مراتب مرثیہ خوانی آمد و رفت دارند وکلاونت و قوال ہم وارد و واقع می شوند نظر بکمال خود خالی از یقین نیست و بیشتر زبان بتعریف خودش ناطق است برخے بایں وضعش مطعون می دارند لیکن در کارِ خود یکہ و استاد است ۔

شیخ سلطان باوجودیکہ اصلش از پورب است لیکن در ادائے تلفظ مثل فصحائے ہندوستان است و مرثیہ را خیلے آب و تاب می خواند

صدایش خاراگداز است ونشیدش قیامت طراز هرچندیکه بفنون مراتب موسیقی آشنا نیست لیکن در سادگی پرکاریها دارد وباوجود طرح ابتذال ناخن بدلها میزند صدائے او وگریہ خلایق باہم عہد بستہ اند کہ از ہم جدا نباشد بہر عاشورخانہ کہ وارد می شود ہردم را محزوں میکند وصورت ماتم میکشد حق تعالیٰ جزائے خیر دہاد۔

میر ابو تراب ۔ طرز مرثیہ خواندنش درد آمیز است واسلوب ادایش رقت انگیز چوں درفن موسیقی مہارت دارد بسیار بمزہ می خواند وارباب تعزیہ را باضطراب می آرد قدومش درہمہ اماکن متبرکہ واجب التعظیم است ودرودش لازم التکریم۔

میرزا ابراہیم ۔ خرینہائے صوتش جاں رامیگدازد ونالہائے دردآلودش زہرہ سامعاں را آب میکند مواد رقت وسامان درد از طرز مرثیہ خوندنش بجوش می آرد وطبایع از فرط اضطراب مرتعش وبیہوش میگردد وقارش درعزاخانہا باید دید واعتبارش درکاشانہائے مصیبت نشانہ۔

میر درویش حسین از تعزیہ داران جناب خاص آلِ عبا ست ودرتقدیم مراسم شیون بے ہمتا آہنگہائے برجستہ انتخابش پیش ہمہ کس مسلم الثبوت است وایراد را دخلے نیست ۔ میر عبداللہ باانیہمہ کمال و تعین زباں را بہ تعریفش گلفشاں می کند وبعد از خود حساب می نماید و در استنباط آہنگ بامیر مذبور ہمعنان است ودرمقام صوت وصدا باہم

دست وگریباں باستماع مرثیہ اش خلایق خیلے برقت می آیند وشور وشغب از حد بلند می شود از ملتزمان جاوید خانست ومشمول عنایت آن ذیشان۔
جانی حجام صداے مرثیہ درد آلودش نشتر بدلہا میزند ونواے حزیں ماتم اندودش رگ قیفال سامعان میکشاید طرز خواندنش ناخن زن خاطرہاست واسلوب نشیدش خونریز دلہا پرزوریہاے اثر صورت حزینش بر سینہ تعزیہ کیشاں الف می کشند وسخت گیرہاے صداے اندوہ گینش حوصلہ شیون پیشگانرا حجامت میکند ہر کہ یکمرتبہ باستماع مرثیہ پرداخت تا بقیۃ العمر محتاج لقصد نیست وبجوشش خون آشنانہ سابقاً معشوق امیرے بود وطرفہ حسن وجمالے داشت وطرفہ جاہ وجلالے دستگاہ لک روپیہ ہم رسانیدہ بود چوں سری بناونوش دارد ہمہ درباخت حالا فلک درانتقام است لیکن چوں خوش صحبت است ورنگیہا دارد وامرازادہا مراعات می کنند وہمیشہ درمحافل تجرع ورقص تکلیف می نمایند خیال وجنگلہ را خوب میخواند وبخوشی اوقات میگذارند۔
صاحب طبع مستقیم محمد نعیم در موزوں کردن الفاظ رقت ناک واستعارات غم اندود سینہ چاک طرفہ دستی دارد ودر مرثیہ ہا تضمین غریبے می کند۔ خصوصاً در تضمین مسدس وحشی کہ بلیت

دوستاں شرح پریشانی من گوش کنید
قصۂ بے سروسامانی من گوش کنید

ید بیضا دارد از ہر لفظ مرثیہ اش درد میبارد و ہر کلمہ اش خون از دیدہا می چکاند مضامینے در ریختہ می آرد کہ فارسان مضمار فارسی زمین گیر می شوند شعرش چہ ناشی از درد و اندوہ است بمجرد شنیدن طبائع را مقارن غم و الم میگرداند و بے اینکہ بہ آہنگے درست نماید برقت می آرد در سخنش تاثیر عجبی است و در کلامش تصرف طرفہ۔

ذکر ارباب طرب۔ نعمت خان بین نواز۔

در ہندوستان وجودش از نعمتہاے عظمیٰ است در اختراع نغمات و ایجاد شعبات ید طولے دارد و با نایکان پیشین پہلو می زند و موجد خیالہاے رنگین است در چندیں زبان تصانیف دارد بالفعل مرجع مغنیان دہلی است و بمقتضاے تمناے ذاتی غیر از بادشاہ بہ ہیچکس سر فرو نمی آرد و در عہد محمد معز الدین طرفہ ساز و برگی داشت در عرسہاے بزرگان حاضر می شود و خود ہم یازدہم می کند رقاصان و اعیان شہر ہر ماہے روز یازدہم بخانہ اش ہجوم میکنند بمثابہ کثرت می شود کہ جا بہم نمی رسد۔ لہذا از صبح مردم سبقت می کنند و ایں صحبت تا سفیدہ صبح می کشد و ختم راگہا بہ پاش می شود در نواختن بین مہارتے دارد کہ شاید در عرصۂ وجود بہتر ازیں خلق نشدہ باشد۔ بلبیت

مطرب ایں بزم از بس راہ دلہا میزند
دست بر طنبور و ناخن بر دل ما میزند

زہے ہین نازنینی کہ تا بر دوشش نشست ہوش از دماغ چو صدا از تار بر جست کدو ہائے بینش در نظر باریک بیں چوں شیشہ ہائے بادہ مستی خیز۔ و تار ہایش بشابہ رگ کرد جاں ستاں شور انگیز۔ مضراب ناخنش تا بساز آشنا شود نالہ ہا چو صدائے تار از دلہا جستہ اند و شعلہ صدا تا از حنجرہ بلند شود قالبہا بسان کدو تہی گردیدہ شور تحسینہا بہوا می پیچد و نغمۂ دیگر طرح می گردد و آہنگ آفرینا بفلک می رسد و غلغلہ در بزم ناہید می افگند آشنایان عالم آب را در مجمع امکان کدوئے بہ ازیں نظر نہ رسیدہ و مشتاقان نغمہ را آہنگی بہ از آہنگ نغمت خاں بگوشش نخوردہ۔ فرد

عالم آبست می گویم بآواز بلند
آشنائی بادہ را باید کدو برداشتن

برادرش در تمہید آلات طرفہ دستے دارد تا چہار چہار ساعت بچندیں رنگ بہ نغمات مختلف و آہنگہائے بیشی مترنم می شود و بقوت استعداد اعادہ باصل آہنگ می نماید ہوش در تضیع آواز کلہ مغنیاں می پرد و ایں قسم صنعت و قدرت مقدور ہیچکس نیست خواندنش بکیفیت است برادر زادہ اش در نواختن سہ تار عجب مہارتے دارد طرزے تازہ ایجاد کردہ تلاشہائے کہ از سازہائے عمدہ بظہور می آید از سہ تار بتقدیم می رساند از اعجوبہ روزگار است مکرر اتفاق ملاقاتہا شد و صحبت ہائے مستوفی

دست بہم داد مشار الیہ بسیار رعایت خاطر منظور می داشت و بعد از انتشار کثرت ہم تا صبح بیک وتیرہ سرگرم ترنم می بود و فرمایش ہائے را قبول می کرد و بانشراح خاطر مترنم می گردید۔

تاج خاں از قوالان است برنگے نغماتش از عالم بیخودی پیغام میداد و بسان نے کوچہ داری راہ از خود می کشاد رنگینی نغمہ اش از آہنگ بلبل رنگیں تر و نوایش از ورقِ گل نازک تر سامعہ در وجد بے اختیار بود و فضولیہائے شوق مستدعی تکرار آہنگش چوں خامہ بہزاد ہزار نیرنگ در بغل و الفاظ صوتش با وجود تفصیل چندیں شعبات ہماں فقرہ مجمل طبعیت قسمے احتظاظ حاصل میکرد کہ غیر از نغمہ اش بہ ہیچ چیز ملتفت نمی گردید و بماکولات و مشروبات نمی پرداخت عمداً چندیں مرتبہ بامتحان رسید چوں مذاقش بچاشنی فقر و درد آشنا بود اکثرے در عین ترنم گریہ میکرد غرض کہ دمش گیرا بود و اثرش در دلہا رسا ہفتم ہر ماہ بخانہ اش مجمع بود و اکثرے از فقرا و مشایخ کہ قدر دان سمع بودند تشریف می آوردند و جمیع قوالان معتبر حاضر می شدند و بنوبت نغمہ آزمائی می کردند باعتقاد فقیر بر جمیع حاضرین ترجیح داشت و پسرانش جانی و غلام رسول از شراب ایں بادہ روحانی حظ وافر دارند و خلف الصدق پدر اند و باہمدیگر اتحاد بمرتبۂ تمام دارند کہ اصلا فرقے محسوس خیال نمی شوند چوں باینہا ربطے بود اکثر از صحبت ہا احتظاظ برداشت

باقر طنبورچی "تار طنبورش رگِ جانست که تا به تحریک آمد دلہا را برعشہ میکرد و نغمہ اش سوہان که دلہائے گراں جاناں بمجرد استماع خراشیده میشود حزینے صدائے سازش اکثرے سامعانرا برقت می آرد و خودش را بوجد کاسۂ طنبورش از ساغرِ باده درچشمِ مستان خوشنما وگردن سازش درنظرہا رنگین تراز گردن مینا تلاشہائے برجستہ اش را صدائے آفریں مہیا وادا ہائے پرداختہ بے ساختہ را پیام تحسین در ہوا میرسد خرِطنبورش را اگر برخرِ عیسیٰ ترجیح دہندمی سزد و نغمہ اش اگر شعبۂ لحنِ داؤدی تصور می نمایند می زیبد در سرکار بادشاہے منتظم است و در امثال و اقران خود محترم۔

حسن خاں ربابی قامتش دریں فن بسان چنگ خمیده و در پختگی مشق صبح پیریہا از جیب عمرش دمیده از غایت ضعف سرش چوں تار رباب رعشہ ناک وہموارہ در غمِ معیشت مصین سینہ اش چاک بیچاره درچنگ فلاکت گرفتار است مگر رب الارباب بامداد او رسد در مستعدان ایں فن رباب نوازی او مسلم الثبوت و کمالِ مہارت وارد از مشاہیر دہلی است۔

غلام محمد سارنگی نواز تر زبانی سازش سامعہ نواز است و حزینی آہنگ دلخراش خارا گداز۔ کمانچہ اش در ہر کشش تیر ہائے متواتر بجانہا میرساند و مضرابش متصل ناخن بدلہا می زند منتقش در نہایت پختگی وصفایت و نوائے سازش مستمعانرا اختظاظ وافی ارباب ایں فن مستثنے می دانند

بتوقیرش می پردازند بیشتر با مشایخ مربوط است و بخیال خود نشه فقر دارد
صحبتش باهمه اشخاص گیر است و تعریفش همه جا پذیرا۔

رحیم سین و تان سین از نبائر تان سین اند رسائی استعداد ایشان
بر صحت نسب گواهی میدهد و در واقع مخدوم زاده جمیع مغنیان اند رسائی حنجرهایش
غلغله در بزم ناهید می افگند و قدرت نغماتش گره بر روئے هوا میزند صدا بمرتبه
تابع گلو که هر قدر بمد و شد پردازند زورش کمی آں ندارد و آهنگ بآئینی موافق
که هرچند بترفع صوت پردازند خارج آهنگی صورت نه بندد در عالم کبت اعجوبه
روزگار اند و در عرصهٔ دهرپد مبارز سپه سالار آمد آمد نشنیدش تعلیم خرام
ببلبل بهاران میکند و معاودت آهنگش بهرکرز اصول بآواز تلاطم امواج دریا
می دهد یکمرتبه بحسب اتفاق اینها و حسین ڈھولک نواز که نادر العصر بود
و حسن خان ربابی و گھانسی رام پکھاوجی که بے نظیر وقت خود اند بهیئت
مجموعی مجتمع بودند و هنگام ابر هم بود طرفه صحبت رو داد در جنب نغمات
ایشان اصلا شور رعد مسموع نمی شد و در عمارتے که طرح صحبت بود چنیں
بتخیل میرسید که صدائے اینها سقف را شگافته برمی جهد بدتها مزه این
صحبت متمکن خاطر بود۔ مصرع:؛ یادا یامی که عیش رایگانے داشتیم؛

قاسم علی از تلامذهٔ نعمت خان اند و اکتساب این نعمت از ایشان
کرده ذله وافی بر داشته اند آثار حسن رشادت از جبین اینها لائح و نگهت

قبول از شمایم صورت فایح کبت برنگینی تمام می خوانند و سامعان را ممنون
می سازند در پیشگاهِ ظل سبحانی در امثال خود امتیاز دارند و امراء بیشتر توقیر
می کنند چون عنفوان جوانی است و نغمه وصوت در کمال مناسبت مقبول
جمهور اند و بر دلها اثر نغمه اینها مترتب می شود یکمرتبه اتفاق شنیدن شد
اشتیاقها مایل است لیکن بے استعدادیها حایل۔

معین الدین قوال استاد زمانه است و در فنون قوالی یگانه نوع
نغماتش چون گلهائے گلشن کشمیر خارج از دائرهٔ شمار و تموج سیل آهنگ
چون دور و تسلسل روزگار متعذر الانحصار آهنگش برنگ خامه بهزاد
نغمه را بر صفحه هوا تصویر می کشد و غزال برجسته صدارا بدام نفس در تسخیر
می آرد تردید غنا وابسته گلوئے اوست و تجدید نوا شیفته آرزوئے او قصّه
مختصر صافی به ازیں سامعه را در عالم امکان نیست خدا گوش شنوا نصیب
گرداناد۔

برهانی قوال مطلق غنائیهائے تصرفش در عالم موسیقی شنیدنی است
و آهنگ نغماتش برائے ضیافت سامعه دوستان تمنا کردنی منقش از پختگی آن طرف
خیال رسیده و درهمیں فن صبح پیری از مطلع عمرش دمیده باشاه کمال که سرو قرار با
وجد و حال اند طرفه ربطے است روز شنبه مجلسے انعقاد می یابد و دست آویز عجیبے جهت
تواجد بدست متصوفه می آید یکمرتبه ایں صحبت دست بهم داده بود و درهمیں محفل چهل پهل و معارف

وارد شده بود که در جنب صولت صدایش آواز کرنائے انفعال می کشد وبشدّ آہنگ خارج آہنگش و بر اعضائے حاضران قیام می نمود و ارباب حال متواجد بودند و موقوف نمی کردند۔

برہانی امیر خانی آہنگش باعتدالست وصدایش متوسط بمذاق امیر خاں ترنم می دارد و در ادائے نغمات خیلے تمکین بکار می برد و سامعان را منتظر می دارد۔

رحیم خاں جہانی از منتسبان سرکار امیر خان است خیال را بمزہ می خواند و تلاشہا بکار می برد شنید نیست۔

شجاعت خاں نسبتش بہ کلاونت ہائے عمدہ اعلیٰ حضرت می رسد در کبت دعویٰ دارد لیکن اثرے در دلہا نیست وضعفش متصدیٔ است و دستار را بہ ترتیب وتقطیع می بندد و التزام سرپیچ دارد چشمش ہمیشہ بسرمہ آشنا است لیکن با بے بصران اورا منظور نمیداریم۔

ابراہیم خاں کلاونت یکمرتبہ در مجمعے اتفاق شنیدن شد سامعہ آنقدر محظوظ نگردید کہ اعادۂ صحبت بخاطر بگذرد مثل میر بود لیکن بر نخے ہندوستان را ہا معروف بودند۔

سواد خاں مشہور بکولہ و سوادہ در وقتے از مشاہیر دہلی بودند الحال چوں دہلی کہنہ اعتبارے نداشتند قدما را بصحبت اینہا شغفے بود۔ لیکن

جوانان ایں عصر اعتنا بہ کمال آہنانمی کردند واحترامش در اماثل و اقران بہماں وتیرہ بود۔

بولے خاں کلاونت از ملازمان بادشاہست ودر جرگہ ناظران شاہی اعتبار دارد خواندنش قدما پسند است۔

گھانسی رام پکھاوجی در فن خود مہارت مالا کلام دارد اگر سازش را بجائے چرم از گلبرگ ترتیب دہند سجا ست کہ حرکات دستش چوں برگ گل برروئے ہوا خرام دارد گردش انامل ہا در کمال نازکی چوں طپش نبض مستقیم درنہایت آرمیدگی است وجنبش اصابع از فرط ملایمی بزنگ اندیشہ ذوالعقول در عین ہمواری وسنجیدگی۔

حسین خاں ڈھولک نواز نادرہ روزگار و اعجوبہ اعصار است رتبہ نواختن ڈھولک را بدرجہ اقصی رسانیدہ کہ زیادہ بریں متصور نیست اہل ہند متفق اند کہ بہ ازیں ڈھولک نواز از سرزمین دہلی نشو ونما نکردہ در تجمعے بآئین تفاخر نقل می کرد کہ اگر تا شش ماہ در یک مجمع صحبتہا امتداد کشد میتواں ڈھولک را در ہر راگ بطریق شبے نواخت کہ شایبۂ ابتذال دراں نباشد وحاضران تصدیق ایں معنی میکردند ودر واقع ید بیضا داشت اگر قرص آفتاب ومہتاب را بجائے خبر اش استعمال نمایند سزد واگر انامل اوراکہ در سرعت سیر گرد از شوخی نگاہ می برد بجواہر گرانمایہ ترصیع

نمایند می سزد بے اندیشہ بہ تشخیص می پرداخت تبدیل گت می کرد و بانال رجوع بہ تفہیم می کرد رنگ دیگر برروئے کار می آورد۔ زباہنا صرف تحسین بود و بیاہنا وقت آفریں۔

تہنا کہ از جملہ تلامذہ اوست بلیاقت خلیفت امتیاز دارد و از طرز مندل ترکتاز است ہرچندے کہ باو نمی رسد چوں بہتر ازو در دہلی نیست نعم البدل می انگارند۔

شہباز دھمد ھمے نواز پدرش در سرکار اعظم شاہ نوکر بود وہمیں ساز را می نواخت بالفعل درتمام دہلی نظیرش نیست صنایعے بکار می برد کہ از پکھاوج و ڈھولک نواز امکان ندارد و بہ تبعیت خوانندہ ہر راگے کہ وقتش باشد در ساز خود می نوازد چنانچہ آہنگش مفہوم مستمعان می شود اگرچہ بیشتر در طبیعت قبول ایں امر انکار محض داشت لیکن بعد از حصول صحت روایت بتصدیق انجامید۔

نقد نام شاہ درویش سبوچہ نواز اعمیٰ مادر زاد است در نواختن سبوچہ قسمے تصرفات بکار می برد کہ از ناصیہ پکھاوجی و ڈھولک نواز عرق خجالت می چکد و شیشہ حوصلہ از چابکدستی ہائش تن بشکستن می دہد معاشران تو قیر تمام سواری بہ تکیہ اش فرستادہ می طلبند و صحبتہا می دارند و سازی اختراع کردہ کہ جامع چندیں ساز است ہمصدائے ڈھولک دارد و ہم پکھاوج

در غنغنش صدائے طنبور بر می آید ہر چندے کہ بصر ندارد لیکن بصیرت دارد۔ نابینائے دیگر بنظر آمد کہ شکم را موافق قانون و اصول باسلوب ڈھولک و پکھاوج می نواخت و تلاشہائے نازک بظہور میرساند اکثرے از طوائف بدستیاری ساز شکمش رقص می کردند و فتورے در ارکان اصول راہ نمی یافت شکمش از کثرت ضرب چوں نجتش سیاہ شدہ بود۔

تقی از عمدہ بھگت بازان است و سرخیل جمیع شعبدہ طرازان ہندوستان از منظوران جناب سلطانی است و ارباب سرائے خلوتخانہ خاقانی امرائے عظیم الشان بجمال توقیر دعوت می کنند و خواہان صحبتش می باشند سامان بھگت از اقمشہ و اسلحہ مناسب رسم ہر دیار و ہر فرقہ در خانہ اش موجود و مہیا و اسباب ہزار رنگ تماشا بفراخور صنعت او در کیسہ استعدادش آمادہ و پیدا امارد متعدد چوں گلہائے رنگارنگ در گلشن کارگاہش حاضر و سبزان عنبر ملیحے برنگ ریاحین نورس در چمن زار اکھاڑہ اش مستعد یکطرف فرقۂ نوخطان بصید دل نظارگیان دام گرفتاری در زیر سبزہ پنہا می کنند و بیک سمت جرگہ خوش نگاہان بہ تیر غمزہ دلدوز تماشائیاں را نخچیر می فرمایند صبیحانش یکسر خمیرمایہ سفیدہ صبح فطرت و ملیحانش یکقلم نمک مایدہ نعمت خانہ قدرت خانہ اش جلوہ گاہ پری خانہ است و کاشانہ اش رشک آئینہ خانہ ہیچ و تاب میان نازک کمران برگِ گل را تاب می آرد و سلسلۂ زلف

مشکبویاں نبض سنبل را در اضطراب۔ سہی قدان از خرام نازنین در انداز تسخیر دلہا و سیہ چشمان با تمامی سخن گو چوں پیام جانہا ہر جا امردی از حلیہ مردمی عاطل می شود چشم آرزو روشن است و ہر کجا طفلے ملایم واقع شود خانہ بمثالش رشک گلشن قبلہ حیرانِ ہر صنف است کہ نسبت کمال را بدو منتہی میگردانند و رب النوع مخنثان ہر نوع است کہ باضافت بیعت او کلاہ تفاخر می افرازند سخن مختصر رئیس المخنثین است و انیس الفوادین۔

عطائے عدیم المثال شاہ دانیال المعروف بہ سرخی۔ طوطی ناطقہ اش باوجود نواسنجی بسان بلبل ہزار داستان بچندیں زبان آشنا است و در نقالی و لطیفہ گوئی باسلوب ندما در عالم مصاحبت بے ہمتا از کثرت مشق و فرط اختلاط در باب موسیقی در کبت و خیال وغیرہ اقسام ایں فن مہارت خاصے دارد چنانچہ ماہران ایں پیشہ توقیرش می کنند۔ وچوں دریں حالت خود را بفقیری منسوب می کند و آبا و اجداد خود را مشائخ میگیرد رعایت حرمتش واجب می دانند کہ خواندنش خیلے بہ پختگی و رنگینی است و در حقیقت باب مجلس اکابر است و در نشید ہائے قدما نشید صوفی قریب با ہزار ہر عالم یک نمونہ دارد و بایں تقریب ساز و برگ معیشت فراہم می آرد و در جمیع محافل دخیل است و در ہمہ مجامع ذیل با امرازادہ ہائے شہر مربوط است وچوں مرد متحمل و خوش گو ست عقد صحبتش در ہمہ جا منوط

ہر جا کہ وارد شد طرفے از جلب منفعت متصور گردید از مغتنمات است و شہید طعامہائے الوان در جنب اشتہائے صافش جوع البقر انفعال می کشد و بملاحظہ خوردنش طبائع اذکیا مانع می گردد و در اکل طعام طرفہ مکثی دارد و در خواہش حقہ عجب اضطرابی خوابیدنش ہم از خالی دہشتے نیست وصبح برخاستن و تنحنح در متوضئے کردن ہم بے وحشتے نہ با این ہمہ نظر برنگینی وصحبت و آرائش مراعاتہا بعمل می آید وطبیعت مجوز مفارقت نمی گردد قابل مجلس ولایق محفل۔

ذکر خواصی وانوٹھا از نقالان معتبر دہلی اند ودر سرکار بادشاہے منسلک ومنتظم در انشا بمضامین رنگین نشاط آور مستثنی اند و در گذارش نقول تازہ ایجاد بے ہمتا خواندن خیال ورقص وہم علیحدہ دارد در محفلے کہ اجتماع طوائف باشد نشۂ رنگینی اینہا دوبالاست ودماغ تقریرش اوج کرا سبزہ و مزہ ہم از نونہالان ہمیں چمن اند ونوبادگان ہمیں گلشن در رقصہا طراز و در ادا ہا سراپا اعجاز در شوخی وشنگی آب اختلاط و برائے منادمت قابل ارتباط کاکلہائے رسائش چوں عمر دراز خوشنما تر ودنبالہ ہائے چشم سیاہش از حد نگاہ ہم رسا ترقدہایش موزوں وگفتگوہایش ہمہ خوش مضمون۔ فرد

بہر طرف کہ نگہ می کنم تماشائیست
خدا کند کہ فلک فرصتے دہد مارا

ذکر یاری نقال قلم را از پر طوطی ایجاد باید تا تعریف سبزہ خطش کہ

یکقلم خط نسخ بر صفحه ریاحین می کشد شروع نماید و زنگار را بجا مرکب استعمال
باید نمود تا سطری از کیفیت ہائے حسن سبزش به تحریر تواند رسید بلبیت

حسن سبز آفت جاں بود نمی دانستم
دام در سبزه نہاں بود نمی دانستم

شکوه حسن نه بمرتبه که نگاه بے محابا مقابلش تواند گردید وصفائی رنگ نه بدرجه
که نظر در حوالی آں جا تواند گرفت انداز خرامش برنگ شاخ گل از نسیم
بہار در خم و چم و عشوه نگاہش بسان جلوه پریزادان خیال در رم ہر کسیکه
دوچارش شد چوں پری زده مدہوش است و ہر که در کنارش راه یافت
تا بقیۃ العمر حسرت آغوش سبزه بہار در جنب سبزه خطش چوں موے خمیر است
وگلدسته چمن در مقابل طلعتش زمیں گیر **قطعه**

خوبی حسن خوبی آواز ببرد ہر یکے به تنہا دل
چوں شود جمع ہر دو در یکجا کار صاحبدلاں شود مشکل

ہمگی طائفه اش موزوں است و نقالانش سراپا خوش مضموں دو سه نونہال
دیگر ہمدریں چمن مستعد قد کشیدن اند فلک حاسد فرصت نظاره کرامت
فرماید۔

ذکر معشوقه ابوالحسن خاں پسر شریف خاں

خمیرمایه فطرتش ناشے از تمکین است و مزاج سراپا ابتہاج چوں صحن گلشن

رنگیں ادائے ہر حرفش منتے بخاطر می گذاشت و بہار تبسمش بطرح یک گلشن بہمت می گماشت تکلم سنجیدہ اش از عالم متانت و وقار و روزمرہ صافش جہانے مستنبط از حسن گفتار خواندنش در نہایت خوبی و دلربائی و رقصش در کمال خوش آیندگی و رعنائی و رودش در کاشانہ میاں محمد ماہ غفرلہٗ اتفاقی بود ارباب محفل آنہمہ احتظاظ بر داشتند کہ تا حال ہرگاہ ذکرش بر می آمد در حسرت تجدید صحبت او زمزمہ سنج تاسف می شوند۔ گیتے و یک خیالے در سور تہہ مسموع گردید کہ اگر ہمہ عمر اعادہ اش نماید طبعیت را سیری ممکن نیست و استغنا متصور بہ صحبتش نہ چوں تجلی برقی بود کہ تکرار صورت نہ بست۔

ذکر جٹا قوال زیب مجامع ارباب وجد و حال و شمع محفل صوفیہ تواجد اشتمال نصوص قرآنی را کہ مشتمل بر وحدت وجود است با آہنگہائے حزیں می خواند و متصوفہ را بسان مرغ نیم بسمل مضطرب می گرداند اقوال مشایخ سلف آں قدر مستحضر کہ اگر بترتیب کتاب سلوک پردازد گنجائش دارد و اشعار شعرائے صوفیہ آن ہمہ از بر کہ اگر بقید تعین آرد سفینہ ضخیم کہ منتخب و مستنبط جمیع دواوین قدیم باشد می تواند ساخت و وجد و حال فقرا فرع نغمہائے اوست و اضطراب دلہا متعلق سازو نوائے او ممدوح جمیع مشایخ کبراست و محبوب ہمگی فقرا او در خانقاہ شاہ باسط کہ برادر زادۂ صمصام الدولہ اند و خود را در فقرا محسوب می کنند و در ہر ہفتہ روز یکشنبہ

صحبت خاصے منعقد می گردد فقراء و اغنیا را در باب تماشا ہجوم می کنند و ہمہ روز
سماع مستوفی دست بہم میدہد و از کثرت اشخاص حسین خانہ ایشاں مثل پریخانہ
می شود چوں جبّا از ملازمان ایشاں است بلکہ از تربیت یافتگان ہموارہ ملتزم
آں انجمن فیض نشان است و اکثرے بتصانیف ایشاں کہ در فن قوالی طرفہ
مہارت دارند رطب اللسان خصوصیات ایں محافل وجدانی است نہ بیانی

مصرع قلم اینجا رسید و سر بشکست

ذکر رحیم خاں و دولت خاں و گیان خاں و ہڈو اولاً

دلیل کمال اینہا این ست کہ از اخلاف کولہ و سواد اند کہ شہرت خوانندگی
ایشاں از فرط وضوح محتاج بیان نیست و در واقعہ ایں ہر چہار برادر
در خواندن خیال نظیر ندارد و بایں نازکی و بایں پرداز می خوانند کہ طبیعت
سامع بے اختیار متلذذ می شود و باعتبار کمال تعینی دارند خصوص دولت خاں
کہ نازک مزاجیہائے معشوقانہ او قیامت می کند پنجم ہر ماہ در خانہ اینہا مجمع
است جمیع قوالان و ارباب غنا مجتمع گردیدہ داد خوش نوائے می دہند و چوں
آں ہنگامہ محضر ارباب کمال است سند پختگی حاصل می کنند بعد فراغ دیگراں
نوبت باینہا میرسد خیلے انتظار کش باید گردید تا دولت خاں زباں را بزمزمہ
آشنا گرداند چوں صدایش باریک است و کثرت خلائق مردم بتلاش تقریب او
طرفہ سعیہا بکار می برند تا سامعہ تند نباشد احتمال شنیدن نیست بیشتر مردم بہ تبعیت

اشخاص محفل لفظ تحسین استعمال می کنند و محروم می روند۔ و رحیم خاں کہ در سادگی پرکارے دارد مشقش در کمال پختگی و خوش ادائیست و آہنگش در نہایت خاطر فریبی و دلربائی امرا باشتیاق و تلاش اینہا را منتظم سرکار خود ہا می کنند و دست بدست می برند و حرکات نا ملایم اینہا کہ از افراط دادن شراب سرزد می شود متحمل می شوند چوں چشم سیاہ مست خوباں ہمہ روز مخمور می باشند و غیر از گفتگوئے مینا و جام حرفے ندارند۔ کیان خاں و ہڈو کہ برادران خورد اند ایں ہا نیز در عالم خود تلاشہا دارند و از اہل مجلس ذلہ آفریں بر می دارند جمیع مشاہیر دہلی دریں ہنگامہ حاضر می شوند و عرض کمال می دہند مجمع خاطر خواہی است و صحبت دلچسپی۔

الہ بندی امردیست مخطط مشتمل بر تناسب اعضا ترکیبش تنہا بسیار خوب می نماید پدرش از مشاہیر قوالان بود خودش ہم خیال را بمزہ می خواند و رنگینی بکار می برد منظور نظر ہاست و مقصود خاطر ہا۔

رحی اہر دسیہ فامیست گلویش در نہایت نازکی پہلو بصدائے تار می زند و از فرط تناسب متمیز نمی شود تا قوت ممیزہ درست نباشد فرق از صدائے تار سازش کردن متعذر است و نجیا لہلے مروجہ دہلی کہ منصف تبسدار نگ است زبانش آشنا است و ناطقہ اش بایں اسلوب مرغوب زمزمہ پیرا۔

امردِ ہنگامہ پیرا میاں ہمینگا رنگش چینی است و لباسش یاسمینی
در پیشگاہ قلعہ دار الخلافہ ہر روز بزم آراست و بہ دعائے تماشائیان ہنگامہ پیرا
بملاحظہ رقص او اشخاص معتبرہ تمہید سیر چوک میکنند و بمشاہدہ حسن او تقریب
ابتیاع نفائس و نوادر بروئے کار می آرند و بے تکلف مشتریان خود بلا تشابہ
تصنع در اطراف مجمع او سوار اسپانِ باد پا گشتہ صنع آلہی را سعائنہ می نمایند
حلقۂ اقبال و ہجوم جبول در جوانب ایں سیرگاہ متعذر الانحصار است
و کثرت خلائق از قائمین و قاعدین در دور ایں تماشا کدہ خارج از دائرہ
شمار امور ضروری ابتیاعی را ہر دم موقوف کردہ مشغول تفرج می شوند و وجہ
خرید و نقد فرصت را از کف دادہ خائن و خاسر بخانہ میروند ادا ہائے
خراشش خانہ بر انداز عالمے است و التفاتہائے مخصوصش تاراج کن مردمے
صباحت رنگش از ملاحتِ باج میگیرد و سبزہ خطش از سبزان چمن خراج
از سفید پوشیہا بشابہ خوشنماست کہ گویا در عین شام صبحی دمیدہ یا گل چاندنی
است کہ در فضائے چمن بے اختیار بالیدہ تا غروب آفتاب جلوہ گریہا
کردہ مبلغے معتدبہ تحصیل می نماید و راہ خانہ می گیرد و ہر چندے کہ اعزہ تکلیف
می نمایند بخانہ ہیچ کسے اقدام نمی نماید ہر کہ شیفتہ او باشد می باید کہ بخانہ اش
برود و احتظاظ وافی بر دارد۔

سلطانہ امردیست سبزہ رنگ و در سن دوازدہ سالگی در رقص طرفہ ادا ہا

دشوخی ہا دارد سحر کاریہاے خواندنش عالمے را مفتون و خلقے را مجنوں کردہ
دریں عمر قسمے تحصیل علم موسیقی کردہ کہ مزیدے براں متصور نباشد در غنچگی
پہلو بگلہائے شگفتہ میزند و باوجودیکہ پر تو چراغے بیش نیست دعوی ہمسری آفتاب
دارد سامعہ از کم وسعتے ہائے خود در حسرتست و باصرہ از کم ظرفیہائے نگاہ
درخجلت شبے تا صباحے از صاحبان ما بزم آرا بود صحبت مستوفی دست داد
و ہمہ شب بعشرت و انبساط گذشت خار خار حسرت اعادہ صحبتش در دلہاے
یاران باقیست شوق تحریکے می خواہد در گاہے نام زنکولہ نوازی ہمراہش بود
مراحل امر دیرا قطع کردہ چوں تعینے از مزاجش محسوس نمی گردید تا مل بہ تفتیش
پرداخت معلوم گردید کہ در نواختن زنکولہ و رقص نظیر ندارد ہر چندے کہ
ہیاتش مقتضی حرکات رقص نبود لیکن طبیعت بریں آمد کہ عیارش بمحک
امتحان رسد بامور کردند بدر وواقع استغنا و تعینش بجا بود بمجرد تہیہ رقص
حسرت ہا دست داد ہمہ تن چشم گردید گاہے در عین رقص صدا از یکرنگ
برمی آورد گاہے از دو و گاہے از ہمہ غرض طرفہ قدرتے و عجب مشقے داشت
شور تحسینہا بر صدائے زنکولہ اش چربید و صدائے پہہ پہہ آفرینہا اصول
را معطل کرد و ہمیں قسم مور چنگ نوازی در ہمیں طائفہ معائنہ گردید
کہ ہمتا نداشت و برگ کاہ را در دہان گرفتہ مثل بلبل ہزار داستان
شروع بنوا سنجی کرد و بہزار زبان گویا گردید بے تکلف از نوائے او

وچہچہہ بلبل داستاں سراہیچ فرق کردہ نمی شد منطق الطیر مجسم بمشاہدہ رسید۔

سرس روپ بمشاہدہ حرکات دلفریبش چشمِ تمنا روشن و باندیشہ خرامش صفحۂ خاطرہا رشکِ گلشن نسایم آہنگش بہار آفریں و شمایم نغمہ اش عطر آگیں رقصش در نہایت رنگینی و محبوبے و خواندنش در اقصامِ تبسم دلچسپی و مرغوبی منتخب ارباب جاہ و جلالست و مستحسن اصحاب وجد و حال شعشعہ حسنش نظر را خیرہ میکند و تصور لمعہ جلوہ اش عقل را تیرہ۔ دریافت صحبتش بے وسیلہ تعرف متعذر راست و نیل ملاقاتش تقدیم تواضعات مناسب متعسر تعالے شانہ بسیر خاطر خواہی باریاب ذوق نصیب گرداند و دست شوق بداماں تمنا رساند۔

نور حدیقہ خوش ادائی خمیر مایہ روشنائی نور بائی از ڈومنی ہائے دہلی است رفعت شانش بمرتبہ کہ امرا بدیدنش التجا دارند و برخے بخانہ اش میروند خانہ اش چوں خانہ ارباب دول سامان ہزار رنگ تجمل در بار و کوکبہ سواری عمدہ ہا پر از چاؤش و چوبدار بیشتر سواریش سواری فیل است در خانہ عمدہ ہا کہ وارد می شود یک رقم جواہر رونما تواضع میکنند و مبلغے معتدبہ بخانہ اش می فرستند کہ قبول دعوت می کند رخصتانہ را از ہمیں قیاس باید کرد کہ مزہ صحبتش بمذاقے آشنا شد باعث خانہ خرابی است و نشۂ آشنائیش بدماغے کہ سرایت کرد چوں گردباد در کشایش بیتابی عالمے بضا عتہا را در سرِ این کار کرد۔

وخلقے سرمایہ ہارا بغارت این ستمگر داد صحبتش تا کیسہ پر است گیر است والفتش تا نقدی با قیمت پذیرا تمکنش با تمکین گوہر ہم ترازو و آب رنگش آب و رنگ گلشن ہم پہلو سخن فہم بے نظیر است و نکتہ دان خوش تقریر صفائے روزمرہ اش سامعہ را در بوئے بہار غوطہ می دہد و ادائی محاورہ اش زبانہا از گلبرگ می تراشد مصاحبے باین رنگینی اگر نصیب شود مفت آرزو ست و ہمدمے باین شوخی اگر دست دہد ہر چہ باشد ہمہ از و مراعات مجلس و ادب بمرتبہ کہ چنداں ادیب می باید تعلیم گیرند و پاس خاطر جمیع حضار محفل بمثابہ کہ صاحبان تہذیب اخلاق می باید تلقین پذیرند خواندنش خالی از مزہ نیست مستحسن ارباب موسیقی است جنگلہ را کہ بالفعل رائج الوقت دہلی است خوب مشق کردہ بموافقت جمعے از نسواں کہ ہر یکے بیگم و خانم نام دارد بزم آرامی شود و برائے رعایت ہر کدام سفارشہا می کند چوں خاطرش ہمہ جا عزیز است ہر چہ می گوید مبلغے قبول می شود الحاصل دیدنیست نہ شنیدنی فقیر یکمرتبہ استفادہ صحبت کردہ۔

چمنی از مشاہیر دہلی است و بادشاہ رس و بمقتضائے کسب کمال موسیقی کہ پہلو بصاحب کمالاں عصر می زند ہمہ جا معزز و محترم و صحبتش بدول بذل مبلغے لائق از ممتنعات سوائے ایں کمال خوش صحبت و خوش روزمرہ است و سخن در نہایت پختگی می گوید چوں از بہار جوانیش تبا شیر صبح پیری

گل کردہ غیر ازیں کہ کسے صرف بہ نشیدن سرور شوقے داشتہ باشد میل نمی کند بادشاہ ہم گاہ گاہے یاد می فرمایند و التفات می کنند نغمہ اش طائر ہوش را بہ پرواز و داع سر میدہد و آہنگش آب رفتہ آرزو ہا را باز بجوئی می آرد۔ و ترانہ سنجی زبانش از مقراض گوئے سبقت بردہ اکثرے معاصر او اعتراف بکمال او دارند خالی از اہلیت نیست مراعات آشنائی می کند یک شبے در خانہ اش اتفاق صحبت افتاد تا صبح صحبتہا کوک بود۔

ادہ بیگم در دہلی مشہور و معروف اند کہ پایجامہ نمی پوشند و بدن اسفل را برنگ آمیزے ہائے خامہ نقاش باسلوب قطعہ پایجامہ رنگین می کنند بے شائبہ تفاوت گل و برگ کہ در تھان کمخاب بندرومی می باشد بقلم می کشند و در محافل امرا میروند ہرگز امتیاز پایجامہ و ایں رنگ کردہ نمی شود تا پردہ از کارش نیفتد فہم ہیچکس بکنہ صنعت انہا نمی رسد چوں خالی از ندرت و غرائب نیست مرغوب دلہا اند۔

بھینائے فیل سوار از مشاہیر رقاصان و رئیس طائفہ دار است نسبت چوبداران نوکر اند۔ بامرا بائین ہمچشماں ارتباط است رقعہ ہا در سفارش می نویسند و اینہا در قبول می کنند۔ سابق باعتماد الدولہ ربط خاصے بود و اینہا بخانہ او می رفتند یکمرتبہ برسم تواضع آلات و ادوات تجرع کہ عبارت از گلابے و پیالہ ہا وغیرہ باشد گذرانیدہ بود چوں ہمہ اش ترصیع داشت

هفتاد هزار روپیه قیمت گشت صدقش هذا علی التمول -

خوشحالی رام جنبی از ملازمان سرکار اعتماد الدوله است طرفه شانے دارد وعجب تعینے در مجلس که رقص می کرد و اکثرے از اعیان شهر مجتمع بودند و هیچکس را در نظرش وقعتے نبود و از فرط استغنا هیچ سمت التفاتے وخطابے نمیکرد وخواندنش بسیار رنگین وحرکاتش در نهایت تمکین بود آساپورا از رام جنبی هاست واز شهرت کمال در همه محافل محترم است وپیش جمیع نغمه سنجان مکرم کبت خوانیش بقاعده کلاونت هائے قدیم در نهایت مضبوطی وزیر وبمش بقانون استادان با قصے غایت مربوطے نغمه اش در همه حال سرسبز جاوید و آهنگش در همه جا روسپید بسبب رسائی سن اندکی از دلهائے معاشران یکسو ست لیکن بچشم قدردانان نغمه باید دید که چقدر در نظر آنها وقعی دارد حرمت طلب است و مستحق حرمت خواهان عزت است وشایستهٔ عزت -

چک مک ومانی در بهار جوانیها طرفه شوخے داشت مطبوع جمهور بود و بادشاه جم جاه فریفتگی داشتند چک مک خطاب داده بودند الحال که قدمم که در شیب گذاشته اعتبارش روبه نشیب است درد آهنگش سامعه پرور وشور نغمه اش جنون در سر مبتلیها صرف تواضعش می کردند تا شبے میسر می آمد وزرها سبیل راهش می نمودند تا راه مدعا وامی شد حالا هم حصول صحبتش بے تواضع مستوفی متعذر است ورابطه آشنائیش بے سماجتهائے رسا متعسر -

کالی گنگا از معتبر رقاصان است و از فرقه احترام کیشان سیه فامش چو خال گلرخان زیب افزا است و چون سواد دیده سیه چشمان مردمک آرا تمکینش بمرتبه که سخن بهزار پیچ و تاب بزبان آشنائی گردد و خرامش بتدریجے که تا قدم بدائره مجلس گذارد اضطراب بدلها راه می یابد خواندنش بهر مشق نغمه سنجانست و رقصش دستور العمل چابک خراماں خالی از تعین نیست و می هرزد سماجتهای طلبند و می کنند۔

زینت و بهجی خوش ادائی هایش در تهیج مواد باه و خیل نازک اندائے هایش هیجان شهوت را کفیل نغمه اش پیام حلاوت میرساند و آهنگش بصفائے منتے بر سامعه میگذارد نغمات راگش با صافی چهره او همرنگ و آهنگش بصفائے رنگ او همسنگ طبایع لطیف را نظر بملاحظه لطافتش میل طبعی و امزجه لطیف را نگاه بمشاهده لطافتش خواهش فطری رقصش غیر از خرامے بیش نیست و بدل نزدیک تر است و تعینش در قبول هم آغوشی ها بر جانست و خوش آیند تر هر شبے ردیف آغوش حریفے است و هر روز همدوش ظریفے و از هجوم استدعا سر رشته قبول صحبت کم است کاش از سوراخے سر بدر می آورد از کثرت تکالیف قافیه وقتش تنگ است خانه اش بدوش یارانست و دعوائے خانه بدوش اورا مسلم و کاشانه اش در بغل معاشران است و ادعائے بغل گیری باو مناسب و متحتم۔ فرد

می کشندش چو قدح دست بدست
می برندش چو سبو دوش بدوش

گلاب از خواندنش رائحہ گلاب بمشام می خورد واز ملاحظہ حرکات رنگینش کیفیت شراب دست می دہد پختگی ہائے وضعش مطبوع وحاضر جوابیش پیش ہمہ کس منظور ومسموع نکتہ فہم است وسخندان خوش نغمہ است ومسلم نغمہ سنجان **فرد**

محو کدام آئینہ سیما شود کسے
آئینہ خانہ ایست دو عالم زروئے تو

رمضانی خیالش چوں صبح عید رمضان زنگ از دلہا می برد ونغمہ اش در سواد خاطر معاشران اثرہا می کارد در محفلے کہ وارد می شود حکم عیدگاہ بہم می رساند وبمجمعے کہ ورودش واقع می گردد رسم تہنیت بعمل می آید والہ صحبت قدردانست وشایق ادا فہم ونکتہ دان سنش مانع کرم اختلاطے است ہوس پیش پا می خورد وکہولتش باعث خودداری پہلو از تکلف خالی میکند۔

رحمان بائی از دھاڑی زادہ ہاست سیاہی رنگش بمنزلہ تصویر سیاہ قلمی منظور صاحب نظران ورسائی رنگش بمشابہ نشتر فصاد باعث تحریک رگ جاں خال روئے استعداد است وسرمہ چشم اتحاد سوادش چوں شام کشمیر در نظرہا خوشنما وسیاہی نونش چوں سیاہی آب حیات درمردکہا روح افزا

سکناتش شوخی آمیز و حرکاتش فتنہ انگیز بہر محفل کہ وارد می شود خود را از تکلف
می دزدد و از دست بر دہوس محفوظ بدر می جہد می گویند نامہ اش سر بستہ است
و مہرش ناشکستہ ؎

خطش نہ کردۂ مانی بہ نقش بہزاد است
کہ ایں سیاہ قلم کار خوب استاد است

پنا بائی از تلامذہ مخصوصہ نعمت خان است و بلبل زبان او
غزل خوان اگر قلم زمرد بہ تحریر وصفش مخترع شود می سزد کہ سر سبزی بہائے
آہنگ وابستہ صدائے اوست و تریاق مار گزیدہائے فراق ساز و نوائے
او استقامت اوج گرانی ہائے نغمہ اش بمرتبہ کہ تا نفس بلند شود درحین شد
و مد نغمہ صدایش بسان تار شعاعے آفتاب بآسمان می پیوندد و قدرت
موشگافیہائے انداز تصرفاتش بشابہ کہ تا فہم سلیم ادراک نماید گرہ بر تار ہوا
می بندد آہنگ رسایش بسان اندیشہ ذو العقول فلک پیما و نغمہ بلندش
برنگ فکر منجم اوج گرا تقریر دلپذیرش سند معاشرت پیشگان و تمہید گفتگویش
دستور العمل عشرت طرازان در ضمن ہر سخن لطیفہ رنگینی مضمر و در ادائے ہر حرف
طینتے خاصے مدغم و مستتر حسن ادایش از حسن دیگران چسپاں تر است
و لطف مقالش از غنج و دلال این و آں خوش آیندہ تر سامعہ کہ آشنائے
آہنگش گردید از مسموعات دیگر مستغنی است و ذائقہ کہ متلذذ بہ نغمائے

نغماتش گشت از چاشنی نوائے دیگراں منزوی مقدمش در ہمہ جا اعزاز اکتساب
است و خواندنش در ہمہ حال عشرت انتساب ۔

طوطی شناخسار خشنوائی کمال بائی صافی مشققش در موسیقی چوں
نامش باقصے غایت کمال است و ترتیبش در رقص خوش ادائی بکمال عظمت
و جلال مدتے در محل بادشاہی بزم آرا بود و در حلقہ نواسنجی سخن سرا دریں ولا
کہ از سوانحۂ نادر شاہی مزاج بادشاہ دین پناہ از استماعِ ساز و نوا انحراف
ورزیدہ و نغمۂ ارباب نغمہ یک قلم متروک و موقوف گردیدہ بایں تقریب
صحبتش میسر آمد و الا ممتنعات عقلے بود و خواندنش موافق ضوابط کلاونت
بچی ہاست بسیار برنگینی و حزینی میخواند و سامعہ را بدائرہ تو اجدمی نشاند
بیشتر خیال نعمت خان کہ منسوب بہ بادشاہ غازیست استعمال می نماید
و ابواب انبساط بر روئے مشتاقان می کشاید بمثابہ مشاق کہ اگر تکلیف صحبت
روز و شب نمایند چوں بلبل بہار غزل خوانست و برنگ قطعہ چمن از تر زبانی
خود گلفشاں خالی از تمکین و ادانیست از شوخیہا آشناست و باعتبار آداب
و آئین در امثال و اقران مستثنٰے ہر کہ طلبید خط مستوفی برداشت و رقم الفتش
برلوح خاطر نگاشت ۔

سر مشق رنگین و پختہ روائی اُو ما بائی رنگینیٔ بہار دلپذیرش
برنگ نسیم بہار چمن آرائی انبساط و بہار آہنگی نغمات بنظیرش گلدستۂ بند

ریاحین نزہت و نشاط بدیہہ گوئیہا پیش در عالم بدایت چوں فکر اسیر لبریز شوخی و رنگینی و نقالیہا یش بسان نقل شراب در نہایت خوش مزگی ہمکینی حرکات و سکناتش ہمہ موزوں و مرغوب خرام و ادایش ہمہ خوش اندام و خوش اسلوب در عالم کیت کشتی گیر و در فضائے خیال چوں خیال نظیر بے نظیر طبیعتش الفت پیرا است و مزاجش بوفا آشنا کنور کہ نہال نوخیز ہمیں چمن است و بموزونی قد رشک سرو گلشن معشوقہ صاحبی میاں محمد ماہ است کہ سند معاشرت ہمنگان اند و سرآمد جمیع بزم آرایان اکبری بدولت خانہ ایشان صحبتہا منعقد می گشت و احتظاظ وافی محصل می گردید۔

پینا و تنو مقدم ایں طایفہ باعتبار حسن سرشار و کمال وجاہت و حسن غنا و تناسب جوارح و اعضا منظور جناب بادشاہی بود و مورد عنایات نامتنہاہی اکنوں بطور خود بزم آرائی مشتاقانست و رنگ افروز جہتہ تکلیف آرزومندان خراہش ہمیں کہ بحرکات رقص آشنا گردید شور تحسین در نغمہ بلند میگردد و صدایش ہر گاہ کہ باوج کشید غلغل آفریں فضائی ہوا تنگ می نماید رنگینیٔ روزمرہ ہایش سامعہ را بہ گلگشت بہار میبرد و قسم ہاے شیرینیش کہ در حقیقت جزو محاورہ است افسون بیخودی بگوش دلہا میخواند خواندن خیال بہ نزاکتے و انداز کہ حوصلہ سامعہ بفریاد می آید و بے اختیار بہار مو کشاں بدایرہ وجد و حال می آرد گرسنہ چشماں راگ را از مایدہ صحبتش سیری و نا دیدگان حسن را دام اختلاطش

رہائی نہ علی الخصوص آینو کہ بزور سرپنجہ غنج و دلال بسان طرفہ خود جا نہا را آب
میدہد و باعانت سامان حسن وجمال کہ شوخی فقرہ متنزاد دست و قسمہائے
رنگین بند بہ ترجیع او نظم دلہا را بہ بندمی رساند بادائی کافرماجرائیہائی
نگاہش قلم چون قلم نرگس حیرت ایجاد و بگزارش سخنہایش نال خامہ برنگ
نی لبریز فریاد دیکھے از اسارایش گل دستہ بند رنگینی میرزائی میاں محمد ماہ اند
کہ باو الفت ہا و انعقاد صحبتہایش دود از دماغ زندگی برمی آورد و لاعن شئی
بے مزہ دارد ؎

رفتیم و نرفت حسرت از دل
چوں آئینہ ایم جلوۂ بسمل

بارے اگر وصال نباشد خیالی و گر خورشید نہ باشد ہلالی۔ وصف العیش
نصف العیش۔
